افتتاحیہ

بسم الله، والحمد لله، والصلاة والسلام على رسول الله وعلى آله وصحبه ومن اهتدى بهداه. أما بعد

دورِ حاضر میں امت مسلمہ جس عہد سے گذر رہی ہے یہ عہد فتنوں کے اعتبار سے اپنے عروج پر ہے بالکل ایسے ہی جیسا کہ ہمارے پیارے نبی ﷺ نے فرمایا کہ" فتنًا كقطع الليل المظلم، يصبح الرجل فيها مسلمًا ويمسي كافرًا، ويمسي مؤمنًا، ويصبح كافرًا، يبيع دينه بعرض من الدنيا"[1]

"رات کی تاریکی کی مانند فتنے، بندہ صبح کو مسلم ہوگا اور شام کو کافر، اور شام کو مومن ہوگا اور صبح کو کافر اپنا دین دنیا کے چند ٹکوں کے عوض بیچ ڈالے گا۔" فتنہ گر و فتنہ بازوں کا ایک ہی ہدف ہے کہ کسی طرح اسلام کی بنیادی ایمانیات لوگوں کے دلوں میں متزلزل کرنا، فتنے کیسے بھی ہوں، چاہے پرویزی فتنہ، اصلاحی فتنہ، نیچری فتنہ، انکارِ حدیث فتنہ، رافضی فتنہ، قادیانی فتنہ۔ راستے بھلے جدا ہوں لیکن گھاٹ ان سب کا ایک ہی ہے جس کا ذکر اللہ رب اللعالمین نے اس آیت میں فرمایا ہے: ﴿وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيَاطِينَ الْإِنسِ وَالْجِنِّ يُوحِي بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُورًا﴾ (سورۃ الانعام۔آیت ۱۱۲)

ایک اور مقام پر فرمایا: ﴿هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَىٰ مَن تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُ ۔ تَنَزَّلُ عَلَىٰ كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ ۔ يُلْقُونَ السَّمْعَ وَأَكْثَرُهُمْ كَاذِبُونَ﴾ (الشعراء/221-223)،

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب الحث على المبادرة بالأعمال ومخافة المؤمن أن يحبط عمله

یعنی گھاٹ سب فتنوں کا شیطان ہے جو جن وانس میں سے اپنے پیروکاروں کی آبیاری کرتا ہے اور پھر امت مسلمہ کے بنیادی عقائد کو مشکوک کرنے کی غرض سے ان چیلوں کو استعمال کرتا ہے۔انہی چیلوں میں سے ایک مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔جس نے برصغیر پاک وہند میں نبوت کا دعویٰ کیا اور مسلمانوں کے اساسی عقیدہ ختم نبوت پر نقب لگانے کی ناکام سعی کی ۔ ایک وقت تھا اس فرقے کے فتنہ پرور لوگ سر چھپاتے پھرتے تھے لیکن آج وہ دندناتے اور سوشل میڈیا الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا پر اپنے افکار وخیالات اعمال واعتقادات کا اظہار کرتے پھرتے ہیں۔اپنا اثر ورسوخ استعمال کر کے نصاب میں تبدیلی کرواتے ہیں۔اور کھلے عام لوگوں کو اسلام کے نام پر اپنے کافرانہ مذہب کی دعوت دیتے ہیں۔حالانکہ ملکی آئین میں متفقہ طور پر انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا جا چکا ہے۔الغرض قادیانی فرقے کے لوگوں کی دیدہ دلیری سے اپنی دعوت کو عام کرنے کی وجہ سے ضروری ہے کہ اہل حق اپنی کاوشیں تیز کریں اور اس فتنے سے لوگوں کو بچائیں اور ان کے شبہات کا رد کریں۔اسی غرض سے سہ ماہی ''البیان'' کی مجلس ادارت نے یہ فیصلہ کیا کہ البیان کی ایک خصوصی اشاعت کا اجراء کیا جائے جس میں اس فتنے کی حقیقت، ان کے شبہات، اور حربوں سے لوگوں کو آگاہ کیا جائے اور اس کا مدلل جواب بھی دیا جائے۔ یہ اشاعت اسی عزم کی عملی صورت ہے۔لہٰذا ادارہ ان تمام علماء کرام کا مشکور وممنون ہے جنہوں نے اس اہم اشاعت میں علمی اشتراک فرمایا۔اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔اور قارئین کو ان تحریروں کو پڑھنے اور قادیانی فتنے سے محفوظ رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

انه ولي التوفيق

آیت خاتم النبیین سے متعلق
قادیانی شبہات اور ان کا جواب

خالد حسین گویہ [1]

قرآن مجید کے جلی حروف میں وارد سورہ احزاب کی وہ محکم آیت جس میں نبی کریم ﷺ کی نبوت کو خاتمۃ النبوۃ قرار دیا گیا ہے۔ اور واشگاف الفاظ میں اعلان فرما کر اس باب کو محمد عربی ﷺ کے بعد ہر ایک کیلئے بند کر دیا گیا ہے۔ اس آیت سے کذّابین کی دکانیں بند ہوتی ہیں اس لئے قادیانی مذہب کیلئے یہ ایک ضرب کاری کی حیثیت رکھتی ہے، اس لیے انہوں نے اس آیت کو رد کرنے کیلئے متعدد طریقوں سے تحریف معنوی کرنے کی سعی کی اور مذکورہ آیت پر متعدد اعتراضات کئے اور مختلف مفاہیم پیش کئے۔ جنہیں خلاصۃً یہاں بیان کر کے ہر ایک اعتراض کا تفصیلی اور مسکت جواب دیا جائے گا بعونہ تعالیٰ وتوفیقہ

ہم پہلے مکمل آیت بمع ترجمہ نقل کرتے ہیں بعد ازاں اس پر قادیانی اعتراضات اور ان کے جوابات تحریر کریں گے۔ ان شاء اللہ

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا﴾ (سورۃ الاحزاب ۴۰)

ترجمہ: ''(لوگو) تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور تمام نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو (خوب) جانتا ہے''۔

مذکورہ بالا آیت میں وارد لفظِ ''خاتم النبیین'' کے بارے میں قادیانیوں کا موقف ہے کہ اس سے مراد آخری نبی نہیں بلکہ اس کے اور مفاہیم ہیں جنہیں ہم یہاں ترتیب وار ذکر کر کے ان کا جواب تحریر کرتے ہیں۔

---

[1] نائب مدیر المدینہ اسلامک ریسرچ سینٹر کراچی

لفظِ ''خاتم'' کا پہلا قادیانی مفہوم

پہلا اعتراض: اس آیت میں خاتم النبیین کا معنی آخری نبی نہیں بلکہ مہر ہے۔یعنی آپ کی مہر سے نبی بنتے ہیں۔

قادیانی اپنی کتاب حقیقۃ الوحی اور حاشیہ روحانی خزائن میں لکھتا ہے''اللہ جل شانہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صاحب خاتم بنایا۔یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو افاضہ کمال کے لئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔اسی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام خاتم النبیین ٹھہرا۔یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے۔اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توجہ روحانی نبی تراش ہے۔''[1]

جواب: آیت کا یہ معنیٰ''روحانی نبی تراش''یا''جن کی مہر سے نبی بنتے ہیں''کسی بھی طور پر قرآنی آیات میں سے کسی آیت کے مفہوم اور احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے کسی حدیث کے مفہوم کے قریب تر تو کیا بعید تر بھی نہیں ہے۔نہ کوئی محدث وفقیہ اس مفہوم کا مؤید ہے نہ ہی لغت عرب میں اس مفہوم کی کوئی گنجائش ہے۔

کیا لغت عرب کے اعتبار سے یہ معنیٰ درست ہے؟

لفظِ ''ختم'' یا لفظِ ''خاتم'' کا جب ہم مطالعہ لغت عرب سے کرتے ہیں تو پتا چلتا ہے کہ اس لفظ میں کسی کام کے''ختم ہونے''،''مکمل ہونے''،''آخری ہونے''اور کسی کام سے''فارغ ہونے'' کے کئے گئے ہیں۔ حتٰکہ ہماری محاوراتی زبان میں بھی جب یہ لفظ بولا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ''اللہ تعالیٰ فلاں شخص کا خاتمہ بالخیر کرے''تو اس سے مراد یہی ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا آخری عمل نیک اور اچھا اور صالح کرے''۔

اب ذیل میں کتب لغت سے شواہد ملاحظہ فرمائیں:

علامہ ازہری اپنی مایہ ناز تصنیف''تہذیب اللغۃ'' میں لکھتے ہیں:

والخَاتَمُ والخَاتِمُ : من أسماءالنبي (ﷺ) .ومعناه:آخِرُالنبيين،وقوله عزوجل :''مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ

---

[1] حقیقت الوحی ص97 حاشیہ روحانی خزائن ص100 ج22

النَّبِيِّينَ" (معناه :آخِر النبيين)[1]

ترجمہ"خاتم (تا کے زبر سے) اور خاتم (تا کے زیر سے) نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ اور اس کا معنیٰ ہے"آخری نبی"۔ فرمان باری تعالیٰ ہے"۔ **وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ**۔ (الأحزاب:**40**)"اور (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آخری نبی ہیں"۔

مختار الصحاح میں ہے:

"وخَتَمَ الله له بخير ، وختم القرآن : بلغ آخره ، واخْتَتَمَ الشيء ضد افتتحه ، والخَاتَمُ : بفتح التاء وكسرها والخَيْتامُ و الخَاتَامُ : كله بمعنى ، والجمع الخَوَاتِيمُ ، و تَخَتَّمَ : لبس الخاتم ، وخاتِمةُ الشيء آخره "[2]

"اللہ تعالیٰ نے اس کا خاتمہ خیر پر کیا، اور قرآن ختم کیا: اس سے مراد ہے کہ وہ کام اپنے انجام وآخر کو پہنچ گیا۔ اس کی ضد 'افتتحہ' یعنی آغاز کرنا ہے۔ اور"خاتم" تا کے زبر اور زیر کے ساتھ اور خیتام وخاتام سب کا ایک ہی معنیٰ ہے، اور اس کی جمع خواتیم ہے۔ اور"تختم" کا معنیٰ ہے"اس نے انگوٹھی پہنی"، اور کسی چیز کے خاتمہ سے مراد اس کا آخری ہونا ہے"۔

ابن منظور اپنی شہرہ آفاق تصنیف"لسان العرب"میں لکھتے ہیں:

" وخِتامُ القَوْم وخاتِمُهُم وخاتَمُهُم آخرُهم ، ومحمد - صلى الله عليه وسلم - خاتِمُ الأَنبياء عليه وعليهم الصلاة والسلام ، والخاتِم والخاتَم من أَسماء النبي صلى الله عليه وسلم وفي التنزيل العزيز :(ما كان محمد أَبا أَحد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتِمَ النبيين؛)أَي آخرهم "[3]

---

[1] تہذیب اللغۃ للازھری۔ ج2ص474

[2] مختار الصحاح: ج،1،ص71

[3] لسان العرب:12/ 163

" خاتم القوم سے مراد قوم کا آخری شخص مراد ہے ، اورخاتِم اور خاتَم (یعنی زیر وزبر) دونوں کے معنیٰ آخر کے ہیں۔اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی ہیں۔اور خاتم اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناموں میں سے ایک نام بھی ہے۔اورقرآن کریم میں فرمان باری تعالیٰ ہے:"---﴿وخاتِمَ النبیّین﴾۔ یعنی (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے آخری نبی ہیں"۔

علامہ جوہری اپنی لغت کی کتاب "الصحاح" میں لکھتے ہیں:

" خاتمة الشيء آخره ومحمد صلى الله عليه وسلم خاتمة الأنبياء"[1]

"کسی چیز کے خاتم کے معنیٰ آخر کے ہوتے ہیں۔انہی معنوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں"۔

ابن سیدہ اپنی کتاب المحکم میں لکھتے ہیں:

" خاتم كل شئ وخاتمته عاقبته وآخره "

"اورخاتم یا خاتمہ کے معنیٰ انجام وآخر کے ہیں"۔

فیروز آبادی اپنی کتاب القاموس میں بھی یہی لکھتے ہیں:

" والخاتم آخر القوم كالخاتم ومنه قوله تعالیٰ :" وخاتم النبيين "

"خاتم کے معنیٰ قوم کے آخری فرد کے ہیں جیسے مہر خط کے آخر میں لگائی جاتی ہے۔خاتم النبیین کے بھی یہی معنیٰ ہیں"۔

یہاں یہ امر واضح رہے کہ "مہر کو جن معنوں میں خاتم سمجھا جاتا ہے، وہ ہرگز نہیں ہے۔جس کو مرزائیت کی اپچ نے پیدا کیا ہے۔کہ ایسی نبوت آفریں کہ جس سے چھوا جائے وہ نبی ہوجائے۔"[2]

علامہ زبیدی تاج العروس میں لکھتے ہیں:

"والخاتم من كل شئ عاقبته وآخرته ، و الخاتم آخر القوم كالخاتم ، ومنه قوله تعالى : (وخاتم النبيين) أي آخرهم"[3]

---

[1] مرزائیت نئے زاویوں سے

[2] مرزائیت نئے زاویوں سے صفحہ 88

[3] تاج العروس ج 7 ص:687

''ہر چیز کے خاتم سے مراد اس کا انجام اور آخرت ہے۔ اور خاتم ہر قوم کا آخری فرد ہوتا ہے جیسا کہ مہر آخر میں لگتی ہے۔ اسی معنیٰ میں فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿وخاتم النبيين﴾ یعنی (محمد ﷺ) آخری نبی ہیں۔''

ابن فارس لغت عرب کے بہت بڑے شہسوار ہیں وہ لکھتے ہیں:

''(ختم) الخاء والتاء والميم أصلٌ واحد، وهو بُلوغ آخِر الشّيء. يقال خَتَمْتُ العَمَل، وخَتم القارئ السُّورة. فأمَّا الخَتْم، وهو الطَّبع على الشَّيء، فذلك من الباب أيضاً؛ لأنّ الطَّبْع على الشيءِ لا يكون إلاّ بعد بلوغ آخِرِه، في الأحراز. والخاتَم مشتقٌّ منه؛ لأنّ به يُختَم، والنبي صلى الله عليه وسلمخاتِمُ الأنبياء؛ لأنّه آخِرُهم''[1]

''ختم میں خ، تِ اور میم کا اصل ایک ہی ہے۔ اور وہ ہے کسی بھی چیز کا اپنی انتہا اور اختتام کو پہنچ جانا، چنانچہ یوں کہا جاتا ہے کہ'' میں نے اپنا کام ختم کر دیا'' اور قاری نے سورت ختم کر دی۔ جبکہ (ختم) سے مراد کسی بھی چیز پر مہر لگا دینے کے ہیں۔ تو یہ بھی اسی قبیل سے ہے کیونکہ کسی بھی چیز پر مہر اس وقت لگائی جاتی ہے جب وہ اپنی انتہا اور اختتام کو پہنچ جائے، اور خاتم بھی اسی سے مشتق ہے کیونکہ اس کے ساتھ اختتام کیا جاتا ہے۔ اور نبی ﷺ خاتم الانبیاء ہیں، کیونکہ آپ آخری نبی ہیں''۔

مفردات قرآن پر لکھی جانے والی کتب بھی لفظ'' خاتم'' کا مطلب'' آخری'' ہی بیان کرتی ہیں۔

چنانچہ مفردات القرآن کے مؤلف علامہ راغب اصفہانی رقم طراز ہیں:'' خاتمة النبيين أي ختمت النبوة بمجيئه'' ''آپ ﷺ کو خاتم النبیین اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ ﷺ کے آنے کے بعد نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا''۔

قراءات کے اعتبار سے دیکھا جائے تو جمہور قراء نے لفظِ'' خاتم'' کو ت کے زیر کے ساتھ پڑھا ہے سوائے حفص اور چند ایک قراء کے جنہوں نے ت کے زبر سے پڑھا ہے۔ جمہور قراء کی قراءت بھی اس امر

---

[1] معجم المقاییس لابن فارس (200/2)

پر دلالت کرتی ہے کہ ''خاتم'' سے مراد آخری ہی ہے۔ نہ کہ مہر۔

یہ امہات اللغۃ کی کتابیں اس امر کی بیّن شاہد ہیں کہ خاتم کا معنیٰ ''آخری'' ہوتا ہے اہل لغت کے ہاں یہ معنیٰ ایسا معروف ومتداول تھا کہ وہ اس کلمہ کی وضاحت کیلئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کو بطور مثال بیان کرتے تھے۔

اور تمام کے تمام اہل لغت اس امر پر متفق نظر آتے ہیں کہ ''ختم'' سے مراد انتہا، اور آخری ہی مراد ہوتا ہے۔

اس سے واضح ہوا کہ اگر آیت خاتم النبیین کا ترجمہ جس کی مہر سے نبی بنتے ہیں کیا جائے تو یہ لغت عرب اور محاورات عرب کے سراسر خلاف ہوگا۔ جس سے یہ بات لازم آئے گی کہ کوئی بھی جہاں یہ لفظ خاتم آئے اس کا مطلب جس کی مہر سے بنتا ہے کرلے۔ جیسا کہ خاتم القوم کا مطلب یہ کریں کہ جس کی مہر سے قومیں بنتی ہیں، خاتم المہاجرین کا یہ کریں کہ جس کی مہر سے مہاجر بنتے ہیں۔

لفظِ ختم کا اگر معنیٰ مہر کیا جائے تو کیا یہ معنیٰ آخری ہونے پر دلالت نہیں کرتا؟!

ختم کا لفظ قرآن مجید میں درجِ ذیل آٹھ مقامات پر وارد ہوا ہے۔

﴿خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ﴾(البقرۃ7)

﴿قُلْ اَرَاَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَاَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ﴾ (الانعام:46)

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ (الأحزاب:40)

﴿اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ﴾(یس:٦٥)

﴿اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا فَاِنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يَخْتِمْ عَلٰى قَلْبِكَ﴾(الشوریٰ:24)

﴿اَفَرَاَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ﴾(الجاثیۃ:23)

﴿يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيْقٍ مَّخْتُوْمٍ﴾(المطففین:25)

﴿خِتٰمُهٗ مِسْكٌ وَفِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ﴾(المطففین:26)

ان تمام آیات میں وارد لفظ ختم کے معانی میں یہ قدر مشترک ہے کہ کسی بھی شے کا ایسے بند کر دیا جانا کہ اس میں سے کوئی چیز نہ باہر نکالی جاسکے اور نہ کوئی چیز اندر داخل کی جاسکے۔ جیسے پہلی آیت میں اہل کفر کے

دلوں پر مہر کا ذکر ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے دل بند ہو چکے ہیں نہ ان میں ایمان داخل ہو سکتا ہے اور نہ ہی ان میں موجود کفر باہر نکل سکتا ہے۔

اسی طرح سورہ انعام کی آیت میں بھی اسی مہر کا اشارہ ہے کہ اللہ اگر تمہارے دلوں پہ وہ لگا دے تو نہ کوئی مفید چیز ان دلوں میں داخل ہوگی نہ داخلی شر و کفر باہر آسکے گا۔ تیسری آیت سورہ احزاب کی ہے جو کہ زیر تحریر مسئلہ کی بنیادی آیت اور دلیل ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے ختم ہونے کا بیان ہے۔ کہ انبیاء کی لسٹ مکمل ہو چکی اب اس میں کوئی اضافہ نہیں ہو سکتا۔ اور نہ کمی ہو سکتی ہے۔ اگر اس آیت میں وارد لفظ کا معنی "آخری نبی" کریں گے تو لفظ اپنے مدلول میں بالکل واضح ہے کہ ہمارے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی ہیں ان کے بعد کوئی نبی نہیں اور اگر اس لفظ "خاتم" سے مہر مراد لیں گے تو بھی اس کا یہی معنی متعین ہوگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ نے سلسلہ انبیاء پر ایسی مہر لگا دی ہے کہ اب اس سلسلہ میں سے نہ تو کسی کو نکالا جا سکتا ہے اور نہ ہی کسی کو داخل کیا جا سکتا ہے۔

دیگر آیات میں بھی ختم سے مراد وہی ہے جو سابقہ آیات میں ہے کہ کسی بھی چیز کو مہر لگا کر ایسے محکم کر دینا کہ اس میں کسی کمی بیشی کی گنجائش نہ رہے۔

صحابہ کرام اور آیت ختم نبوت کی تفسیر

صحابہ کرام ایسی برگزیدہ اور پاک باز ہستیاں ہیں کہ اللہ رب العالمین نے ان کے ایمان وعمل کو معیار اور کسوٹی مقرر فرمایا ہے۔ کہ اگر کوئی بھی شخص اپنے ایمان کی تصحیح کرنا چاہتا ہے اس پر کاربند ہونا چاہتا ہے تو وہ صحابہ کرام کے ایمان وعمل کو اپنے لئے مشعل راہ بنائے۔ چنانچہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنتُم بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوا وَّإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴾ (البقرة:137)

ترجمہ: "اگر وہ تم جیسا ایمان لائیں تو ہدایت پائیں، اور اگر منہ موڑیں تو وہ صریح اختلاف میں ہیں، اللہ تعالیٰ ان سے عنقریب آپ کی کفایت کرے گا اور وہ خوب سننے اور جاننے والا ہے"۔

صحابہ کے ایمان کو معیار بنانے کی وجہ یہ ہے کہ وہ نزول قرآن کا مشاہدہ کرنے والا اولین دستہ ہے۔ ان

کی تربیت سیّد الاولین والآخرین محمد رسول اللہ ﷺ نے خود کی۔ وہ تمام جہانوں کے سردار نبی کے شاگرد تھے۔ ان کا تزکیہ رب اللعالمین نے اپنے کلامِ مجید میں فرمایا ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے انہیں اپنی امت کا امین قرار دیا ہے۔ وہ دین کے اولین ناقل وراوی ہیں۔ قرآن اور حدیث ہمیں ان کے ذریعے سے ملا ہے۔

ان تمام فضائل ومناقب کے ہوتے ہوئے یہ امر مستحیل عقلاً وشرعاً ہے کہ ایمانیات واعمال سے متعلق کوئی ایسی چیز ان سے پوشیدہ رہ گئی ہو اور کسی آیت کا وہ معنیٰ نہ سمجھ سکے ہوں۔ اگر ایک کو پتا نہ ہوتا تھا تو دوسرے کو معلوم ہوتا تھا۔ تو اب دیکھتے ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ختم نبوت کا کیا معنیٰ سمجھتے تھے کیا وہ ختم سے مراد مہر جس سے نبی بنتے ہیں لیتے تھے، یا وہ نبی ﷺ کے بعد کسی نبوت کے دعویدار کو کافر سمجھتے تھے۔ اور نبی کریم ﷺ کی نبوت کو نہ ماننے والے سے اعلان جنگ کیا کرتے تھے۔

حَبر الأمۃ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"یرید لو لم أختم به النبیین لجعلت له ابنا یكون بعده نبیا"[1]

"اللہ تعالیٰ نے یہ اس لئے فرمایا کہ اگر میں محمد ﷺ کو آخری نبی نہ بناتا تو انہیں ایسا بیٹا دیتا جو بڑا ہو کر نبی بنتا۔" یعنی آپ ﷺ کی نرینہ اولاد میں سے کوئی سن بلوغت کو نہ پہنچا اس لئے کہ لوگ کہیں یہ تصور نہ کرلیں کہ نبی کا بیٹا چونکہ نبی ہوتا ہے لہٰذا وہ بھی نبی ہوسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی نرینہ اولاد کو بچپن میں ہی وفات دے دی۔

ایک اور روایت میں عطاء رحمہ اللہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

"أن الله تعالیٰ لما حكم أن لا نبي بعده لم يعطه ولدًا ذكرًا يصير رجلاً (وكان الله بكل شيء عليما)"[2]

"جب اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ فرمادیا کہ محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں تو رب تعالیٰ نے آپ ﷺ کو

---

[1] زاد المسیر ج6 ص 393

[2] معالم التنزیل: ج6 ص 359

کوئی نرینہ اولاد نہ دی جو سن بلوغت کو پہنچے" اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے"۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس آیت کی قراءت اس طرح کیا کرتے تھے:

﴿ولکن نبیاً ختم النبیین﴾ "یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ نبی ہیں جنہوں نے انبیاء کے سلسلے کو ختم کیا"۔[1]

علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے تفسیر در منثور میں حسن رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں:

"عن الحسن في قوله وخاتم النبيين قال ختم الله النبيين بمحمدصلى الله عليه وسلم وكان آخر من بعث"[2]

"سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے آیت خاتم النبیین کی یہ تفسیر منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم کر دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان نبیوں میں سب سے آخری نبی ہیں جو اللہ کی طرف مبعوث ہوئے"۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد صحابہ کرام نے جو اولین جنگ کی ان میں سب سے بڑی جنگ یمامہ کے مقام پر مسیلمہ کذاب کے ساتھ تھی جسے تاریخ میں معرکہ یمامہ کے نام سے جانا جاتا ہے۔ کذّاب مدعی نبوت کے خلاف اس معرکے میں ستر سے زائد صحابہ کرام نے جام شہادت نوش کیا۔ اتنی بڑی تعداد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں مشرکین کے ساتھ لڑائی میں بھی کسی معرکے میں اتنے لوگ شہید نہیں ہوئے تھے۔ معرکہ یمامہ میں اتنی کثرت سے شہادتیں اس امر کا بیّن ثبوت ہیں کہ صحابہ کرام نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کیلئے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرنے سے بھی دریغ نہیں کیا۔ اور یہ کہ یہ عقیدہ ان کے نزدیک جان سے بھی زیادہ عزیز تھا۔ جس سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دلوں میں عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

ابطال ترجمہ قادیانی پر الزامی جوابات

جیسا کہ گذشتہ صفحات میں ہم وضاحت کر آئے ہیں کہ قادیانی سورہ احزاب کی آیت ﴿وَلٰكِنۡ رَّسُوۡلَ

[1] تفسیر ابی سعود ج7 ص 106

[2] تفسیر در منثور: ج5 ص 204

اللہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ﴾ کا ترجمہ یہ کرتے ہیں۔خاتم سے مراد جن کی مہر سے نبی بنتے ہیں۔اب ہم ذیل میں مرزا غلام احمد قادیانی کے الفاظ کو ہی الزامی طور دیکھتے ہیں کیا یہاں خاتم کا معنیٰ مہر کرنا درست ہے؟

قادیانی ترجمہ کے غلط ہونے کی وجوہات

1 اوّل اس لئے کہ یہ معنی محاورات عرب کے بالکل خلاف ہے، ورنہ لازم آئے گا کہ خاتم القوم اور آخر القوم کے بھی یہی معنی ہوں کہ اس کی مہر سے قوم بنتی ہے اور خاتم المہاجرین کے یہ معنی ہوں گے اس کی مہر سے مہاجرین بنتے ہیں۔

2 مرزا قادیانی نے خود اپنی کتاب ازالہ اوہام صفحہ **614** روحانی خزائن صفحہ **431** جلد **3** پر خاتم النبیین کا معنی: ''اور ختم کرنے والا نبیوں کا'' کیا ہے۔

3 مرزا قادیانی نے لفظ خاتم کو جمع کی طرف کئی جگہ مضاف کیا ہے، یہاں صرف ایک مقام کی نشاندہی کی جاتی ہے۔مرزا نے اپنی کتاب تریاق القلوب صفحہ **157**، روحانی خزائن صفحہ **479** جلد **15** پر اپنے متعلق تحریر کیا ہے: ''میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا نام جنت تھا اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد اس کے میں نکلا تھا، اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکی یا لڑکا نہیں ہوا، اور میں ان کے لئے خاتم الاولاد تھا۔''

اگر خاتم الاولاد کا ترجمہ ہے کہ مرزا قادیانی اپنے ماں باپ کے ہاں آخری 'ولد' تھا۔مرزا کے بعد اس کے ماں باپ کے ہاں کوئی لڑکی یا لڑکا، صحیح یا بیمار، چھوٹا یا بڑا، کسی قسم کا کوئی پیدا نہیں ہوا تو خاتم النبیین کا بھی یہی ترجمہ ہوگا کہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کا کوئی ظلی، بروزی، مستقل، غیر مستقل کسی قسم کا کوئی نبی نہیں بنایا جائے گا۔اور اگر خاتم النبیین کا معنی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر سے نبی بنیں گے تو خاتم الاولاد کا بھی یہی ترجمہ مرزائیوں کو کرنا ہوگا کہ مرزا کی مہر سے مرزا کے والدین کے ہاں بچے پیدا ہوں گے۔اس صورت میں اب مرزا قادیانی مہر لگاتا جائے گا اور مرزا کی ماں بچے جنتی چلی جائے گی۔ہے ہمت تو کریں مرزائی یہ ترجمہ۔

4 پھر قادیانی جماعت کا مؤقف یہ ہے کہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر مرزا قادیانی تک

کوئی نبی نہیں بنا، خود مرزا نے لکھا ہے: ''غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے ولی اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں، ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا، پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا، اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔'' [1]

اس عبارت سے یہ ثابت ہوا کہ چودہ سو سال میں صرف مرزا کو ہی نبوت ملی، اور پھر مرزا کے بعد قادیانیوں میں خلافت (نام نہاد) ہے۔ نبوت نہیں، اس لحاظ سے بقول قادیانیوں کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر سے صرف مرزا ہی نبی بنا، تو گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ''خاتم النبی'' ہوئے خاتم النبیین نہ ہوئے۔ مرزا محمود نے لکھا ہے: ''ایک بروز محمدی جمیع کمالات محمدیہ کے ساتھ آخری زمانہ کے لئے مقدر تھا، سو وہ ظاہر ہو گیا۔'' [2]

5 خاتم النبیین کا معنی اگر نبیوں کی مہر لیا جائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر سے نبی بننے مراد لئے جائیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم آئندہ کے نبیوں کے لئے خاتم ہوئے، سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تک کیلئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین نہ ہوئے، اس اعتبار سے یہ بات قرآنی منشا کے صاف خلاف ہے۔

6 مرزا غلام احمد قادیانی نے رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی تو نبی بن گئے (یہ ہے خاتم النبیین کا قادیانی معنی)۔ یہ اس لحاظ سے بھی غلط ہے کہ خود مرزا قادیانی لکھتا ہے ''اب میں بموجب آیت کریمہ: ﴿واما بنعمة ربك فحدث﴾ اپنی نسبت بیان کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اس تیسرے درجہ میں داخل کر کے وہ نعمت بخشی ہے کہ جو میری کوشش سے نہیں بلکہ شکم مادر میں ہی مجھے عطا کی گئی ہے۔'' اس حوالہ میں مرزا قادیانی نے کہہ دیا کہ جناب اتباع سے نہیں بلکہ شکم مادر میں مجھے یہ نعمت ملی۔ تو گویا خاتم النبیین کی مہر سے آج تک کوئی نبی نہیں بنا تو خاتم النبیین کا معنی نبیوں کی مہر کرنے کا کیا فائدہ ہوا؟ [2]

---

[1] حقیقۃ الوحی صفحہ 391، حاشی خزائن صفحہ 406 جلد 22

[2] ضمیمہ نمبر 1 حقیقۃ النبوۃ صفحہ 268

[3] http//:www.khatm-e-nubuwwat.org

لفظِ ''خاتم'' کا دوسرا قادیانی مفہوم:

لفظِ خاتم کا بیان کردہ دوسرا قادیانی مفہوم یہ ہے کہ ''خاتم'' کے معنیٰ افضل کے ہیں۔ خاتم کا لفظ ہمیشہ افضل کے معنیٰ میں وارد ہوا ہے جیسے کہا جاتا ہے کہ خاتم الشعراء یعنی افضل الشعراء۔ اس معنیٰ کو قادیانی صحیح ثابت کرنے کیلئے دو روایات سے بھی استدلال کرتے ہیں۔

ان میں سے ایک روایت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ہے جس میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں'' خاتم المهاجرین '' کہا۔ اور دوسری روایت سیدنا علی بن ابی طالب کے حوالے سے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں خاتم الاولیاء قرار دیا۔

قادیانی ان روایات سے یہ استدلال لیتے ہیں کہ جس طرح سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے بعد آج تک ہجرت جاری ہے اور سیدنا علی بن ابی طالب کے بعد ولایت بھی جاری ہے۔ تو معلوم ہوا کہ ایسے نبوت بھی جاری رہ سکتی ہے۔

جواب: قادیانیوں کا یہ استدلال کہ خاتم سے مراد افضل ہے انتہائی درجے کا بھونڈا اور بعید از عقل ہے۔ کیونکہ عرب میں ہمیشہ خاتم کے معنیٰ آخر مستعمل ہیں نہ کہ افضل کے۔ ہاں اس حوالے سے حسن بن وہب کے ایک مرثیہ میں لفظ خاتم کو افضل کے معنیٰ میں استعمال کیا گیا ہے لیکن اس کی بھی حقیقت دراصل یہ ہے کہ'' ابوتمام طائی مولف دیوان حماسہ کی وفات پر حسن بن وہب عربی شاعر کے مرثیہ کے شعر میں جو اسے خاتم الشعراء کہا گیا ہے تو وہ شاعر کے ظن کی بنا پر ہے کہ اس کے نقطہ خیال میں ابوتمام اس کمال کا آخری شخص تھا۔ پس اگر کوئی دیگر شخص ابوتمام کے برابر بلکہ اس سے بڑھ کر بھی ثابت ہو جائے تو ہوسکتا ہے کیونکہ حسن بن وہب شاعر عالم الغیب نہیں تھا۔ کہ اس کا قول غلط نہ نکلے لیکن جناب والا یہاں تو اللہ تعالیٰ جو عالم الغیب ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت فرما رہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی تفسیر آخر الانبیاء سے کرتے ہیں تو آپ ان دونوں (اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں کسی کو حسن بن وہب جیسا گمان کر سکتے ہیں کہ ان کا علم ناقص و قاصر ہے اور انہیں حسن بن وہب کی طرح غیب پر اطلاع

نہیں ہے"۔[1]

دوسری اس معنیٰ کو ثابت کرنے کیلئے جو آثار ایک سیدنا عباس رضی اللہ عنہ اور دوسرا سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا ہے یہ دونوں آثار ضعیف موضوع اور من گھڑت ہیں۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے عباس رضی اللہ عنہ والی روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔[2]

اس رایت میں ایک راوی اسماعیل ہے جسے اہل علم نے منکر الحدیث قرار دیا ہے۔

اور بعض اہل علم نے اسے موضوع بھی قرار دیا ہے۔ دوسری علت عباس رضی اللہ عنہ والے اثر کا مرسل ہونا بھی ہے۔

دوسری روایت: سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ہے کہ انہیں "خاتم الاولیاء" قرار دیا گیا تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ ولایت ان پر ختم ہوگئی!؟

یہ روایت اکثر کتب میں شیعہ تفسیر "صافی" میں منقول ہے۔ اور دلچسپ بات یہ ہے کہ تفسیر صافی میں "خاتم الاولیاء" کی جگہ "خاتم الاوصیاء" کا ذکر ہے۔ ذیل میں تفسیر صافی کی عبارت ملاحظہ ہو:

"(وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ) وآخرهم الذي ختمهم او ختموا على اختلاف القراءتين. في المناقب عن النبيّ صلّى الله عليه وآله قال انا خاتم الأنبياء وانت يا عليّ خاتم الأوصياء وقال امير المؤمنين عليه السلام ختم محمد صلّى الله عليه وآله الف نبيّ واني ختمت الف وصيّ"

محدثین نے اس روایت کو من گھڑت قرار دیا ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھئے" تنزيه الشريعة المرفوعة عن الأخبار الشنيعة الموضوعة - ج1 ص 368 اور موسوعة الأحاديث والآثار الضعيفة والموضوعة -

اور دوسری وجہ یہ ہے کہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں گمراہ لوگوں کی علامت بتائی ہے کہ:

﴿فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ﴾ (آل عمران ۷)

---

[1] محمدیہ پاکٹ بجواب احمدیہ پاکٹ، ص380

[2] وذكره الالباني في الضعيفة :7030

ترجمہ: ''پس جن کے دلوں میں کجی ہے وہ تو اس کی متشابہ آیتوں کے پیچھے لگ جاتے ہیں، فتنے کی طلب اور ان کی مراد کی جستجو کے لئے''۔

جو بیمار اور منافق و مشرک لوگ ہیں وہ اپنی من مرضی کا مطلب نکالنے کیلئے متشابہات کی پیروی کرتے ہیں۔اسی طرح قادیانی دسیوں محکم آیات اور سینکڑوں مرفوع متواتر صحیح احادیث کو چھوڑ کر ضعیف من گھڑت اور متشابہ مفاہیم کی تلاش میں رہتے ہیں۔ حالانکہ قرآن مجید کو دیکھا جائے تو اللہ تعالیٰ نے ختم نبوت کے حوالے سے اٹھنے والے ہر شبہے کو تمام پہلوؤں سے تفصیلاً رد کیا ہے۔اللہ تعالیٰ کی طرف سے واشگاف الفاظ میں آپ ﷺ کو خاتم النبیین قرار دیا گیا۔ پھر واضح کیا کہ وحی صرف آپ پر کی گئی اور آپ سے پہلے انبیاء پر آپ ﷺ کے بعد کسی وحی کا تذکرہ نہیں۔آپ ﷺ کو فرمایا گیا کہ آپ تمام انسانیت کی طرف رسول ہیں۔اس کے علاوہ احادیث میں ہر پہلو سے ختم نبوت کی وضاحت کی گئی اور ہر چور دروازے کو بند کیا گیا لیکن قادیانیوں کے دل میں چونکہ مرض ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس مرض کو مزید بڑھا دیا ہے تو وہ صریح محکم آیات و صحیح متواتر احادیث کو چھوڑ کر ضعیف و موضوع آثار کا سہارا لیتے ہیں۔﴿وَمَن يُضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ﴾ جسے اللہ گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔

لفظِ ''خاتم'' کا تیسرا قادیانی مفہوم

تیسرا اعتراض: خاتم کا معنیٰ نبیوں کا ختم کرنے والا ہے لیکن صرف صاحبِ شریعت نبیوں کو ہی ختم کرنے والا تمام کو نہیں۔

چنانچہ وہ پاکٹ بک مرزائیہ میں لکھتے ہیں: ''ہم خاتم النبیین کے معنیٰ صاحبِ شریعت نبیوں کو ختم کرنے والا مانتے ہیں''[1]

جواب: اس توجیہ کے بارے میں بھی یہی کہا جائے گا کہ اندھے کو اندھیرے میں بڑی دور کی سوجھی۔ قادیانی ایک آیت کو سامنے رکھتے ہوئے اس کی معنوی تحریف کر کے اپنے عقیدے کے مطابق ڈھالنے کی

---

[1] پاکٹ بک مرزائیہ صفحہ 525 مطبوعہ 1932ء بحوالہ محمدی پاکٹ بجواب احمدی پاکٹ صفحہ 376

کوشش کرتے ہیں لیکن اس وقت انہیں یہ یاد نہیں رہتا کہ قرآن مجید میں دیگر آیات بھی ہیں جو ان کے اس خودساختہ نظریے کے بخیے ادھیڑ دیں گی۔ اب یہاں تو خاتم النبیین کا معنی بڑی آسانی سے ''صاحب شریعت نبیوں کو ختم کرنے والا'' کرلیا۔ تو آیئے قرآن مجید کی اس آیت

﴿وَلَٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ﴾

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نیکی یہ ہے کہ جو اللہ پر، یوم آخرت پر، اور فرشتوں پر، اور کتابوں پر، اور نبیوں پر ایمان لائے''

اب کیا قادیانی اس آیت کا ترجمہ ایسے کرسکتے ہیں کہ یہاں لفظ ''النبیین'' سے مراد تمام نبی نہیں۔ یعنی کہ تمام نبیوں پر ایمان لانا ضروری نہیں صرف صاحب شریعت نبیوں پر ایمان لانا ضروری ہے!؟ یقیناً وہ ایسا نہیں کریں گے اور اگر ایسا کریں گے تو اپنے مذہب کے نزدیک بھی کافر قرار پائیں گے۔

اسی طرح یہ دوسری آیت:

﴿كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً فَبَعَثَ اللَّهُ النَّبِيِّينَ مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ﴾ (البقرۃ: ۲۱۳)

اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے نبیوں کو بشیر ونذیر بنا کر بھیجا۔ تو کیا قادیانی مفہوم کے مطابق مذکورہ بالا آیت کی تفسیر بھی ایسے کی جاسکتی ہے کہ کچھ نبی جو صاحب شریعت تھے وہی بشیر ونذیر تھے دوسرے نہیں۔ یقیناً قادیانی یہ معنیٰ نہیں کریں گے۔ تو ہم سوال کریں گے کہ یہاں یہ معنیٰ کیوں نہیں کرتے؟!

﴿فَبُهِتَ الَّذِي كَفَرَ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ﴾ (البقرۃ ۲۵۸)

ایک اور آیت میں ہے:

﴿وَلَا يَأْمُرَكُمْ أَن تَتَّخِذُوا الْمَلَائِكَةَ وَالنَّبِيِّينَ أَرْبَابًا أَيَأْمُرُكُم بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنتُم مُّسْلِمُونَ﴾

''اور یہ نہیں ہوسکتا کہ وہ تمہیں فرشتوں اور نبیوں کو رب بنانے کا حکم دے کیا وہ تمہارے مسلمان ہونے کے بعد بھی تمہیں کفر کا حکم دے گا۔'' (البقرۃ:80)

اب قادیانی مفہوم کے مطابق اگر اس آیت کو سمجھا جائے تو اس کا معنیٰ وہ یہ کریں گے کہ اللہ تمہیں یہ حکم نہیں دیتا کہ صاحبِ شریعت نبیوں کو رب بناؤ ہاں جو صاحب شریعت نبی نہیں ہیں ان کو رب بنالو۔! کیا یہ

معنیٰ کرنے کیلئے وہ تیار ہیں حاشا وکلاّ ۔تو ان آیات اور ان جیسی دیگر آیات کا یہ معنیٰ وہ نہیں بیان کر سکتے اور اگر کریں گے تو وہ اپنے مذہب کے مطابق بھی کافر ٹھہریں گے۔تو پھر محض ختم نبوت والی آیت میں یہ لوگ ''خاتم النبیین''سے مراد صاحبِ شریعت نبیوں کو ختم کرنے والا کیوں لیتے ہیں۔کیا یہاں کفر لازم نہیں آتا۔یقیناً آتا ہے۔

جس طرح قرآن کی دیگر آیات جن میں ''خاتم النبیین'' کالفظ ہے ان کا مطلب اگر صرف صاحبِ شریعت نبی کریں گے تو کفر لازم آئے گا اسی طرح اس آیت میں اگر'' خاتم النبیین ''سے مراد صاحبِ شریعت نبیوں کو ختم کرنے والے کا مفہوم بیان کرنے سے کفر لازم آتا ہے۔فتدبر

لفظِ''خاتم'' کا چوتھا قادیانی مفہوم

چوتھا قادیانی نکتہ: ظلی اور بروزی،تشریعی وغیر تشریعی یا امتی نبی کے نام سے فتنہ

قادیانی یہ بھی کہتے ہیں ہم احمدیوں کا جو نبی ہے وہ تشریعی نبی نہیں بلکہ غیر تشریعی یا امتی نبی ہے۔
یہ ایسی اصطلاح ہے جس کے بارے میں نہ قرآن وحدیث میں اس کی کوئی تائید نہیں ملتی ہے۔

احتساب قادیانیت کی جلد 11 میں اس نظریے کی تردید میں لکھا ہے:

''جھوٹا مدعی نبوت ''مختار'' کہتا تھا کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مختار ہوں اسی لیے مختاری نبی ہوں، یہ کذابوں کا دستور قدیم چلا آرہا ہے کہ اپنی نبوت کا من گھڑت نام رکھ لیا کرتے ہیں، جیسا کہ مرزا قادیانی نے اپنی نبوت کا نام ظلی و بروزی رکھ لیا۔تمام کذّاب ہیچو قسم جو مرزا قادیانی سے پہلے گزرے ہیں، سب یہی کہتے تھے کہ ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے ماتحت دعویٰ کرتے ہیں اور ہمیں نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وساطت سے ملی ہے۔تمام کذّاب پہلے مسلمان ہوتے تھے اور اسلام کی پیروی کرتے تھے۔اچانک ہی ان کو زعم ہوتا تھا کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وساطت سے مرتبہ نبوت کو پہنچ گئے ہیں، یہی زعم غلط ہوتا تھا اور وہ کافر سمجھے جاتے تھے۔مسیلمہ کذّاب مسلمان تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی تصدیق کرتا تھا،مگر خود مدعی نبوت بنا اسی لیے کذاب ٹھہرا۔اسود عنسی مسلمان تھا، بعد حج کے اسے نبی ہونے کا زعم ہوا، مرزا قادیانی نے حج بھی نہیں کیا اور اسے نبی ہونے کا زعم ہوا، اور ہونا بھی ضروری تھا کیونکہ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی پوری ہونی

تھی کہ تیس کاذب امتی نبی ہوں گے، یعنی امتی بھی ہوں گے اور نبی ہونے کا بھی زعم کریں گے۔

''سیکون في امتی ثلاثون کذّابون کلهم یزعم انه نبیّ الله و أنا خاتم النبین لانبي بعدی''[1]

پس محمد ﷺ کے بعد جو شخص دعویٰ نبوت کرے گا وہ کاذب ہے۔''

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے جن تیس کو جھوٹے نبی قرار دیا یہاں آپ ﷺ نے وضاحت کر دی کہ یہ سب امتی نبی ہوں گے ''سیکون في امتي '' اس کا واضح شاہد ہے۔ لہٰذا جو بھی امتی نبی ہوگا وہ جھوٹا ہے جس کی خبر خود نبی کریم ﷺ نے دی ہے۔

ظلی اور بروزی نبی کا شبہ

قادیانی، مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کے لئے ظلی اور بروزی کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں جو کہ سراسر نبی کریم ﷺ کی توہین اور افتراء علی اللہ پر مبنی عقیدہ اور نظریہ ہے۔ اس اصطلاح سے مراد کیا ہے؟ اس کی وضاحت کرتے ہوئے خود مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب کشتی نوح میں لکھا ہے:

''خدا ایک اور محمد ﷺ اس کا نبی ہے۔ اور وہ خاتم الانبیاء ہے اور سب سے بڑھ کر ہے۔ اب بعد اس کے کوئی نبی نہیں مگر وہی جس پر بروزی طور پر محمدیت کی چادر پہنائی گئی۔۔۔۔ جیسا کہ تم جب آئینہ میں اپنی شکل دیکھو تو تم دو نہیں ہو سکتے۔ بلکہ ایک ہی ہو اگرچہ بظاہر دو نظر آتے ہیں۔ صرف ظل اور اصل کا فرق ہے۔''[2]

اعلانیہ کفر: مرزا غلام احمد قادیانی کا کفر یہاں مزید واضح ہو کر رہ گیا ہے۔ اس کا کہنا کہ میں ظلی بروزی ہوں۔ کا معنیٰ یہ ہوا کہ؟ جب آئینہ میں حضور ﷺ کی شکل دیکھنا چاہو تو وہ غلام احمد ہے۔ دونوں ایک ہیں۔ قطع نظر اس خبث و بد طینتی کے مجھے یہاں صرف یہ عرض کرنا ہے کہ ظلی و بروزی کہہ کر مرزا غلام احمد قادیانی کی جھوٹی نبوت کو قادیانی جو فریب کا چولا پہناتے ہیں۔ وہ اصولی طور پر غلط ہے۔ اس لئے کہ:

---

[1] قال الألباني: صحيح. انظر: صحيح الجامع الصغير

[2] کشتی نوح ص 15 خزائن ص16 ج 19

❶ سرمہ چشم آریہ ص271، 272 حاشیہ روحانی خزائن ج2 ص 224

''نقطہ محمدیہ۔۔۔۔ایسا ہی ظل الوہیت ہونے کی وجہ سے مرتبہ الٰہیہ سے اس کو ایسی مشابہت ہے جیسے آئینہ کے عکس کو اپنی اصل سے ہوتی ہے۔ اور امہات صفات الٰہیہ یعنی حیات، علم، ارادہ، قدرت، سمع، بصر، کلام مع اپنے جمیع فروع کے اتم اور اکمل طور پر اس (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں انعکاس پذیر ہیں۔''

❷ ایام الصلح ص39 روحانی خزائن ج14 ص 265

''حضرت عمر کا وجود ظلی طور پر گویا آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود ہی تھا۔''

❸ شہادت القرآن ص 57 روحانی خزائن ص 353 ج 6

''خلیفہ درحقیقت رسول کا ظل ہوتا ہے۔''

اب قادیانی اس امر کی وضاحت کریں کہ کیا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ ہیں۔ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور خلفاء نبی اور رسول ہیں۔ نعوذ باللہ

مثلاً بقول مرزا قادیانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظلی خدا ہو کر صحیح اور حقیقی اور سچے اور واقعی خدا بن جائیں گے؟ یا محمود قادیانی کے باپ مرزا قادیانی کے اقرار سے خلفاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظل ہوتے ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بھی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظل ہیں۔ تو کیا خلفاء اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی ظلی نبی ہو کر واقعی اور سچے اور صحیح اور حقیقی نبی قرار پائیں گے؟۔ اس کا جواب یقیناً نفی میں ہوگا تو مرزا قادیانی بزعم خود اگر ظلی نبی خاکم بدہن ثابت بھی ہو جائے تو پھر بھی وہ سچا اور حقیقی اور واقعی نہیں بلکہ محض نقلی جعلی ہی ہوگا۔

مرزا قادیانی خود اعتراف کر چکا ہے کہ ''خاتم النبیین'' سے مراد آخری نبی ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی زندگی میں بہت سے مراحل گذرے ہیں ایک مرحلہ وہ تھا جب وہ اپنے ہاتھ سے لکھ چکے تھے کہ ''خاتم النبیین'' سے مراد آخری نبی ہے۔

چنانچہ وہ اپنی کتاب حمامۃ البشریٰ کے صفحہ 20 پر لکھتے ہیں:

''ماكان محمد أبا أحد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين ألا تعلم أن الرب الرحيم المتفضل سمى خاتم الأنبياء بغير استثناء وفسره

نبينا في قوله لا نبي بعدي . ببيان واضح للطالبين . ولو جوزنا ظهور نبي بعد نبينا صلى الله عليه وسلم لجوزنا انفتاح باب وحي النبوة بعد تغليقها وهذا خلف كما لا يخفى على المسلمين . وكيف يجئ نبي بعد رسولنا سلم وقد انقطع الوحي بعد وفاته وختم الله به النبيين...''[1]

ترجمہ: ''(لوگو) تمہارے مردوں میں کسی کے باپ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور تمام نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو (خوب) جانتا ہے۔کیا آپ نہیں جانتے کہ رب رحیم صاحب فضل نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بغیر استثناء خاتم الانبیاء (آخری نبی) قرار دیا۔ جس کی تفسیر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اس فرمان سے فرمادی ''کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں''۔یہ ایسا بیان ہے جو طالبین حق کیلئے واضح ترین ہے۔اگر ہم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی اور نبی کے ظہور کو جائز سمجھیں تو اس کا مطلب ہے ہم نے نبوت کی وحی کے نزول کا دروازہ کھول دیا بعد اس کے کہ وہ بند ہو چکا ہے۔اور یہ سراسر شریعت کے خلاف ہے جو کہ کسی مسلمان پر مخفی نہیں۔اور یہ ہو کیسے سکتا ہے کہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی آجائے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد وحی کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے اور اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اللہ تعالیٰ نے سلسلہ نبوت کو ختم کر دیا ہے''۔

نیز اپنی ایک تصنیف ''ازالۃ الاوھام'' میں لکھتے ہیں: ''خاتم النبیین ''کے معنیٰ ''ختم کرنے والا نبیوں کا'' ہیں۔[2]

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں: ''خدا نے تمام نبوتوں اور رسالتوں کو قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم کر دیا۔''[3]

---

[1] حمامۃ البشریٰ۔ص 19

[2] ازالہ اوہام۔ص 614 طبع اول۔

[3] قول مرزا۔الحکم 17 اگست 1899

خلاصہ بحث

گذشتہ صفحات میں ہم اس امر کی وضاحت کر آئے ہیں کہ سورہ احزاب کی آیت

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا﴾ (سورۃ الاحزاب ۴۰)

میں قادیانیوں نے ''خاتم النبیین'' کے چار یا اس سے زائد مفہوم بیان کیے ہیں اور ان چاروں مفاہیم میں ادلہ و براہین سے ہم واضح کر آئے ہیں کہ کوئی ایک مفہوم بھی قرآن وسنت و اجماع امت نیز لغت عرب سے بھی مطابقت نہیں رکھتا۔ جو اس بات کی خود دلیل ہے کہ قادیانیوں کے لفظ ''خاتم النبیین'' کے بیان کردہ تمام معانی باطل اور غلط ہیں اور یہ کہ ''خاتم النبیین'' کے معنیٰ متعین کرنے میں یہ لوگ خود بھی متردد و مضطرب ہیں ان کے اضطراب و تردد کا ماحصل یہ ہے کہ

* کبھی کہتے ہیں اس سے مراد یہ ہے ''وہ نبی جس کی مہر سے نبی بنتے ہیں''
* کبھی کہتے ہیں خاتم النبیین سے مراد ''افضل النبین'' ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام نبیوں سے افضل ہیں۔
* اور کبھی کہتے ہیں خاتم النبیین کا معنیٰ یہ ہے کہ ۔ ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف صاحب شریعت نبیوں کو ختم کرنے والے ہیں نہ کہ تمام نبیوں کو''
* اور کبھی یہ کہتے ہیں کہ ''مرزا غیر تشریعی نبی ہے۔ اور ظلی بروزی ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

کسی نے کیا خوب کہا کہ ایک جھوٹ کو چھپانے کیلئے مزید سو جھوٹ بولنے پڑتے ہیں۔ مرزائیوں کے ساتھ بھی بعینہ یہی مسئلہ ہے۔ لہذا سب سے پہلے وہ سب مل کر ایک معنیٰ متعین کرلیں پھر بات کریں کہ انہیں ایک باطل اور جھوٹی تاویل کو تحفظ دینے کیلئے کئی اور غلط تاویلیں نہ کرنی پڑیں۔ الغرض

'' الصدق ينجي والكذب يهلك''

اس لئے ہم ان گم گشتہ راہ کو یہی کہتے ہیں کہ مذکورہ آیت کے جو صحیح معنیٰ ہیں (کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی ہیں) وہ تسلیم کریں جس پر امت مسلمہ کے اولین و آخرین سلف و خلف کا اجماع ہے۔

مسلم امت پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عصرے سے لیکر آج تک قاطبۃً تمام کے تمام صحابہ کرام،

تابعیں، تبع تابعین، محدثین فقہاء، مفسرین اور علماء لغت بھی اس امر پر متفق ہیں کہ خاتم النبیین سے مراد آخری نبی ہیں۔

ایک عام مسلمان کیا کرے؟

ایک عام مسلمان سے ہم یہی درخواست کرتے ہیں کہ وہ قادیانیوں کی ہر سازش سے خود کو دور رکھے ان کے پروگرام دیکھنا، دعوتوں میں جانا، لٹریچر پڑھنا، ان سے مجلس سجانا سب سے خود کو بچا کر رکھے۔ اور عقیدہ ختم نبوت کو لازم پکڑیں۔ اس کے بغیر نجات ممکن نہیں۔ ختم نبوت کے عقیدہ میں ادنیٰ سا شک بھی انسان کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔ ہر مسلمان کا یہ عقیدہ ہونا چاہئے کہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلا کسی تاویل و تخصیص کے اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی قسم کا ظلی بروزی، تشریعی غیر تشریعی یا نیا نبی نہیں آئے گا اور جو بھی اس قسم کا کوئی دعویٰ کرے گا یا کسی دعویدار کی تصدیق کرے گا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقے کے بغیر جو بھی عمل ہوگا وہ برباد کر دیا جائے گا۔ قبر میں جو تین سوال ہوں گے ان میں سے ایک سوال یہ بھی ہوگا کہ ''محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں تمہارا کیا عقیدہ ہے''؟۔ پھر روزِ محشر شفاعت کبریٰ کیلئے بھی صرف محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہی اجازت ملے گی۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ قیامت کے روز حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا آدم اور ان کے بعد آنے والے تمام انبیاء روز قیامت میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔'' جب جنت کا مرحلہ آئے گا سب سے پہلے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے ہی جنت کا دروازہ کھولا جائے گا۔ لہذا جو جنت جانا چاہتا ہے وہ طریقِ محمدی اختیار کرے۔ صرف یہی راستہ سیدھا جنت جاتا ہے۔

ترے وجود پہ فہرست انبیاء ہے تمام
تجھی پہ ختم ہے رُوح الامین کی نامہ بری

عقیدہ ختم نبوت
قرآن کریم اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں

عثمان صفدر [1]

ختم نبوت کا عقیدہ ان اجتماعی عقائد میں سے ہے، جو اسلام کے اصول اور ضروریات دین میں شمار کئے گئے ہیں، یہ عقیدہ اس قدر حساس ہے کہ اس کا فقط انکار ہی نہیں بلکہ اس میں ذرا سا شک وشبہ کرنے سے بھی انسان دائرہ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے۔عہد رسالت سے لے کر آج تک ہر مسلمان کا یہی ایمان ہے کہ نبی کریم ﷺ بلا کسی تاویل اور تخصیص کے خاتم النبیین، اللہ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔آپ ﷺ کے بعد کسی قسم کا کوئی تشریعی، غیر تشریعی، ظلی، بروزی یا نیا نبی نہیں آئے گا۔آپ ﷺ کے بعد جو شخص بھی نبوت کا دعویٰ کرے وہ شریعت مطہرہ کی رُو سے کافر، مرتد، زندیق اور واجب القتل ہے۔

عقیدہ ختم نبوت دین اسلام کا کوئی معمولی جز یا رکن نہیں ہے بلکہ یہ پورے دین کی اساس و بنیاد ہے، یہی عقیدہ ختم نبوت ہے جس کی وجہ سے دین اسلام کامل و مکمل ہونے کا تصور رکھتا ہے، اسی عقیدہ کی بنا پر قرآن مجید کی عالمگیریت و آفاقیت قائم ہے اور اسے پوری انسانیت کے لئے سرچشمہ ہدایت ہونے کا اعزاز حاصل ہے، اور اسی عقیدہ کی بنا پر امت محمدیہ کی وحدت برقرار ہے، اگر ختم نبوت کا عقیدہ نہ ہوتو بہت سے نبوت کے دعویدار کھڑے ہوجائیں اور دین اسلام کے کامل ہونے کا تصور پاش پاش ہونے کے ساتھ قرآن مجید کی عالمگیریت کا امتیاز بھی ختم ہوجائے اور وحدت امت بھی پارہ پارہ ہوجائے۔اس لئے علامہ اقبال نے اس عقیدہ کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

''لا نبی بعدی'' از احسان خدا است — پردۂ ناموس دینِ مصطفےٰ است
قوم را سرمایہ قوت ازو — حفظِ سرِ وحدت ملت ازو

---

[1] مدیر المدینہ اسلامک ریسرچ سینٹر کراچی

عقیدہ ختم نبوت اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے، اور دین محمد ﷺ کے ناموس کا پردہ ہے، یہی عقیدہ امت کے لئے سرمایہ قوت بھی ہے، اور وحدت ملت کے راز کا محافظ بھی۔

آپ ﷺ آخری نبی ہیں، آپ ﷺ کی امت آخری امت ہے، آپ ﷺ کا قبلہ آخری قبلہ بیت اللہ ہے، آپ ﷺ پر نازل شدہ کتاب آخری آسمانی کتاب ہے۔ یہ سب آپ ﷺ کی ذات کے ساتھ منصب ختم نبوت کے اختصاص کے تقاضے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے پورے کردیئے، چنانچہ جب آپ ﷺ کو رحمۃ للعالمین کا منصب عطا ہوا تو قرآن مجید کو ذکر للعالمین اور بیت اللہ کو ھدی للعالمین کا اعزاز بھی آپ صلی ﷺ کی ختم نبوت کے سبب نصیب ہوا۔

عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت کے پیش نظر اس عقیدہ کو اللہ رب العالمین نے قرآن مجید میں تقریباً ایک سو چالیس آیات میں مختلف انداز اور اعتبارات سے ذکر فرمایا ہے، اور اسی عقیدہ کو نبی کریم ﷺ نے کم وبیش اپنے تین سو فرامین مبارکہ میں ذکر کر کے اس کی اہمیت وضرورت کو اجاگر کیا ہے۔ ان قرآنی وحدیثی نصوص میں سے چند ایک اہم نصوص ان شاء اللہ اس مختصر تحریر میں ذکر ہوں گے۔

عقیدہ ختم نبوت قرآنِ کریم کی روشنی میں

قرآن مجید میں اللہ رب العالمین نے نبی کریم ﷺ کی ختم نبوت کے معاملہ کو مختلف انداز اور اعتبارات سے نہ صرف بیان کیا ہے بلکہ اس کی اہمیت کو اجاگر فرماتے ہوئے اس کی ضرورت، حقانیت اور دین اسلام کے تمام عقائد سے اس کے گہرے ربط کو واضح فرمایا ہے۔ اس مختلف انداز کے چند پہلو درج ذیل ہیں:

1 ختم نبوت کا صراحتاً تذکرہ اور خاتم النبیین کی وضاحت

1 فرمان الٰہی ہے: ﴿وَمَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ﴾

ترجمہ: ''محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہیں بلکہ وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔'' (الاحزاب:40)

آیت کریمہ میں یہ بات بڑی صراحت سے بیان کردی گئی ہے کہ نبی کریم ﷺ کسی بالغ مرد کے حقیقی والد نہیں ہیں، یعنی آپ ﷺ کی اولادوں میں سے تین بیٹے تھے اور وہ بلوغت سے قبل ہی وفات پا گئے تھے،

لہذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی امتی کے والد نہیں ہیں، اور یہ نفی بھی اس لئے وضاحت سے کردی گئی تا کہ نبی کا بیٹا نبی ہوتا ہے کا شبہ بھی ختم ہو جائے اور پھر اس معاملہ کو مزید صراحت کے ساتھ بڑے واشگاف الفاظ میں بیان کر دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، نبوت کا سلسلہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو چکا ہے۔

یہاں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الرسل نہیں کہا گیا بلکہ خاتم النبین کہا گیا، کیونکہ رسول وہ ہوتا ہے جو نئی شریعت یا کتاب کے ساتھ مبعوث ہو، جبکہ نبی کے لئے نئی شریعت کا ہونا ضروری نہیں ہوتا، بلکہ وہ گزشتہ شریعت ہی کی اتباع کرتا ہے، لہذا ہر رسول نبی ہوتا ہے، لیکن ہر نبی رسول نہیں ہوتا، تو رسول خاص ہے، اور نبی عام ہیں، تو جب خاتم النبیین کہا گیا تو اس سے رسولوں کا اختتام بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہونا ثابت ہوا۔

خاتم اگر ''ت'' پر زبر کے ساتھ پڑھیں تو معنی ہوگا'' آخر'' یعنی آپ آخری نبی ہیں، اور اگر ''ت'' پر زیر کے ساتھ پڑھا جائے جیسا کہ بعض قراءات میں پڑھا جاتا ہے تو اس کا معنی ہوگا ''ختم کرنے والا'' یعنی انبیاء کا سلسلہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گیا۔

2 آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل کے انبیاء پر ایمان لانے کا ذکر:

2 ﴿وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ﴾ (البقرۃ:4)

''نیز وہ آپ کی طرف نازل شدہ (وحی) پر ایمان لاتے ہیں اور اس پر بھی جو آپ سے پہلے (نبیوں پر) اتاری گئی تھی، اور وہ آخرت (کے دن) پر یقین رکھتے ہیں۔''

3 ﴿قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَى وَعِيسَى وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ مِنْ رَبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ﴾ (البقرۃ:136)

(مسلمانو)! تم اہل کتاب سے یوں کہو کہ: ''ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس پر جو ہم پر اتارا گیا ہے اور اس پر بھی جو حضرت ابراہیم اسماعیل اسحاق یعقوب اور ان کی اولاد پر اتارا گیا تھا۔ اور اس وحی و ہدایت پر بھی جو موسیٰ عیسیٰ اور دوسرے انبیاء کو ان کے پروردگار کی طرف سے دی گئی تھی۔ ہم ان انبیاء میں سے کسی میں تفریق نہیں کرتے اور ہم تو اسی (ایک اللہ) کے فرمانبردار ہیں۔''

4 ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلَ عَلَى رَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي أَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ﴾ (النساء:136)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ پر اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر اتاری ہے اور ان کتابوں پر جو اس سے پہلے نازل فرمائی گئی ہیں، ایمان لاؤ!۔''

5 ﴿لَكِنِ الرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُونَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ﴾

ترجمہ: ''لیکن ان میں سے جو کامل اور مضبوط علم والے ہیں اور ایمان والے ہیں جو اس پر ایمان لاتے ہیں جو آپ کی طرف اتارا گیا اور جو آپ سے پہلے اتارا گیا۔'' (النساء:162)

مندرجہ بالا آیات اور اس قسم کی دیگر کئی آیات میں یہ بات بڑی وضاحت سے بیان کی گئی ہے کہ اہل ایمان سے مطالبہ یہ ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ پر ایمان لائیں، اور آپ ﷺ سے قبل انبیاء پر ایمان لائیں، لیکن آپ ﷺ کے بعد کسی نبی پر ایمان لانے کا مطالبہ نہیں ہے، جبکہ گزشتہ امتوں میں انبیاء اپنی امتوں سے اپنے بعد آنے والے نبی کی اطاعت کا بھی عہد و پیمان لیا کرتے تھے، جیسا کہ عیسی علیہ السلام نے اپنی امت سے فرمایا تھا: ﴿وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللهِ إِلَيْكُمْ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ﴾ (الصّف: 6) ترجمہ: ''اور جب عیسیٰ ابن مریم نے کہا۔ اے بنی اسرائیل! میں یقینا تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں اور اس تورات کی تصدیق کرنے والا ہوں جو مجھ سے پہلے نازل ہوئی۔ اور ایک رسول کی بشارت دینے والا ہوں جو میرے بعد آئے گا اور اس کا نام احمد ہوگا۔''

اگر نبی کریم ﷺ کے بعد کسی نبی کی بعثت کا امکان ہوتا تو یقینا نبی کریم ﷺ بھی اپنی امت کو اس سے آگاہ فرماتے، جبکہ اس کے برعکس آپ ﷺ نے اپنی امت کو اپنے بعد آنے والے جھوٹے انبیاء سے خبردار اور متنبہ فرمایا ہے، جیسا کہ احادیث مبارکہ کے باب میں اس کا ذکر آئے گا، ان شاء اللہ۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ایمان لانے کی ترتیب میں پہلے نبی کریم ﷺ کا ذکر ہے اور اس کے بعد دیگر انبیاء علیہم السلام کا، یہ ترتیب جہاں آپ ﷺ کی افضلیت کو واضح کر رہی ہے، وہیں اس بات کو بھی نمایاں کر رہی ہے کہ آپ ﷺ پر ایمان لائے بغیر دیگر انبیاء پر ایمان لانا ممکن نہیں، اور ایسا کرنے والا مومن نہیں بلکہ کافر ہے۔

③ آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ سے قبل انبیاء پر وحی کا تذکرہ

❻ ﴿إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَى نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَوْحَيْنَا إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَعِيسَى وَأَيُّوبَ وَيُونُسَ وَهَارُونَ وَسُلَيْمَانَ وَآتَيْنَا دَاوُودَ زَبُورًا﴾ (النساء:163)

ترجمہ: ''یقیناً ہم نے آپ کی طرف اسی طرح وحی کی ہے جیسے کہ نوح (علیہ السلام) اور ان کے بعد والے نبیوں کی طرف کی، اور ہم نے وحی کی ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور ان کی اولاد پر اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان کی طرف، اور ہم نے (داؤد علیہ السلام) کو زبور عطا فرمائی۔''

❼ ﴿وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ (الزمر:65)

ترجمہ: ''یقیناً تیری طرف بھی اور تجھ سے پہلے (کے تمام نبیوں) کی طرف بھی وحی کی گئی ہے کہ اگر تو نے شرک کیا تو بلاشبہ تیرا عمل ضائع ہو جائے گا اور بالیقین تو زیاں کاروں میں سے ہو جائے گا۔''

ان آیات سے بھی یہ واضح ہوتا ہے کہ وحی کا سلسلہ نبی کریم ﷺ پر تھم چکا ہے، اب وحی کا دروازہ بند ہے، اگر نبی ﷺ کے بعد وحی کا سلسلہ جاری ہوتا تو قرآن مجید میں اس کا بیان ضرور ہوتا کہ آپ ﷺ کے بعد بھی وحی کی جائے گی، لیکن وحی کی ترتیب جہاں بھی ذکر ہوئی ہے وہاں پہلے آپ ﷺ کا تذکرہ ہے اور پھر آپ سے قبل کے انبیاء کا تذکرہ ہے، آپ ﷺ کے بعد وحی کے کسی سلسلہ کا کوئی اشارہ بھی موجود نہیں ہے۔

④ آپ ﷺ سے قبل کے تمام انبیاء سے آپ ﷺ کے حوالہ سے میثاق

❽ ﴿وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَى ذَلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ﴾ (آل عمران:81)

ترجمہ: ''اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء سے یہ عہد لیا کہ اگر میں تمہیں کتاب و حکمت عطا کروں پھر کوئی ایسا رسول آئے جو اس کتاب کی تصدیق کرتا ہو جو تمہارے پاس ہے تو

تمہیں اس پر ایمان لانا ہوگا اور اس کی مدد کرنا ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے (یہ حکم دے کر نبیوں سے) پوچھا؟ کیا تم اس بات کا اقرار کرتے ہو؟ اور میرے اس عہد کی ذمہ داری قبول کرتے ہو؟'' نبیوں نے جواب دیا: ''ہم اس کا اقرار کرتے ہیں'' تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''تو اب تم اس بات پر گواہ رہو اور میں خود بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔''

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''فَأَخَذَ اللهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ أَجْمَعِينَ أَنْ يُؤْمِنُوا بِمُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَيَنْصُرُوهُ إِنْ أَدْرَكُوهُ، وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَأْخُذُوا بِذَلِكَ الْمِيثَاقِ عَلَى أُمَمِهِمْ''[1]

''اللہ رب العالمین نے تمام انبیاء سے یہ پختہ عہد و پیمان لیا کہ وہ محمد ﷺ پر ایمان لائیں، اور اگر ان کا زمانہ پائیں تو ان کی مدد کریں، اور اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کو حکم دیا کہ وہ یہی عہد و پیمان اپنی امتوں سے بھی لیں۔''

یہی معنی تقریبا تمام مفسرین نے کیا ہے کہ یہاں جس رسول کے متعلق تمام انبیاء سے عہد و پیمان لیا جا رہا ہے وہ نبی کریم ﷺ کی ذات مبارکہ ہے، اس معنی کے تحت اس مقام پر نبی کریم ﷺ کی ختم نبوت کی صراحت کی گئی ہے کہ تمام انبیاء کو بتایا گیا کہ اس رسول نے آپ سب کے بعد آنا ہے، اور اس رسول کے بعد پھر کسی نبی نے نہیں آنا، کیونکہ انبیاء کا اپنی امتوں سے عہد و پیمان لینے کا معنی بھی اسی وقت درست ہوگا جب رسول نے اس امت کے بعد آنا ہوگا، ورنہ پہلے گزر چکے رسول کی مدد کا کوئی معنی نہیں بنتا ہے۔ اور یہ آیت نبی کریم ﷺ کی فضیلت و مقام کی واضح دلیل ہے کہ آپ ﷺ ہی امام الانبیاء، اور افضل الانبیاء ہیں اور اسی وجہ سے تمام انبیاء سے آپ ﷺ کے متعلق خصوصی عہد و پیمان لیا گیا۔

5 تکمیل دین اور اتمام نعمت الٰہی بھی آپ ﷺ کے ختم نبوت کی دلیل ہیں

9 ﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾

ترجمہ: ''آج کے دن میں نے تمہارا دین تمہارے لیے مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے بحیثیت دین، اسلام کو پسند کیا ہے۔'' (المائدہ:3)

تکمیل دین ایک ایسی نعمت الٰہی ہے جو کسی امت کو حاصل نہیں ہوئی اور یہ خصوصیت و فضیلت صرف امت محمدیہ کو حاصل ہے کہ ان کا دین ہر لحاظ سے مکمل ہے، اور اب اس میں تا قیامت کسی تبدیلی یا اضافہ کی کوئی

[1] تفسیر القرطبی: 4/ 125

ضرورت نہیں ہے۔اور تکمیل دین کی یہ نعمت بھی نبی کریم ﷺ کی ختم نبوت کی بدولت ہے،اور یہی نعمت آپ ﷺ کی ختم نبوت کی سب سے روشن دلیل ہے، کیونکہ انبیاء ورسل کی بعثت کا مقصد عموما سابقہ شریعتوں میں تبدیلی اور اضافہ ہوتا ہے،اب چونکہ امت محمدیہ کا دین مکمل ہے لہٰذا اب کسی نبی ورسول کی بعثت لا یعنی اور بلا مقصد ہوگی جو کہ حکمت الٰہیہ کے برخلاف ہے،اس لئے انبیاء ورسل کی بعثت کا سلسلہ موقوف کر دیا گیا ہے۔

6 آپ ﷺ کی رسالت کی عالمگیریت،آپ ﷺ کے ختم نبوت کی واضح دلیل

10 ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمُ الرَّسُولُ بِالْحَقِّ مِنْ رَبِّكُمْ فَآمِنُوا خَيْرًا لَكُمْ﴾ (النساء:170)

ترجمہ:''لوگو! تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے رسول دین حق لے کر آچکا ہے لہٰذا تمہارے لیے بہتر یہی ہے کہ تم ایمان لے آؤ۔''

11 ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا﴾ (الأعراف:158)

ترجمہ:''کہہ دیجئے کہ اے لوگو! بے شک میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔''

12 ﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ﴾ (الأنبياء:107)

ترجمہ:''اور ہم نے آپ کو تمام جہان والوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔''

13 ﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ﴾ (سبأ:28)

ترجمہ:''اور ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لئے بشارت دینے والا اور ڈرانے والا ہی بنا کر بھیجا ہے مگر اکثر لوگ جانتے نہیں۔''

نبی کریم ﷺ کو تا قیامت ہر زمانہ اور ہر قوم کے انسانوں کی طرف مبعوث فرمایا گیا ہے،جبکہ آپ ﷺ سے پہلے انبیاء علیہم السلام کو ایک خاص قوم اور خاص زمانہ کے لئے مبعوث کیا جاتا تھا اسی لئے دوسرے زمانہ اور قوم کے لئے مزید انبیاء کی بعثت ضروری تھی تاکہ حجت قائم ہوسکے،لیکن نبی کریم ﷺ کی رسالت چونکہ عالمگیر وآفاقی ہے،تا قیامت برقرار ہے اور کسی خاص قوم اور زمانہ کی پابند نہیں ہے،لہٰذا اب کسی اور نبی کی ضرورت نہیں،اور یہ آپ ﷺ کی ختم نبوت کی واضح دلیل ہے۔

7 قرآن مجید کا تا قیامت ہر قسم کی تحریف سے محفوظ رہنا، اور بصورت معجزہ برقرار رہنا بھی آپ ﷺ کی ختم نبوت کی دلیل ہے۔

14 ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ (الحجر:9)

ترجمہ: ''بیشک ہم نے قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔''

15 ﴿قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هَذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا﴾ (الاسراء:88)

ترجمہ: ''کہہ دیجئے کہ اگر تمام انسان اور کل جنات مل کر اس قرآن کے مثل لانا چاہیں تو ان سب سے اس کے مثل لانا ناممکن ہے گو وہ (آپس میں) ایک دوسرے کے مددگار بھی بن جائیں۔''

16 ﴿وَمَا تَسْأَلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ﴾ (یوسف:104)

ترجمہ: ''آپ اس (تبلیغ) پر ان سے کچھ بھی نہیں مانگتے یہ تو تمام اہل عالم کے لئے نصیحت ہے۔''

گزشتہ تمام انبیاء علیہم السلام کو جو کتب الٰہیہ عطا کی گئی تھیں گزرتے وقت کے ساتھ ساتھ وہ کتابیں یا تو صفحہ ہستی سے ختم ہو گئیں یا ان میں انسانوں کے دست برد سے ایسی تبدیلی آ گئی کہ وہ اپنی اصل افادیت ہی کھو بیٹھیں اور پیغام ربانی میں انسانی مداخلت کی وجہ سے اس دین کی شکل ہی مسخ ہو کر رہ گئی، نیکی برائی بن گئی، شرک کو توحید قرار دے دیا گیا اور ہر حکم تلپٹ ہو کر رہ گیا۔ لیکن اللہ رب العالمین کے خصوصی کرم سے نبی کریم ﷺ کو عطا کردہ آسمانی صحیفہ قرآن مجید ایک زندہ و جاوید معجزہ کی صورت میں بغیر کسی ادنی تبدیلی کے آج تک محفوظ ہے اور تا قیامت محفوظ رہے گا تا کہ دین محمدی، اغیار کی سازشوں کے باوجود قیامت کی سرحدوں تک اپنے اصل وجود میں برقرار رہے اور تمام ادیان پر غالب آ جائے۔ اس حفاظت کا انتظام خود اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے، اس لئے پوری کائنات مل کر بھی اس حفاظت میں کوئی رخنہ نہیں ڈال سکتی، اس قدر زبردست حفاظت کا انتظام صرف اسی لئے کیا گیا کہ یہ انسانیت کی جانب اللہ کا آخری پیغام ہے، لہٰذا یہ پیغام اپنی اصل شکل میں برقرار رہنا ضروری ہے تا کہ حجت کا قیام ممکن ہو سکے، اگر اس قرآن مجید کے بعد کسی اور کلام الٰہی کے نزول کا امکان ہوتا تو دیگر کتب سماویہ کی طرح قرآن مجید بھی انسانوں کی دست برد سے محفوظ نہ رہ پاتا، لہٰذا پوری انسانیت کامل کر بھی اس جیسا کلام بنا کر لانے کی استطاعت نہ رکھنا، اور قرآن مجید کی ایسی شاندار حفاظت کا

انتظام بھی نبی کریم ﷺ کے ختم نبوت کی ایک عظیم نشانی ہے۔

8 اللہ تعالیٰ نے اس دین کو تمام ادیان پر غالب کر دیا ہے

17 ﴿هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ﴾

ترجمہ: ''وہی تو ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تاکہ اس دین کو سب ادیان پر غالب کر دے۔ خواہ یہ بات مشرکوں کو کتنی ہی ناگوار ہو۔'' (التوبۃ:33)

18 ﴿هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَكَفَى بِاللَّهِ شَهِيدًا﴾

ترجمہ: ''وہی تو ہے جس نے ہدایت اور دین حق دے کر اپنا رسول بھیجا تاکہ اسے باقی سب ادیان پر غالب کر دے۔ اور (اس حقیقت پر) اللہ کی گواہی کافی ہے۔'' (الفتح:28)

دین محمدی ﷺ تمام ادیان پر غالب ہونے کے لئے آیا ہے، اب کوئی سماوی یا ارضی دین ایسا نہیں جو دین محمدی ﷺ کو مغلوب کر سکے، اور یہ غلبہ بھی ختم نبوت کا مرہون منت ہے، کیونکہ اگر آپ ﷺ کے بعد کسی اور نبی کی آمد ہوتی تو اس نبی کا دین، آپ ﷺ کے دین پر غالب آتا، لیکن غلبہ دین محمدی ﷺ کا تقاضا یہ ہے کہ آپ ﷺ پر سلسلہ نبوت کا اختتام ہو جائے، اور یقیناً یہی رضائے الٰہی ہے۔

9 نبی ﷺ کی وفات کے بعد کسی نبی کا تذکرہ نہیں ہے

19 ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ﴾ (آل عمران:144)

ترجمہ: ''محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ایک رسول ہی ہیں۔ ان سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے ہیں۔ اگر وہ وفات پا جائیں یا شہید ہو جائیں تو کیا تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے؟ (اسلام چھوڑ دو گے؟) اور اگر کوئی الٹے پاؤں پھر بھی جائے تو اللہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ اور شکر گزاروں کو اللہ تعالیٰ جلد ہی اچھا بدلہ عطا کرے گا۔''

آپ ﷺ کی وفات کے تذکرہ پر مومنین کو گزشتہ انبیاء کی وفات کا یاد دلا کر استقامت کا درس دیا جا رہا ہے اور حوصلہ دلایا جا رہا ہے، البتہ آپ ﷺ کے بعد کسی نبی کی امید نہیں دلائی جا رہی اور یہ آپ ﷺ کے ختم نبوت کی بالکل واضح دلیل ہے۔

10 آپ ﷺ کی سیرت کو اپنانے اور صحابہ کے نقشِ قدم پر چلنے کا حکم

20 ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيرًا﴾ (الاحزاب:21)

ترجمہ: ''(مسلمانو!) تمہارے لیے اللہ کے رسول (کی ذات) میں بہترین نمونہ ہے، جو بھی اللہ اور یوم آخرت کی امید رکھتا ہو اور اللہ کو بکثرت یاد کرتا ہو۔''

21 ﴿وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾

ترجمہ: ''وہ مہاجر اور انصار جنہوں نے سب سے پہلے ایمان لانے میں سبقت کی اور وہ لوگ جنہوں نے احسن طریق پر ان کی اتباع کی، اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔ اللہ نے ان کے لئے ایسے باغ تیار کر رکھے ہیں جن میں نہریں جاری ہیں۔ وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔'' (التوبۃ:100)

اللہ رب العالمین نے اہل ایمان کے لئے محض سیرت نبوی ﷺ ہی کو معیار ہدایت قرار دیتے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقش قدم پر چلنے کی ترغیب دلائی ہے، اگر آپ ﷺ کے بعد کسی نبی کی بعثت کا امکان ہوتا تو صحابہ کے نقش قدم پر چلنے والوں کے لئے جنات نعیم کے وعدے نہ ہوتے بلکہ اس ممکنہ نبی کی اتباع کا حکم دیا جاتا، کیونکہ صحابہ تو فقط نبی کریم ﷺ پر اور آپ ﷺ سے قبل کے انبیاء پر ایمان لائے تھے، آپ ﷺ کے بعد کسی نبی پر ایمان کا ان کے ذہن کے کسی گوشہ میں کوئی تصور تک نہ تھا، اور صحابہ کے بعد پوری امت کو صحابہ جیسے ایمان ہی کا حکم دیا گیا اور ان کی اتباع کی ترغیب دلائی گئی ہے جو کہ آپ ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کی دلیل ہے۔

عقیدہ ختم نبوت احادیث مبارکہ کی روشنی میں

(1) ختم نبوت کی صراحت اور ”لا نبی بعدی“ کا اعلان:

1 كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَسَيَكُونُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُونَ“[1]

ترجمہ: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بنی اسرائیل کے انبیاء ان کی قیادت فرمایا کرتے تھے، جب بھی ان کا کوئی نبی فوت ہو جاتا تو دوسرے نبی ان کی جگہ موجود ہوتے، لیکن یاد رکھو میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ ہاں میرے بعد خلفاء ہوں گے اور بہت ہوں گے۔“

2 ”أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي، وَلَا أُمَّةَ بَعْدَكُمْ“[2]

ترجمہ: ”سیدنا ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! بے شک میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں ہوگی۔“

3 ”أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى؟ إِلَّا أَنَّهُ لَا نُبُوَّةَ بَعْدِي“[3]

”سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا: ”کیا تمھیں یہ پسند نہیں کہ تمہارا میرے ساتھ وہی مقام ہو جو حضرت ہارون علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھا، مگر یہ کہ میرے بعد نبوت نہیں ہے۔“

4 ”فَإِنِّي آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ، وَإِنَّ مَسْجِدِي آخِرُ الْمَسَاجِدِ“[4]

ترجمہ: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”بلاشبہ میں تمام انبیاء علیہم السلام

---

(1) صحیح بخاری، کتاب: انبیاء علیہم السلام کے بیان میں، باب: بنی اسرائیل کے واقعات کا بیان، حدیث نمبر: 3455۔

(2) السنة لابن أبي عاصم (2/505، حدیث: 1061) امام البانی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے (سلسلہ صحیحہ: 3233)

(3) صحیح مسلم، کتاب: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل ومناقب، باب سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل، حدیث نمبر: 6220۔

(4) صحیح مسلم کتاب: حج کے احکام ومسائل، مکہ اور مدینہ کی دونوں مسجدوں (مسجد حرام اور مسجد نبوی) میں نماز پڑھنے کی فضیلت، حدیث: 3376

میں سے آخری نبی ہوں۔اور میری مسجد آخری مسجد ہے (جسے کسی نبی نے تعمیر کیا)۔''

5 ''إِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدْ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُولَ بَعْدِي وَلَا نَبِيَّ''[1]

ترجمہ: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''رسالت اور نبوت کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے، لہٰذا میرے بعد کوئی رسول اور کوئی نبی نہ ہوگا۔''

2 وحی کا سلسلہ تھم جانے کا بیان

6 ''كَشَفَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم السِّتَارَةَ وَالنَّاسُ صُفُوفٌ خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ، فَقَالَ: ''أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّهُ لَمْ يَبْقَ مِنْ مُبَشِّرَاتِ النُّبُوَّةِ إِلَّا الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ، يَرَاهَا الْمُسْلِمُ، أَوْ تُرَى لَهُ''[2]

ترجمہ: سیدنا عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (دروازے کا) پردہ اٹھایا (اس وقت) لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے صف بستہ (نماز ادا کر رہے) تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لوگو! نبوت کی بشارتوں میں سے اب صرف سچے خواب باقی رہ گئے ہیں جو مسلمان خود دیکھے گا یا اس کے لیے (کسی دوسرے کو) دکھایا جائے گا۔''

7 لَمْ يَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ، قَالُوا: ''وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ؟ قَالَ: ''الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ''[3]

ترجمہ: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نبوت میں سے صرف اب مبشرات باقی رہ گئی ہیں''۔صحابہ نے پوچھا کہ مبشرات کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''نیک خواب۔''

---

[1] جامع ترمذی، کتاب: خواب کے آداب واحکام، نبوت کے ختم ہونے اور بشارتوں کے باقی رہنے کا بیان، حدیث نمبر: 2272۔ شیخ البانی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

[2] صحیح مسلم، کتاب: نماز کے احکام ومسائل، رکوع اور سجدوں میں قرآن پڑھنا ممنوع ہے، حدیث نمبر: 1074۔

[3] صحیح بخاری،، کتاب: خوابوں کی تعبیر کے بیان میں، باب: مبشرات کا بیان، حدیث نمبر: 6990

③ نبی کریم ﷺ کے ناموں سے ختم نبوت پر استدلال

8 ”عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : ”لِي خَمْسَةُ أَسْمَاءٍ أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَحْمَدُ وَأَنَا الْمَاحِي الَّذِي يَمْحُو اللهُ بِي الْكُفْرَ وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى قَدَمِي وَأَنَا الْعَاقِبُ“[1]

ترجمہ: ”سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرے پانچ نام ہیں۔ میں محمد، احمد اور ماحی ہوں (یعنی مٹانے والا ہوں) کہ اللہ تعالیٰ میرے ذریعہ کفر کو مٹائے گا اور میں حاشر ہوں کہ تمام انسانوں کا (قیامت کے دن) میرے بعد حشر ہوگا اور میں ”عاقب“ ہوں (اور عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہیں آتا)۔“

9 ”عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، قَالَ:كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُسَمِّي لَنَا نَفْسَهُ أَسْمَاءً، فَقَالَ: أَنَا مُحَمَّدٌ، وَأَحْمَدُ، وَالْمُقَفِّي، وَالْحَاشِرُ، وَنَبِيُّ التَّوْبَةِ، وَنَبِيُّ الرَّحْمَةِ“[2]

ترجمہ: سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے کئی نام ہم سے بیان کرتے تھے اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ”میں محمد ہوں اور احمد اور مقفی (آخر میں آنے والا ہوں) اور حاشر اور نبی التوبہ (آپ ﷺ کی وجہ سے کثیر خلقت توبہ کرے گی) اور نبی الرحمۃ ہوں۔“

④ دیگر انبیاء کا آپ ﷺ کی ختم نبوت کا قرار

10 ثُمَّ قَالَ:أَرَأَيْتُمْ لَوْ كَانَ مَتَاعٌ فِي وِعَاءٍ قَدْ خُتِمَ عَلَيْهِ، أَكَانَ يُقْدَرُ عَلَى مَا فِي الْوِعَاءِ حَتَّى يُفَضَّ الْخَاتَمُ؟" فَيَقُولُونَ: لَا ، فَيَقُولُ: ”إِنَّ مُحَمَّدًا ﷺ، خَاتَمَ النَّبِيِّينَ، قَدْ حَضَرَ الْيَوْمَ، وَقَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ“[3]

---

[1] صحیح بخاری، کتاب: فضیلتوں کے بیان میں، باب: رسول اللہ ﷺ کے ناموں کا بیان، حدیث نمبر: 3532

[2] صحیح مسلم، کتاب: أنبیاء کرام علیہم السلام کے فضائل کا بیان، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے مبارکہ، حدیث نمبر: 6108

[3] مسند أحمد ط الرسالة (4/ 428، حدیث: 2692) شیخ شعیب ارناوط نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔

ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روزِ محشر کے متعلق ایک طویل حدیث بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''لوگ شفاعت کرانے عیسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچیں گے تو عیسیٰ علیہ السلام ان سے فرمائیں گے: ''تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر مطلوبہ سامان کسی ایسے برتن میں ہو جسے مہر لگا کر بند کر دیا گیا ہو تو کیا اس برتن میں موجود چیز کو اس مہر کو کھولے بغیر حاصل کیا جا سکتا ہے؟ تو لوگ جواب دیں گے کہ: نہیں، تو عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے: ''بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں، اور وہ آج تمہارے درمیان موجود ہیں، اور ان کے تو اگلے پچھلے تمام گناہ بھی معاف کر دیئے گئے ہیں (لہٰذا ان سے شفاعت کا مطالبہ کرو)۔''

5 ''اگر کوئی نبی ہوتا'' سے ختم نبوت کی صراحت

11 ''عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ''[1]

ترجمہ: عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہوتے۔''

چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سلسلہ نبوت ختم ہو چکا ہے اس لئے اب یہ شرف کسی کو حاصل نہیں ہوگا، اور اگر اس شرف کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی حقدار ہوتا تو وہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تھے، تو جب سیدنا عمر جیسی شخصیت منصب نبوت تک نہ پہنچ سکی تو اور کون ایسا شخص ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس درجہ پر فائز ہونے کا دعوی کر سکے، یقیناً یہ جرات کسی نہایت ہی بد دیانت اور مجرم شخص ہی کی ہو سکتی ہے، کوئی مومن شخص اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔

6 جھوٹے مدعیان نبوت کا بیان اور ختم نبوت

12 ''وَإِنَّهُ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي كَذَّابُونَ ثَلَاثُونَ, كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ، وَأَنَا خَاتَمُ

[1] جامع ترمذی، کتاب: فضائل ومناقب کے بیان میں، عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے مناقب کا بیان، حدیث: 3686۔ شیخ البانی نے اسے حسن قرار دیا ہے۔

النَّبِيِّينَ، لَا نَبِيَّ بَعْدِي"[1]

ترجمہ: ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عنقریب میری امت میں کذاب اور جھوٹے لوگ ظاہر ہوں گے، ان کی تعداد تیس ہوگی، ان میں سے ہر ایک کا دعوی ہوگا کہ وہ نبی ہے۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔''

13 "إِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ كَذَّابِينَ فَاحْذَرُوهُمْ"[2]

ترجمہ: سیدنا جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک قیامت سے قبل کئی جھوٹے (نبوت کے دعویدار) آئیں گے ان سے بچنا۔''

منصب نبوت پر ڈاکہ سب سے سنگین اور بڑا جرم ہے، اس کی سنگینی کو تعالیٰ نے قرآن مجید میں کئی مقامات پر واضح فرمایا ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ قَالَ أُوحِيَ إِلَيَّ وَلَمْ يُوحَ إِلَيْهِ شَيْءٌ﴾ (الانعام:93) ترجمہ: ''اور اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہوسکتا ہے جس نے اللہ پر بہتان باندھا یا جس نے کہا کہ میری طرف وحی کی گئی ہے حالانکہ اس کی طرف کچھ بھی وحی نہ کی گئی ہو۔'' لیکن ایسے بد بخت لوگ بہرحال موجود ہیں جو اس اعلی وارفع منصب پر ڈاکہ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں اپنی امت کو پہلے ہی آگاہ فرمادیا ہے، لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو بھی نبوت کا دعوی کرے گا وہ جھوٹا، مرتد اور واجب القتل ہے۔

7 مثالوں کے ذریعہ ختم نبوت کا بیان

14 "عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنَّ مَثَلِي وَمَثَلَ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى بَيْتًا فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوفُونَ بِهِ وَيَعْجَبُونَ لَهُ وَيَقُولُونَ

---

[1] سنن ابی داود، کتاب: فتنوں اور جنگوں کا بیان، فتنوں کا بیان اور ان کے دلائل، حدیث نمبر: 4252۔ شیخ البانی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

[2] صحیح مسلم، کتاب: امور حکومت کا بیان، لوگ قریش کے تابع ہیں اور خلافت قریش میں ہی ہوگی، حدیث: 4711

هَلَّا وُضِعَتْ هَذِهِ اللَّبِنَةُ قَالَ فَأَنَا اللَّبِنَةُ وَأَنَا خَاتِمُ النَّبِيِّينَ"[1]

ترجمہ: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''میری اور مجھ سے پہلے کے تمام انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک گھر بنایا اور اس کو بڑا حسین اور خوبصورت بنایا لیکن ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ خالی رہ گئی۔ اب تمام لوگ آتے ہیں اور اس مکان کو چاروں طرف سے گھوم کر دیکھتے ہیں اور اس کی خوبصورتی پر حیران ہوتے ہیں لیکن یہ بھی کہتے جاتے ہیں کہ یہاں پر ایک اینٹ کیوں نہ رکھی گئی؟ تو میں ہی وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔''

15 "عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ:مَثَلُكُمْ وَمَثَلُ أَهْلِ الكِتَابَيْنِ، كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَأْجَرَ أُجَرَاءَ، فَقَالَ: مَنْ يَعْمَلُ لِي مِنْ غُدْوَةَ إِلَى نِصْفِ النَّهَارِ عَلَى قِيرَاطٍ؟ فَعَمِلَتِ اليَهُودُ، ثُمَّ قَالَ: مَنْ يَعْمَلُ لِي مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ إِلَى صَلاَةِ العَصْرِ عَلَى قِيرَاطٍ؟ فَعَمِلَتِ النَّصَارَى، ثُمَّ قَالَ: مَنْ يَعْمَلُ لِي مِنَ العَصْرِ إِلَى أَنْ تَغِيبَ الشَّمْسُ عَلَى قِيرَاطَيْنِ؟ فَأَنْتُمْ هُمْ"، فَغَضِبَتِ اليَهُودُ، وَالنَّصَارَى، فَقَالُوا: مَا لَنَا أَكْثَرَ عَمَلًا، وَأَقَلَّ عَطَاءً؟ قَالَ: "هَلْ نَقَصْتُكُمْ مِنْ حَقِّكُمْ؟" قَالُوا: لاَ، قَالَ:"فَذَلِكَ، فَضْلِي أُوتِيهِ مَنْ أَشَاءُ"[2]

ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمہاری اور یہود ونصاریٰ کی مثال ایسی ہے کہ کسی شخص نے کئی مزدور کام پر لگائے اور کہا کہ میرا کام ایک قیراط پر صبح سے دوپہر تک کون کرے گا؟ اس پر یہودیوں نے (صبح سے دوپہر تک) اس کا کام کیا۔ پھر اس نے کہا کہ آدھے دن سے عصر تک ایک قیراط پر میرا کام کون کرے گا؟ چنانچہ یہ کام پھر نصاری نے کیا، پھر اس شخص نے کہا کہ عصر کے وقت سے سورج ڈوبنے تک میرا کام دو قیراط پر کون کرے گا؟ اور تم (امت محمدیہ) ہی وہ لوگ ہو (جن کو یہ درجہ حاصل ہوا) اس پر یہود ونصاری نے برا مانا، وہ کہنے لگے کہ کام تو ہم

[1] صحیح بخاری، کتاب: فضیلتوں کے بیان میں، باب: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا، حدیث نمبر: 3535۔

[2] صحیح بخاری، کتاب: اجرت کے مسائل کا بیان، باب: آدھے دن کے لیے مزدور لگانا (جائز ہے)، حدیث: 2268

زیادہ کریں اور مزدوری ہمیں کم ملے، پھر اس شخص نے کہا کہ اچھا یہ بتاؤ کیا تمہارا حق تمہیں پورا نہیں ملا؟ سب نے کہا کہ ہمیں تو ہمارا پورا حق مل گیا۔ اس شخص نے کہا کہ: ''پھر یہ میرا فضل ہے میں جسے چاہوں زیادہ دوں۔''

8 ختم نبوت، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیات میں سے اہم ترین خصوصیت

16 عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ''فُضِّلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ: أُعْطِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ، وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ، وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ، وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ طَهُورًا وَمَسْجِدًا، وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً، وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّونَ''[1]

ترجمہ: ''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے دوسرے انبیاء پر چھ چیزوں کے ذریعے سے فضیلت دی گئی ہے: مجھے جامع کلمات عطا کیے گئے ہیں، (دشمنوں پر) رعب ودبدبے کے ذریعے سے میری مدد کی گئی ہے، میرے لیے اموال غنیمت حلال کر دیے گئے ہیں، زمین میرے لیے پاک کرنے اور مسجد قرار دی گئی ہے، مجھے تمام مخلوق کی طرف (رسول بنا کر) بھیجا گیا ہے اور میرے ذریعے سے (سلسلہ نبوت ختم کر کے) انبیاء کا سلسلہ مکمل کر دیا گیا ہے۔''

9 علاماتِ قیامت اور ختم نبوت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو علامات قیامت سے بڑی تفصیل کے ساتھ آگاہ فرمایا ہے، چاہے وہ علامات صغریٰ ہوں یا کبریٰ ہوں، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت آخری امت ہے اور قیامت اسی امت کے دور میں واقع ہونی ہے، اور یہ احادیث جہاں علامات قیامت کو بیان کرتی ہیں وہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر بھی قوی دلیل ہیں۔ علامات قیامت کے حوالہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے شمار احادیث ہیں، البتہ ہم چند ایک ایسی احادیث جو واضح طور پر ختم نبوت کے عقیدہ کو بیان کرتی ہیں ان کا تذکرہ کریں گے۔

[1] صحیح مسلم، کتاب: مسجدیں اور نماز کی جگہیں، مسجد نبوی کی تعمیر، حدیث نمبر: 1167۔

17 عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ خَطَبَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ أَكْثَرُ خُطْبَتِهِ حَدِيثًا حَدَّثَنَاهُ عَنْ الدَّجَّالِ وَحَذَّرَنَاهُ فَكَانَ مِنْ قَوْلِهِ أَنْ قَالَ: "إِنَّهُ لَمْ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ مُنْذُ ذَرَأَ اللهُ ذُرِّيَّةَ آدَمَ أَعْظَمَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ وَإِنَّ اللهَ لَمْ يَبْعَثْ نَبِيًّا إِلَّا حَذَّرَ أُمَّتَهُ الدَّجَّالَ وَأَنَا آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ وَأَنْتُمْ آخِرُ الْأُمَمِ وَهُوَ خَارِجٌ فِيكُمْ لَا مَحَالَةَ"[1]

ترجمہ: سیدنا ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبے میں زیادہ تر دجال کے بارے میں گفتگو فرمائی، اور ہمیں اس سے ڈرایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خطبے میں یہ بھی فرمایا: ''اللہ تعالی نے جب سے آدم علیہ السلام کی اولاد کو پیدا فرمایا ہے، زمین میں دجال سے بڑا فتنہ ظاہر نہیں ہوا۔ اللہ تعالی نے جس نبی کو بھی مبعوث فرمایا، اس نے اپنی امت کو دجال سے ضرور ڈرایا ہے۔ میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو، وہ یقیناً تمہارے اندر ہی ظاہر ہوگا۔''

18 عَنْ عَلِيٍّ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " لَوْ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدَّهْرِ إِلَّا يَوْمٌ، لَبَعَثَ اللهُ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ بَيْتِي، يَمْلَؤُهَا عَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ جَوْرًا"[2]

ترجمہ: سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر اس زمانے سے ایک دن بھی باقی ہوا تو اللہ تعالیٰ میرے اہل بیت سے ایک آدمی کو اٹھائے گا جو اسے عدل سے بھر دے گا جیسے کہ ظلم سے بھری ہوگی۔''

امام مہدی رضی اللہ عنہ کا ظہور بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ختم نبوت کی دلیل ہے، کیونکہ امام مہدی رضی اللہ عنہ کا ظہور آخری زمانہ میں ہوگا اور امام مہدی رضی اللہ عنہ امت محمدیہ سے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل مبارک سے ہیں۔

---

[1] سنن ابن ماجہ، کتاب: فتنہ وآزمائش سے متعلق احکام ومسائل، دجال کا فتنہ، حضرت عیسی ابن مریم علیہم السلام کا نزول اور یاجوج وماجوج کا ظہور، حدیث نمبر: 4077۔ امام البانی رحمہ اللہ نے صحیح الجامع میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ (صحیح الجامع: 2970)

[2] سنن ابی داؤد، کتاب: مہدی کا بیان، مہدی کا بیان، حدیث نمبر: 4283۔ شیخ البانی اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

وَاَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكَ الذِّكۡرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيۡهِمۡ

سہ ماہی البیان کراچی

سلسلہ نمبر 23، اجراء جنوری تا مارچ 2020ء بمطابق جمادی الثانی 1441ھ

زرِ تعاون بھیجنے اور البیان کے شمارہ جات جاری کروانے کے لیے ذیل میں دیئے گئے پتہ پر بذریعہ منی آرڈر رقم ارسال کریں نیز بذریعہ ایزی پیسہ اور آن لائن بھی رقم ارسال کر سکتے ہیں۔

تفصیلات کے لیے رابطہ: محمد کامران یاسین/ 03222056928

سالانہ بکنگ پر خصوصی رعایت

برائے خط و کتابت: المدینہ ریسرچ سینٹر پوسٹ بکس نمبر 12231، ڈی ایچ اے، کراچی

المدینہ اسلامک ریسرچ سینٹر
AL-Madina Islamic Research Center
جامع مسجد سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، ڈیفنس فیز 4، 11 کمرشل اسٹریٹ نزد نثار شہید پارک وگذری پولیس اسٹیشن کراچی۔

Ph:+92-21-35896959
Mob 03322135693
WEBSITE:
WWW.ISLAMFORT.COM
E-MAIL
albayanmirc@gmail.com

نوٹ: البیان میں شائع کئے جانے والے مضامین علمی و تحقیقی بنیادوں پر شامل اشاعت کیے جاتے ہیں ادارہ کا مضمون نگار سے کُلّی اتفاق ضروری نہیں!

بسم الله الرحمن الرحيم

فہرست

فہرست

فہرست

فہرست

فہرست

فہرست

فہرست


رسول الله وخاتم النبيين

19 عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بِإِصْبَعَيْهِ هَكَذَا، بِالوُسْطَى وَالَّتِي تَلِي الإِبْهَامَ "بُعِثْتُ وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ" [1]

ترجمہ: سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہا آپ ﷺ اپنی بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کے قریب والی انگلی کے اشارے سے فرما رہے تھے کہ: ''میری بعثت اور قیامت کے درمیان اتنا ہی فاصلہ ہے جتنا ان دو انگلیوں کے درمیان فاصلہ ہے۔''

10 اس امت کا ایک گروہ تا قیامت حق پر قائم رہے گا

20 ''لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي يُقَاتِلُونَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ'' [2]

ترجمہ: سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''میری امت کا ایک گروہ مسلسل حق پر (قائم رہتے ہوئے) لڑتا رہے گا، وہ قیامت کے دن تک (جس بھی معرکے میں ہوں گے) غالب رہیں گے۔''

21 ''لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي مَنْصُورِينَ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ'' [3]

ترجمہ: سیدنا قرہ بن ایاس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے ایک گروہ کو ہمیشہ اللہ کی مدد سے حاصل رہے گی، اس کی مدد نہ کرنے والے قیامت تک اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔''

امت محمدیہ ﷺ کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہے گی، اور یہ جماعت تا قیامت موجود رہے گی، اس کا واضح معنی یہ ہے کہ یہ امت ہی قیامت تک موجود رہے گی، اس امت کے علاوہ کسی اور امت کا ظہور

---

[1] صحیح بخاری، کتاب: قرآن پاک کی تفسیر کے بیان میں، باب: سورۃ والنازعات کی تفسیر، حدیث نمبر: 4936۔

[2] صحیح مسلم، کتاب: ایمان کا بیان، حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کا ہمارے نبی محمد ﷺ کی شریعت کے مطابق حاکم بن کر نازل ہونا، حدیث: 395۔

[3] جامع ترمذی، کتاب: ایام فتن کے احکام اور امت میں واقع ہونے والے فتنوں کی پیش گوئیاں، سرزمین شام کا بیان، حدیث نمبر: 2192۔ اس حدیث کو امام البانی نے حسن قرار دیا ہے۔

اب نہیں ہوگا۔اور امت کا یہی گروہ دجال سے مقابلہ کرے گا اور اسی گروہ میں عیسی علیہ السلام کا نزول ہوگا۔

ان تمام قرآنی وحدیثی نصوص سے عقیدہ ختم نبوت کی حقانیت چمکتے سورج کی طرح عیاں ہے اور اس کا انکار کوئی سیاہ دل شخص ہی کرسکتا ہے جو ہدایت الٰہی سے محروم ہو، ان آیات واحادیث سے یہ بنیادی عقیدہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ختم نبوت کا انکار انسان کو دائرہ اسلام سے خارج کردیتا ہے کیونکہ اسی عقیدہ پر دیگر کئی اہم بنیادی عقائد کا انحصار ہے، لہٰذا اس عقیدہ کا انکار اسلامی بنیادی عقائد کی پوری عمارت کو منہدم کردیتا ہے، پھر اس عقیدہ کا انکار قرآن مجید کی سینکڑوں آیات کا انکار ہے، جبکہ قرآن مجید کی ایک آیت کا انکار بھی کفر ہے۔

اللہ رب العالمین سے دعا ہے کہ اللہ تعالی ہمیں مرتے دم تک ختم نبوت پر ایمان کی دولت نصیب فرمائے، اور ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کی حفاظت کی توفیق عطا فرمائے۔

7 ستمبر 1974ء عہد ساز تاریخی دن ![1]

7 ستمبر 1974ء کی شام 4 بج کر 35 منٹ پر نیشنل اسمبلی آف پاکستان نے متفقہ طور پر قادیانیوں کے دونوں فرقوں (ربوی ولاہوری) کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا اور آئین پاکستان کی شق (2)106 اور (3)260 میں اس کا مستقل اندراج کر دیا۔

یاد رہے کہ پارلیمنٹ میں مسلسل کئی روز تک جاری رہنے والی اس طویل بحث اور جرح میں ملک کے تمام طبقات کے چنیدہ افراد اور مقتدر اداروں نے بھرپور حصہ لیا۔ مرزائیوں کو اپنی صفائی پیش کرنے کا پورا موقع دیا گیا، لیکن قادیانی خلیفہ مرزا ناصر نے نہ صرف اپنے تمام کفریہ عقائد ونظریات کا برملا اعتراف کیا بلکہ فضول تاویلات کے ذریعے ان کا دفاع بھی کیا۔ 5 اور 6 ستمبر کو اٹارنی جنرل جناب یحییٰ بختیار نے 13 روز کی بحث کو سمیٹتے ہوئے اراکین اسمبلی کو مفصل بریفنگ دی۔ ان کا بیان اس قدر مدلل، جامع اور ایمان افروز تھا کہ کئی آزاد خیال ممبرانِ اسمبلی بھی قادیانیوں کے عقائد سن کر پریشان ہوگئے اور قادیانیوں کے خلاف ووٹ دیا۔

پارلیمنٹ کے تاریخی فیصلے کی سپریم کورٹ سے توثیق

قادیانیوں کے کفریہ عقائد کی بنا پر ملک کی منتخب جمہوری حکومت نے متفقہ طور پر 7 ستمبر 1974ء کو انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا اور آئین پاکستان کی شق (2)160 اور (3)260 میں اس کا اندراج کیا۔ جمہوری نظامِ حکومت میں کوئی بھی اہم فیصلہ ہمیشہ اکثریتی رائے کی بنا پر کیا جاتا ہے۔ لیکن یہ دنیا کی تاریخ کا واحد واقعہ ہے کہ حکومت نے فیصلہ کرنے سے پہلے قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا ناصر کو پارلیمنٹ کے سامنے اپنا موقف پیش کرنے کا پورا پورا موقع دیا۔ یحییٰ بختیار کی جرح کے دوران مرزا ناصر احمد نے اپنے ان تمام مذہبی عقائد کو تسلیم کیا جس پر پوری امت مسلمہ کو قادیانیوں سے نہ صرف شدید اختلاف ہے بلکہ وہ اسے اپنے مذہب میں مداخلت بھی سمجھتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ قادیانیوں کے ان عقائد کی سرعام

[1] بشکریہ مجلہ ''تفہیم الاسلام''، ستمبر 2019ء (شمارہ 153)

تبلیغ وتشہیر کی وجہ سے ملک عزیز میں کئی بار لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال دگر گوں ہوئی۔

افسوس کی بات یہ ہے کہ قادیانی، پارلیمنٹ کے اس متفقہ فیصلے کو تسلیم کرنے سے یکسر انکاری ہیں۔وہ کہتے ہیں کہ دنیا کی کوئی حکومت، پارلیمنٹ یا کوئی اور ادارہ انہیں ان کے عقائد کی بنا پر غیر مسلم قرار نہیں دے سکتا بلکہ الٹا وہ مسلمانوں کو کافر اور خود کو مسلمان کہتے ہیں اور آئین میں دی گئی اپنی حیثیت تسلیم نہیں کرتے۔

قادیانی آئینی طور پر غیر مسلم ہونے کے باوجود سر عام شعائر اسلامی کی بے حرمتی اور اپنے باطل مذہب کی تبلیغ وتشہیر کرتے ہیں۔ چنانچہ اس کی روک تھام کے لیے 26 اپریل 1984ء کو حکومت پاکستان نے ''امتناع قادیانیت آرڈیننس'' جاری کیا ،جس کی رو سے قادیانی اپنے مذہب کے لیے اسلامی اصطلاحات استعمال نہیں کر سکتے۔اس سلسلے میں تعزیرات پاکستان میں دفعہ 298-B اور 298/C کا اضافہ کیا گیا جس کی رو سے کوئی قادیانی خود کو مسلمان نہیں کہلوا سکتا اور نہ ہی اپنے مذہب کو بطور اسلام پیش کر سکتا ہے اور نہ ہی شعائر اسلامی کا استعمال کر سکتا ہے۔خلاف ورزی کی صورت میں وہ 3 سال قید اور جرمانہ کی سزا کا مستوجب ہوگا۔قادیانیوں نے اس پابندی کو وفاقی شرعی عدالت، لاہور ہائی کورٹ، کوئٹہ ہائی کورٹ وغیرہ میں چیلنج کیا جہاں انہیں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔

بالآخر قادیانیوں نے پوری تیاری کے ساتھ سپریم کورٹ آف پاکستان میں اپیل دائر کی کہ انہیں شعائر اسلامی استعمال کرنے کی اجازت دی جائے۔سپریم کورٹ آف پاکستان کے فل بینچ نے اس کیس کی سماعت کی۔دونوں اطراف سے دلائل وبراہین دے گئے۔اصل کتابوں سے متنازع ترین حوالہ جات پیش کیے گئے۔یہ بھی یاد رہے کہ سپریم کورٹ کے جج صاحبان کسی دینی مدرسہ یا اسلامی دار العلوم کے مفتی صاحبان نہیں تھے بلکہ انگریزی قانون پڑھے ہوئے تھے۔فاضل جج صاحبان کا کہنا تھا کہ قادیانی اسلام کے نام پر لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں جبکہ دھوکا دینا کسی کا بنیادی حق نہیں ہے اور نہ ہی اس سے کسی کے حقوق سلب ہوتے ہیں۔سپریم کورٹ آف پاکستان کے فل بینچ کے تاریخی فیصلہ ''ظہیر الدین بنام سرکار'' 1993 SCMR 1718 کی رو سے کوئی قادیانی خود کو مسلمان نہیں کہلوا سکتا اور نہ ہی اپنے مذہب کی تبلیغ کر سکتا ہے۔خلاف ورزی کی صورت میں تعزیرات پاکستان کی دفعہ C-298 کے تحت 3 سال قید کا مستوجب ہے۔اس کے باوجود قادیانی آئین، قانون اور اعلیٰ عدالتی فیصلوں کا مذاق اڑاتے ہوئے خود کو مسلمان کہلواتے، اپنے مذہب کی تبلیغ کرتے، گستاخانہ لٹریچر تقسیم کرتے، شعائر اسلامی کا تمسخر اڑاتے اور اسلامی مقدس شخصیات ومقامات کی توہین کرتے ہیں۔

ستم ظریفی یہ ہے کہ قادیانیوں کی ان آئین شکن، خلاف قانون اور انتہائی اشتعال انگیز سرگرمیوں پر قانون نافذ کرنے والے ادارے غفلت اور خاموشی اختیار کیے ہوئے ہیں۔ خود سپریم کورٹ کے فل بینچ نے اپنے نافذ العمل فیصلہ میں لکھا ہے:

''ہر مسلمان کے لیے جس کا ایمان پختہ ہو، لازم ہے کہ رسول اکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اپنے بچوں، خاندان اور دنیا کی ہر محبوب ترین شئے سے بڑھ کر پیار کرے۔''[1]

کیا ایسی صورت میں کوئی کسی مسلمان کو مورد الزام ٹھہرا سکتا ہے، اگر وہ ایسا دل آموز مواد جیسا کہ مرزا صاحب نے تخلیق کیا ہے، سننے، پڑھنے یا دیکھنے کے بعد اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکے؟ اگر کسی قادیانی کو انتظامیہ کی طرف سے یا قانوناً شعائر اسلام کا اعلانیہ اظہار کرنے یا انہیں پڑھنے کی اجازت دے دی جائے تو یہ اقدام اس کی شکل میں ایک اور ''رشدی'' (یعنی رسوائے زمانہ گستاخ رسول ملعون سلمان رشدی جس نے شیطانی آیات نامی کتاب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیٔ شان میں بے حد توہین کی) تخلیق کرنے کے مترادف ہوگا۔ کیا اس صورت میں انتظامیہ اس کی جان، مال اور آزادی کے تحفظ کی ضمانت دے سکتی ہے اور اگر دے سکتی ہے تو کس قیمت پر؟ ردعمل یہ ہوتا ہے کہ جب کوئی قادیانی سرعام کسی پلے کارڈ، بیج یا پوسٹر پر کلمہ کی نمائش کرتا ہے یا دیوار یا نمائشی دروازوں یا جھنڈیوں پر لکھتا ہے یا دوسرے شعائر اسلامی کا استعمال کرتا یا انہیں پڑھتا ہے تو یہ اعلانیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام نامی کی بے حرمتی اور دوسرے انبیائے کرام کے اسمائے گرامی کی توہین کے ساتھ ساتھ مرزا صاحب کا مرتبہ اونچا کرنے کے مترادف ہے، جس سے مسلمانوں کا مشتعل ہونا اور طیش میں آنا ایک فطری بات ہے۔ اور یہ چیز نقص امن عامہ کا موجب بن سکتی ہے جس کے نتیجہ میں جان و مال کا نقصان ہوسکتا ہے۔

''ہم یہ بھی نہیں سمجھتے کہ قادیانیوں جو اپنی شخصیات، مقامات اور معمولات کے لیے نئے خطاب، القاب یا نام وضع کرنے میں کسی دشواری کا سامنا کرنا پڑے گا۔ آخر کار ہندوؤں، عیسائیوں، سکھوں اور دیگر برادریوں نے بھی تو اپنے بزرگوں کے لیے القاب وخطاب بنا رکھے ہیں۔'' (ظہیر الدین بنام سرکار 1993 SCMR 1718ء)

افسوس ہے کہ قادیانی آئین میں دی گئی اپنی حقیقت کو ماننے سے انکاری ہیں اور سپریم کورٹ کے فیصلے کو بھی تسلیم نہیں کرتے، اس صورت حال میں حکومت کا فرض ہے کہ وہ قادیانیوں کو آئین اور قانون کا پابند بنائے۔

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب حب الرسول من الایمان

تاریخِ قادیانیت

عبدالمجید محمد حسین بلتستانی [1]

قادیان کا شہر مرزا غلام احمد قادیانی کا مولد و مسکن و مدفن ہے، یہ گاؤں انڈیا میں مشرقی پنجاب کی تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور کے نواح میں واقع ہے۔

قادیان کی وجہ تسمیہ کے بارے میں جناب محمد متین خالد صاحب کی کتاب ''ربوہ و قادیان جو ہم نے دیکھا'' میں ایک مضمون مولانا ابو القاسم محمد رفیق دلاوری صاحب کا ہے وہ اپنے اس مضمون میں قادیان کی وجہ تسمیہ سے متعلق رقم طراز ہیں: ''وجہ تسمیہ کے متعلق مرزا قادیانی اور اس کے پیروؤں کے بیانات کا ماحصل یہ ہے کہ شاہ دہلی کی طرف سے مرزا قادیانی کے بزرگوں کو بہت سے دیہات بطور جاگیر ملے تھے۔انہوں نے ان دیہات کے وسط میں ایک قصبہ اپنی سکونت کے لیے آباد کیا چونکہ منصب قضا بھی ان کے سپرد تھا، انہوں نے اس قصبہ کا نام ''اسلام پور ماجھی'' رکھا، جب قضا چھوٹ گئی تو صرف قاضیاں رہ گیا، پھر ضاد کا تلفظ دال سے بدل کر قادیان بن گیا۔''

اس وجہ تسمیہ پر مولانا ابو القاسم محمد رفیق دلاوری صاحب نقد کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''اس کے متعلق گزارش ہے کہ قادیاں صرف اسی گاؤں کا نام نہیں جو مرزا غلام احمد کا مولد و منشا تھا بلکہ پنجاب میں اور بھی متعدد گاؤں اس نام آباد ہیں، خود ضلع گورداسپور میں مرزا قادیانی کے قادیاں کے علاوہ ایک اور قادیاں موجود ہے اور مرزا قادیانی اور اس کی امت نے قادیاں کے لفظی ارتقا کے متعلق جو موشگافیاں کی ہیں، سرکاری یا غیر سرکاری طور پر ان کی کوئی تصدیق نہیں ہوتی۔

[1] ریسرچ اسکالر المدینہ اسلامک ریسرچ سینٹر

ورنہ ماننا پڑے گا کہ قادیاں کے نام پر جو دوسرے دیہات آباد ہیں وہ بھی اسی لفظی ارتقا کے بُوتہ میں تحلیل ہوتے ہوتے قادیاں بنے ہیں حالانکہ اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا کہ ان دیہات میں بھی اسی قسم کے واقعات پیش آئے ہوں کہ جنھوں نے ان کے نام میں تبدیلیاں کرتے کرتے انھیں قادیاں سے موسوم کردیا۔اس سے ظاہر ہے کہ یہ ساری سخن تراشی محض مرزا قادیانی کے رشحۂ فکر اور قوت اختراع کا نتیجہ ہے۔''[1]

اس مضمون میں نبوت کے جھوٹے دعویدار قادیانی اور اس کے خلفا کا تعارف مقصود ہے تاکہ قارئین کے سامنے اس افتراء پرداز اور جھوٹے نبی اور اس کے کذاب خلفا کا مکروہ چہرہ سامنے آجائے اور وہ اس بات سے بخوبی آگاہ ہوں کہ ان کے کفر و ارتداد میں رتی برابر بھی شک کی گنجائش نہیں۔

قبل اس کے کہ مضمون کا آغاز کیا جائے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں معروف صحافی اور نڈر خطیب آغا شورش کاشمیری مرحوم کی کتاب ''تحریک ختم نبوت'' سے ایک اقتباس پیش کردیا جائے جس سے یہ واضح ہوگا کہ قادیانیت فرنگی کا کاشت کردہ تخم حرام ہے۔

آغا شورش کاشمیری مرحوم ''مرزا غلام احمد۔۔۔۔ایک استعماری ضرورت'' کا عنوان قائم کرکے چند تمہیدی باتوں کے بعد تحریر کرتے ہیں:

''انگلستان کی حکومت نے ہندوستان سے برطانوی عمال کی ان یاداشتوں کا جائزہ لینے اور صورتحال کا بلاواسطہ مطالعہ کرنے کے لیے **1869**ء کے شروع میں برٹش پارلیمنٹ کے ممبروں،بعض انگلستانی اخبارات کے ایڈیٹروں اور چرچ آف انگلینڈ کے نمائندوں پر مشتمل ایک وفد ہندوستان بھیجا۔وفد کا مقصد یہ تھا کہ وہ پتہ چلائے کہ ہندوستانی عوام میں دفاداری کیونکر پیدا کی جاسکتی ہے اور مسلمانوں کے جذبۂ جہاد کو سلب کرکے انھیں کس طرح رام کیا جاسکتا ہے۔اس وفد نے واپس جا کر دو رپورٹیں مرتب کیں۔جن ارکان نے ''the arrival of british empire in india'' ''ہندوستان میں برطانوی سلطنت کی آمد'' کے عنوان سے رپورٹ لکھی،انھوں نے لکھا:''ہندوستانی مسلمانوں کی اکثریت اپنے روحانی رہنماؤں کی اندھا دھند پیروکار ہے۔اگر اس وقت ہمیں کوئی ایسا

---

[1] ربوہ وقادیان جو ہم نے دیکھا ص:11،از محمد متین خالد

آدمی مل جائے جو اپاسٹالک پرافٹ (حواری نبی) ہونے کا دعویٰ کرے، تو اس شخص کی نبوت کو حکومت کی سرپرستی میں پروان چڑھا کر برطانوی مفادات کے لیے مفید کام لیا جا سکتا ہے''۔

اس سے آگے آغا صاحب مرحوم لکھتے ہیں کہ

''مرزا غلام احمد قادیانی ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ (پنجاب) کی کچہری میں ایک معمولی تنخواہ پر (1864ء تا1868ء) ملازم تھا، اس نے ملازمت کے دوران سیالکوٹ کے پادری مسٹر بٹلر ایم اے سے رابطہ پیدا کیا۔ وہ مرزا کے پاس عموماً آتا اور دونوں اندرون خانہ بات چیت کرتے۔ بٹلر نے وطن جانے سے پہلے مرزا سے تخلیہ میں کئی ایک طویل ملاقاتیں کیں۔ پھر اپنے ہم وطن ڈپٹی کمشنر کے ہاں گیا۔ اس سے کچھ کہا اور انگلستان چلا گیا۔ ادھر مرزا استعفیٰ دے کر قادیان آ گیا۔ اس کے تھوڑا عرصہ بعد مذکورہ وفد ہندوستان پہنچا اور لوٹ کر محولہ رپورٹیں مرتب کیں، ان رپورٹوں کے فوراً بعد ہی مرزا نے اپنا سلسلہ شروع کر دیا۔

برطانوی ہند کے سینٹرل انٹیلی جنس کی روایت کے مطابق ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ نے چار اشخاص کو انٹرویو کے لیے طلب کیا۔ ان میں سے مرزا کو نبوت کے لیے نامزد کیا گیا۔ [1]

اس مذکورہ بالا اقتباس کو بغور پڑھیے اور سوچیے کہ اس فرنگی ملعون نے کس طرح مسلمانوں کے مرکزی عقیدہ ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ اب ان ارذل الناس افراد کے بارے پڑھتے ہیں، جس کا آغاز مرزا غلام احمد قادیانی کذاب سے کرتے ہیں:

(1) مرزا غلام احمد قادیانی کذاب

مرزا غلام احمد قادیانی 1839ء (تذکرۃ المہدی کی روایت کے مطابق اس کی ولادت 13 فروری 1835ء) کو ہندوستان میں پید ہوا، والد کا نام مرزا غلام مرتضیٰ اور والدہ کا نام چراغ بی بی تھا، مرزا کی دو بہنیں مراد بی بی اور جنت بی بی تھیں جبکہ بھائی مرزا غلام قادر تھا جو کہ انگریزی دورِ سلطنت میں کئی عہدوں پر رہا اور اپنے ضلع گورداسپور میں سپرنٹنڈنٹ بھی رہا۔

---

[1] تحریک ختم نبوت، ص: 21-23، از آغا شورش کاشمیری مرحوم۔

ابتدائی تعلیم 6 / 7 سال کی عمر میں حاصل کرنا شروع کی، فارسی کے ایک معلم مولوی فضل الٰہی سے فارسی کی چند کتب اور قرآن پڑھا، جب دس سال کی عمر کو پہنچا تو عربی پڑھانے والے ایک معلم مولوی فضل احمد سے عربی قواعد کی کچھ کتابیں پڑھیں، سترہ اٹھارہ سال کی عمر میں گل علی شاہ نامی شیعہ مولوی سے منطق ونحو میں کچھ کتب پڑھیں۔

مرزا اپنے خاندان کا تعارف بایں الفاظ کرواتا ہے:

''میں ایسے خاندان میں سے ہوں جس کی نسبت گورنمنٹ نے ایک مدت دراز سے قبول کیا ہوا ہے کہ وہ خاندان اور درجی پر سرکار دولت مدار انگریزی کا خیر خواہ ہے۔ میرے والد صاحب اور خاندان ابتدا سے سرکار انگریزی کے بدل وجان ہوا خواہ اور وفادار رہے اور گورنمنٹ عالیہ انگریزی کے معزز افسروں نے مان لیا کہ یہ خاندان کمال درجہ پر خیر خواہ سرکار انگریزی ہے۔ میرا باپ اور میرا بھائی اور خود میں بھی روح کے جوش سے اس بات میں مصروف رہے کہ اس گورنمنٹ کے فوائد واحسانات کو لوگوں پر ظاہر کریں اور اس کی اطاعت کی فرضیت کو لوگوں کے دلوں میں جمائیں۔''[1]

1856ء کو جب ہندوستان کے آخری بادشاہ کو برطرف کیا گیا تو اس وقت یہ مرزا سیالکوٹ کی ایک کچہری میں پندرہ روپے کے عوض منشی گیری کرتا تھا، پندرہ روپے ماہوار تنخواہ پاتا تھا، اس دور میں بڑے بڑے جغادری قسم کے لوگ انگریزوں کی ''زلہ خواری'' کرتے تھے لیکن انہیں اس سے بھی بڑے غدار کی ضرورت تھی جو کہ انہیں مرزا غلام احمد قادیانی کی صورت میں میسر آ گیا جس نے انگریزوں کا بہی خواہ بننے میں سب کے ریکارڈ توڑ دیے، اس ناہنجار انسان نے اپنے ضمیر، دین، ایمان، غیرت سب کو چند ٹکوں کی خاطر فروخت کر ڈالا۔

اس نے گرگٹ کی طرح بہت رنگ بدلے، مجدد دین سے مبلغ اسلام تک پھر اس کے بعد دعوائے مہدویت ومسیحیت اور پھر بالآخر اپنے اصلی مقصود نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔

مرزا کی شراب نوشی کے حوالے سے مرزا ہی کا ایک خط اپنے کسی چہیتے کے نام ہے جس میں وہ

[1] کتاب البریہ، ص:3، بحوالہ مرزائیت اور اسلام، ص:115، از علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ۔

لکھتا ہے: ''آپ اشیائے خورد نوش خود خرید یں اور ایک بوتل ٹانک وائن کی پلومر دکان سے خرید یں مگر ٹانک وائن چاہیے اس کا لحاظ رہے''۔ [1]

مرزا نے اپنی جماعت احمدیہ 1889ء کو لدھیانہ میں قائم کی تھی، اور دعویٰ کیا کہ الہام کے ذریعہ اجازت دی گئی ہے کہ میں اپنے پیروکاروں سے بیعت لوں۔ چنانچہ اس نے 23 مارچ 1889ء کو اپنے پیروکاروں سے بیعت لینا شروع کی، پہلے روز اس بیعت میں چالیس افراد شریک تھے۔ اس میں مرزا کا قریبی دوست حکیم نور دین بھی شامل تھا جو کہ مرزا کے بعد پہلا خلیفہ بنا۔

1891ء کو مرزا نے مسیح اور مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کیا، اور اسی سال اپنی جماعت احمدیہ کا پہلا سالانہ اجتماع بھی منعقد کیا۔

مہدویت و مسیحیت کے دعوی کے بعد مرزا نے نبوت کا جھوٹا دعوی کیا، اور اس کے لیے عجیب وغریب پینترے بدلے جو کہ اس کی کتابوں میں مذکور ہیں۔

وفات

مرزا غلام احمد قادیانی 26 مئی 1908ء کو لاہور میں بیت الخلا میں واصل جہنم ہوا اور اپنے انجام کو پہنچا، مرنے سے پہلے یہ ہیضہ کی بیماری کا شکار ہوا، منہ اور مقعد دونوں جگہ سے غلاظت بہتی تھی، کثرت اسہال کی وجہ سے اس سے چل کر بیت الخلا جانا مشکل ہوگیا، اس لیے چارپائی کے پاس ہی یہ گندگی میں مشغول ہوگیا چنانچہ اس کی چارپائی کے اردگرد غلاظت کا ڈھیر لگ گیا، ایک مرتبہ خود اٹھ کر بیت الخلا جانے کی کوشش کی وہاں پہنچ کر اپنی حاجت سے فارغ ہوا کمزوری کے سبب چکر آیا تو اپنی غلاظت میں ڈھیر ہوکر اپنے برے انجام کو پہنچا اور وہیں پر ہی اس کی روح جسم سے پرواز کرگئی، بعدازاں اس کی میت کو لاہور سے قادیان لے جاکر وہاں کے مزعومہ ''بہشتی مقبرے'' میں دفن کیا گیا، جب اس کی لاش کو لاہور سے قادیان لایا جارہا تھا تو اہل لاہور نے اس کے تابوت پر کوڑے کرکٹ، غلاظت کے بھرے ٹوکرے پھینک کر اس سے اپنی نفرت کا اظہار کیا۔

---

[1] سودائے مرزا، ص:29۔ مرزائیت اور اسلام، ص:117-118، علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ۔

اس کی قبر پر ایک کتا پیشاب کر رہا تھا، جو کہ آنکھوں دیکھا واقعہ ہے جسے جناب عبدالسلام دہلوی صاحب نے بیان کیا ہے یہ قصہ انھی کے الفاظ میں پڑھیے کہتے ہیں: ''مجھے مرزائی بنانے کے لئے، قادیانیوں نے بڑا زور لگایا، ایک دن میرے دل میں خیال آیا کہ مجھے قادیان جانا چاہیے، کمر ہمت باندھی اور قادیان کے لیے روانہ ہو گیا، قادیان پہنچتے ہی مجھے مہمان خانے میں ٹھہرایا گیا، خوب خاطر مدارت کی گئی اور مرزا محمود سے میری ملاقات بھی کرائی گئی، لیکن دل مطمئن نہیں تھا، آخر دوسرے یا تیسرے روز میں بعد نماز عصر سیر کو نکلا، خیال آیا کہ کیوں نہ ان کے ''بہشتی مقبرے'' کی جہاں ان کا نام نہاد نبی مرزا غلام احمد دفن ہے، سیر کروں، میں مقبرے کی طرف چل دیا، اور جب بہشتی مقبرے میں داخل ہوا تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ وہاں تین چار کتے آپس میں کھیل کود کر رہے تھے، اور ایک کتا ایک قبر پر ٹانگ اٹھائے پیشاب کر رہا تھا، میں نے جب اس قبر کا کتبہ پڑھا تو وہ مرزا غلام احمد قادیانی کی قبر تھی، اس واقعے کو دیکھ کر میری آنکھیں کھل گئیں، اور مجھے یقین ہو گیا کہ یہ کسی نبی یا مسیح یا مہدی کی قبر نہیں ہو سکتی، بلکہ یہ کسی کذاب کی قبر ہو سکتی ہے، میں نے فوراً استغفار پڑھا اور دبے پاؤں واپس آ گیا، وہ رات میں نے قادیان میں آنکھوں میں بسر کی اور صبح اپنی جان اور ایمان بچا کر واپس آ گیا۔ [1]

مرزا کی یہ موت بھی ایک مباہلہ کے نتیجے میں ہوئی جو کہ اس نے شیخ الاسلام فاتح قادیان مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ (م: **1948**ء) کے ساتھ کیا تھا، یہ مباہلہ اس کی وفات سے ایک سال پہلے **15** اپریل **1907**ء کو ہوا تھا، جس کے بعد مرزا جھوٹا، سچے (مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ) کی زندگی میں مر گیا، اور مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ اس کے مرنے کے بعد **40** سال زندہ رہے اور قیام پاکستان کے بعد ہجرت کر کے پاکستان تشریف لائے، **1948**ء کو سرگودھا میں ان کی وفات ہوئی اور وہیں پیوندِ خاک ہوئے۔

مرزا لعین کے مرنے پر کسی نے سچ ہی کہا تھا:

لکھا تھا کاذب مرے گا پیشتر
کذب میں پکا تھا پہلے مر گیا

---

[1] تذکرہ مجاہدین ختم نبوت، ص، 301، بحوالہ ختم نبوت نمبر ''قندیل'' ضیائے حدیث، ص: 191-192، اپریل - مئی 2009ء۔

اس جھوٹے مرزا کے مرنے کے بعد اس کا پہلا خلیفہ حکیم نوردین 27 مئی کو بنا۔

② حکیم نوردین بھیروی

حکیم نوردین بھیروی 8 جنوری 1841ء کو بھیرہ ضلع شاہ پور میں پیدہوا، جواب پاکستان کے علاقہ پنجاب میں ہے، سرگودھا کہلاتا ہے۔

سات بہن بھائیوں میں یہ سب سے چھوٹا تھا، ابتدائی تعلیم اپنے بڑے بھائی اور منشی محمد قاسم سے پائی۔

1857ء میں اردو کی کچھ کتب اس نے پڑھیں، لاہور میں طب کے کچھ اسباق پڑھ کر اس سے آشنا ہوا۔

اس کے بعد اسے راولپنڈی کے ایک اسکول میں داخل کروادیا گیا جہاں سے یہ 21 سال کی عمر میں فارغ ہوا، قابلیت کی وجہ سے یہ پنڈ دادنخان میں اسکول کا ہیڈ ماسٹر بن گیا۔

اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے اس نے رامپور، مراد لکھنؤ، بھوپال کا سفر کیا جہاں اس نے مختلف لوگوں سے تعلیم حاصل کی۔ لکھنؤ میں اس نے طب کی تعلیم پائی اور بھوپال میں طبابت کی۔

1865ء میں 25 کی عمر میں حکیم نوردین نے مکہ و مدینہ کا سفر کیا اور وہاں پر بھی اس نے اسلامی علوم حاصل کیے، تعلیم مکمل کرنے کے بعد وطن واپسی کے دوران اس نے دہلی میں کچھ دن قیام کیا اس دوران بھی اس کے علم حاصل کرنے کا ذکر ملتا ہے۔

1871ء میں حکیم نوردین واپس بھیرہ واپس آیا۔ جہاں اس نے ''قرآن اور حدیث'' کی تعلیم دینے کے لیے ایک مدرسہ کھولا۔ اس کے ساتھ ساتھ طبابت بھی شروع کی جس میں خاصی شہرت پائی۔

1876ء میں مہاراجا کشمیر رنبیر سنگھ نے اسے شاہی طبیب مقرر کیا جہاں اس نے شاہی طبیب کی حیثیت سے 1892ء تک اپنی خدمات انجام دیں، 1892ء میں مہاراجہ پرتاب سنگھ نے اسے ملازمت سے برخاست کر دیا۔

قیام کشمیر کے دوران اس کا ''سرسید احمد خان'' سے بھی رابطہ رہا جس نے اس سے تورات پر کچھ لکھنے کے لیے اس کی خدمات سے فائدہ اٹھایا۔

مرزا غلام احمد سے ملاقات

قیامِ کشمیر کے وقت اس نے مرزا غلام احمد قادیانی کی کتاب ''براہین احمدیہ'' دیکھی اسے پڑھا تو اسے مصنف سے ملنے کا اشتیاق ہوا یہ شوق اسے کشمیر سے کھینچ کر مرزا کے پاس قادیان لے کر آیا، قادیان کی مسجد مبارک میں عصر کے وقت اس کی مرزا سے ملاقات ہوئی، اپنا مدعا بیان کیا کہ بیعت کرنا چاہتا ہوں تو مرزا نے جواب میں کہا کہ اسے ابھی بیعت کا ''اذن'' نہیں ہوا ہے، جب ''اذن'' ہوگا تو پہلا موقع اسے ہی دیا جائے گا، چنانچہ جب مرزا نے **23** مارچ **1889**ء میں اپنی جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی تو لدھیانہ میں بیعت لینے آغاز کر دیا سب پہلے اس حکیم نوردین نے بیعت کی پھر یہ کشمیر سے مستقل طور نقل مکانی کر کے مرزا کے پاس قادیان آبسا اور تادم مرگ یہیں ہی رہا۔

خلافت

مرزا کی وفات کے بعد **27** مئی **1908**ء کو قادیان میں موجود تمام مرزائیوں نے متفقہ طور پر اسے مرزائیت کا پہلا خلیفہ مقرر کیا۔

1914ء میں اس نے لندن میں پہلا احمدیہ مشن قائم کیا جو کہ بعد میں اس امت کے جھوٹے خلفا کا مستقل ٹھکانا بن گیا۔اسی کے دور میں احمدیہ جماعت کے متعدد پرچوں کا اجرا ہوا، قرآن مجید کے انگریزی ترجمہ!!! پر بھی کام ہوا اور قادیان میں ایک لائبریری بھی قائم کی گئی۔

وفات

13 مارچ **1914**ء کو یہ **73** سال کی عمر پا کر فوت ہوا اس کی موت بھی بڑی عبرت ناک انداز میں ہوئی، قادیان میں یہ ایک دن گھوڑے پر سوار ہو کر نکلا، گھوڑا بے قابو ہو گیا جس کے نتیجے میں یہ گھوڑے سے گرا اور اس کا پاؤں گھوڑے کے رکاب میں پھنس گیا اور گھوڑا سرپٹ دوڑتا ہوا اسے بھی ساتھ میں لے کر گھسیٹتا رہا جس سے یہ شدید زخمی ہو کر بستر پر پڑ گیا، اس کے بیماری کے ایام میں اس کی بیوی کسی اور کے ساتھ بھاگ گئی، اس کے بڑے بیٹے کو مرزا بشیر الدین نے قتل کرا دیا اور مرزا بشیر نے ''خلافت'' کے حصول

کے لیے اس کی بیٹی سے شادی بھی رچائی۔

اس کے باقی بیٹوں کو مرزا بشیر نے جماعت سے باہر نکال دیا۔ آخر وقت میں حکیم نور دین کی قوت گویائی سلب ہوگئی، بھیانک انداز میں اس کا چہرہ مسخ ہوگیا، اور اسی حالت میں یہ اپنے برے انجام کو پہنچا اور قادیان کے ''بہشتی مقبرے'' میں دفن ہوا۔[1]

حکیم نور دین کے مرنے کے بعد جماعت احمد یہ دو حصوں میں منقسم ہوگئی، ایک حصے کی سربراہی مرزا بشیر کے پاس آگئی اور دوسرے کی سربراہی محمد علی کے ہاتھ آگئی، جو کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے نام سے موسوم ہوا۔

3 مرزا بشیر الدین محمود احمد

1914ء میں حکیم نور دین کے بعد یہ مرزائیت کا دوسرا خلیفہ منتخب ہوا۔

مرزا بشیر **12** جنوری **1889**ء کو قادیان میں پیدا ہوا۔

یہ مرزا غلام احمد کا بڑا لڑکا ہے، تقسیم سے قبل قادیان میں رہائش پذیر رہا تقسیم کے بعد وہ قادیان سے لاہور منتقل ہوا وہاں سے ربوہ چلا گیا وہیں **7** نومبر **1965**ء کو **76** سال کی عمر پا کر مرا، ربوہ کے ''بہشتی مقبرے'' میں دفن ہوا۔

اخلاقی اعتبار سے یہ کیسا تھا؟ اس کے لیے جناب محمد متین خالد صاحب کی کتاب ''قادیانیت اُس بازار میں'' (ص: **14** تا **16**) کا مطالعہ کرلیا جائے جس میں ایسا واقعہ ایک سابق مرزائی کے حوالے سے مذکور ہے جو خود اس واقعہ کا عینی شاہد ہے اس لیے کہ وہ واقعہ یہاں لکھے جانے کے قابل نہیں ہے۔

مرزا بشیر کے بارے میں ایک خاندانی مرزائی اور قادیانی خلیفہ کے خاندان سے انتہائی قربت رکھنے والا نوجوان حلفاً یہ گواہی دیتا ہے:

---

[1] مرزائیت اور اسلام، از علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ، ص: 139۔ ختم نبوت نمبر ''قندیل'' ضیائے حدیث، ص: 195، اپریل، مئی 2009ء۔

''بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم أشهداأن لَا اِلٰهَ إلّا اللّٰهُ وَحْدَه لَا لاشَریک لهُ وأشهد أن محمداً عبده ورسوله

میں اقرار کرتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے نبی اور خاتم النبیین ہیں اور اسلام سچا مذہب ہے۔ میں احمدیت کو بھی برحق سمجھتا ہوں اور حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ پر ایمان رکھتا ہوں اور مسیح موعود مانتا ہوں اور اس اقرار کے بعد میں موکد بعذاب حلف اٹھاتا ہوں۔

میں اپنے علم اور مشاہدہ اور رؤیت عینی اور آنکھوں دیکھی بات کی بنا پر خدا کو حاضر ناظر جان کر اس کی پاک ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفہ ربوہ نے اپنے سامنے اپنی بیوی کے ساتھ غیر مرد سے زنا کروایا، اگر میں اس حلف میں جھوٹا ہوں تو خدا کی لعنت اور عذاب مجھ پر نازل ہو۔ میں اس بات پر مرزا کے ساتھ بالمقابل حلف اٹھانے کے لیے بھی تیار ہوں''۔ [1]

اس قصے سے ہی اس کی اخلاقی حالت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے اور اس کے بارے میں اس قسم کے بے شمار واقعات ہیں۔

مذکورہ بالا کتاب (مرزائیت اور اسلام، ص: **143** تا **157**) میں علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ نے مرزا بشیر کے ''اخلاق وکردار'' سے متعلق کافی سارے ''قادیانی امتیوں'' کی حلفیہ گواہیوں (جن کی تعداد بیس کے قریب ہیں) کو نقل کیا ہے جس سے بخوبی واضح ہوا جاتا ہے یہ کس چلن وقماش کا انسان تھا، یہ انسان ہی نہیں بلکہ انسانیت کے نام پر ''دھبہ'' تھا۔

ان سب میں یہ کردار کے اعتبار نہایت ہی گھٹیا انسان تھا، شاید ہی کسی نے اس قسم کا رذیل انسان اپنی زندگی میں دیکھا ہو۔

اس مرزا بشیر کی موت بڑے دردناک انداز میں ہوئی ہے، مرنے سے پہلے یہ عجیب وغریب مختلف درجنوں بیماریوں کا شکار رہا، فالج نے اس کی رہی سہی صحت کی کسر نکال دی۔ جب اس کی حالت زیادہ بگڑ گئی

---

[1] مرزائیت اور اسلام، از علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ ص: 141-142۔

تو اسے کمرے میں بند کر دیا گیا، کمرے ہی میں یہ قضائے حاجت کرتا اس کا کچھ حصہ کھا جاتا اور کچھ اپنے چہرے پر مل لیتا، آخری وقت میں کتے کی طرح بھونکنے لگ گیا تھا، جب یہ مرا تو اس کی موت کا اعلان بھی کافی تاخیر سے کیا گیا وجہ یہ تھی یہ کئی ماہ سے نہایا ہی نہیں تھا، اس کا جسم غلاظتوں کا ملغوبہ بن چکا تھا، مرنے کے بعد اس کا جسم رگڑ رگڑ کر دھویا گیا ناخن کاٹے گئے بدبو کو بھگانے کے لیے اعلیٰ قسم کی تیز خوشبوئیں لگائی گئیں، منہ پر چمک کو پیدا کرنے کے لیے اس کا میک اپ کیا گیا۔ [1]

مرزا بشیر پاکستان کے بننے پر خوش نہیں تھا، چنانچہ اپنے خطاب میں (جو کہ قادیانیوں کے رسالے روزنامہ ''الفضل'' میں چھپی ہے) کہتا ہے:

''میں قبل ازیں بتا چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت ہندوستان کو اکٹھا رکھنا چاہتی ہے، لیکن اگر قوموں کی غیر معمولی منافرت کی وجہ سے عارضی طور پر الگ بھی کرنا پڑے تو یہ اور بات ہے، بسا اوقات عضو ماؤف کو ڈاکٹر کاٹ دینے کا بھی مشورہ دیتے ہیں لیکن یہ خوشی سے نہیں ہوتا بلکہ مجبوری اور معذوری کے عالم میں اور صرف اسی وقت جب اس کے بغیر چارہ نہ ہو۔ اور اگر پھر یہ معلوم ہو جائے کہ اس ماؤف عضو کی جگہ نیا لگ سکتا ہے تو کون جاہل انسان اس کے لیے کوشش نہیں کرے گا۔ اس طرح ہندوستان کی تقسیم پر اگر ہم رضامند ہوئے ہیں تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے، اور پھر یہ کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح جلد متحد ہو جائے۔'' [2]

یہ ہے اس جھوٹے ''خلیفہ'' کے پاکستان کے بارے میں میں خیالات، یہ قوم کسی بھی طرح مملکت خداداد پاکستان سے خوش نہیں ہو سکتی۔

عصر حاضر کے معروف صحافی و بے باک ونڈر خطیب آغا شورش کاشمیری رحمہ اللہ نے اس انگریز کے ''تخم حرام'' کے بارے میں بڑا ہی شاندار تبصرہ کیا ہے وہ لکھتے ہیں: ''مرزا قادیانی برطانوی اغراض کا روحانی بیٹا تھا'' قادیان'' مرزائیت کی جائے پیدائش، ربوہ اعصابی مرکز، تل ابیب تربیتی کیمپ، لندن پناہ

---

[1] ختم نبوت نمبر ''قندیل'' ضیائے حدیث لاہور، ص: 193-194، اپریل، مئی، 2009ء۔

[2] قادیانی خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود کی تقریر، روزنامہ الفضل قادیان 16 مئی 1947ء صفحہ 2۔

گاہ، ماسکو استاد، اور واشنگٹن اس کا بینک ہے۔''[1]

مرزا بشیر کے مرنے کے بعد تیسرا خلیفہ مرزا ناصر احمد کا انتخاب ہوا۔

(4) مرزا ناصر احمد

تیسرا خلیفہ مرزا ناصر احمد کا **1965**ء میں انتخاب ہوا، یہ **16** نومبر **1909**ء کو قادیان میں پید ہوا، یہ مرزا بشیر کا بیٹا اور مرزا غلام احمد قادیانی کا پوتا تھا، اس کی ماں کا نام محمودہ تھا۔

اسی کے دور میں قومی اسمبلی میں ستمبر **1974**ء کو طویل مباحثہ کے بعد آئینی طور پر قادیانیوں کو کافر قرار دیدیا گیا، یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے قومی اسمبلی میں مرزا ناصر اور اس وقت کے اٹارنی جنرل یحییٰ بختیار مرحوم کے مابین ہونے والے مباحثہ کا خلاصہ جو مکالمہ کی شکل میں ہے (اگر چہ کچھ طویل ہے) قارئین کے سامنے رکھا جائے جسے معروف کالم نگار جناب آصف محمود صاحب نے دلیل ڈاٹ کام پر تحریر کیا ہے تا کہ محترم قارئین پر اس کذاب اور اس کے پیشرؤوں کا دجل واضح ہوجائے اور عام مسلمانوں کے بارے میں ان کے عقائد واضح ہوجائیں، جناب آصف محمود صاحب لکھتے ہیں:

''کیا آپ کو معلوم ہے کہ قادیانیوں کا معاملہ جب پارلیمان کے سامنے آیا تو وہاں کیا گفتگو ہوئی؟

میں ایک خلاصہ آپ کے سامنے رکھ دیتا ہوں۔ یاد رہے کہ یہ صرف اس گفتگو کا خلاصہ ہے جو نقل کفر کفر نہ باشد کے طور پر بیان کر رہا ہوں۔ مرزا ناصر نے وہاں جو کچھ کہا اس کو مکمل بیان کرنا میرے لیے ممکن ہی نہیں۔ خدا کی پناہ۔ اسی لیے اٹارنی جنرل نے اس کارروائی کو خفیہ قرار دے دیا کہ یہ گفتگو اگر سامنے آگئی تو ملک میں طوفان کھڑا ہوجائے گا۔

اس کارروائی کے دوران مرزا ناصر نے تسلیم کیا کہ ان کے نزدیک ہر وہ شخص کافر ہے جو مرزا غلام احمد کی نبوت کو نہیں مانتا۔ اٹارنی جنرل نے پوچھا کیا مرزا کی نبوت کا منکر کافر ہے۔ جواب آیا: ''منکر کو کیسے کہیں کہ وہ مانتا ہے''۔ مرزا نے بات گھمانے کی کوشش کی تو اٹارنی جنرل نے بہ صرار سوال کیا کیا مرزا کا منکر کافر ہے۔ جواب آیا: ''جی کافر، گنہ گار اور قابل مواخذہ''۔

---

[1] ہفت روزہ چٹان، اپریل 1974ء۔

اٹارنی جنرل نے کلمۃ الفصل کا حوالہ دے کر سوال کیا کہ کیا آپ کا یہی عقیدہ ہے کہ بھلے کوئی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مانتا ہو لیکن مرزا کو نہیں مانتا تو کافر ہے۔ جواب آیا جی ہاں کافر ہے۔

اٹارنی جنرل نے مرزا محمود کی انوار خلافت کا حوالہ دے کر پوچھا کہ کیا یہی آپ کا عقیدہ ہے کہ غیر احمدی کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ جواب آیا جی ہاں۔ اٹارنی جنرل نے پھر پوچھا، یعنی احمدیوں کے علاوہ سب کافر، جواب آیا جی ہاں دائرہ اسلام سے خارج۔

سوال پوچھا گیا کیا آپ غیر احمدیوں کا جنازہ پڑھتے ہیں۔ جواب آیا نہیں۔ سوال ہوا کیا غیر احمدی بچے کا جنازہ بھی نہیں پڑھتے۔ جواب آیا نہیں۔

اٹارنی جنرل نے کہا کیا یہ درست ہے کہ انوار خلافت میں آپ کے والد نے صفحہ 93 پر لکھا ہے کہ لوگ پوچھتے ہیں غیر احمدیوں کے بچے کی نماز جنازہ کیوں نہیں پڑھی جا سکتی؟ تو میں کہتا ہوں پھر ہندوؤں اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا جاتا۔ مرزا ناصر نے اس کی تائید کی۔

سوال کیا گیا قائد اعظم کی نماز جنازہ قادیانی وزیر نے کیوں نہ پڑھی۔ جواب آیا قائد اعظم کے سامنے بدایونی نے ہمارے خلاف فتوی دیا اور وہ خاموش رہے۔

اٹارنی جنرل نے کہا ہم قائد اعظم کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ جواب آیا آپ سمجھتے ہوں گے۔

سوال ہوا تم نے کبھی کسی امام کے پیچھے کسی غیر احمدی کا جنازہ پڑھا۔ جواب آیا معلوم نہیں۔

سوال ہوا کیا مرزا بشیر نے کہا کہ غیر احمدیوں سے رشتہ حرام ہے۔ جواب آیا جی ہاں۔

سوال ہوا نائجیریا میں آپ نے کلمہ لکھا ہوا ہے جس میں محمد کی جگہ احمد لکھا ہے۔ جواب آیا غلط فہمی ہوئی ہے۔

سوال ہوا اگر اسمبلی یہ کہہ دے کہ قادیانی دائرہ اسلام سے خارج ہیں تو آپ کو اعتراض نہ ہوگا۔ جواب آیا نہ ہوگا، مگر یہ وضاحت کر دیں کہ ہم دائرہ اسلام سے خارج ہو کر بھی ملت اسلامیہ کا حصہ ہوں گے

سوال ہوا کسی کو آپ نے کافر کہا اور کسی نے آپ کو کافر کہا، کیا اسمبلی غور کر سکتی ہے کہ آپ کی بات درست ہے کہ نہیں۔ جواب آیا کر سکتی ہے۔

سوال ہوا روحانی خزائن اور اربعین میں مرزا نے لکھا ہے کہ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی، میں شریعت والا نبی ہوں۔ جواب آیا جی وہ تو میں نے دیکھا ہے۔

سوال ہوا آپ لوگوں کا عقیدہ ہے کہ مرزا غلام احمد کی فضیلت (نعوذ باللہ) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر ہے، اس فضیلت کے اشعار مرزا کو سنائے گئے۔ اس نے کہا جزاک اللہ۔ جواب آیا ثبوت کیا ہے؟ غلام غوث ہزاروی صاحب نے البدر کا شمارہ پیش کر دیا۔ مرزا ناصر خاموش ہو گیا۔

سوال ہوا جس نے مرزا کو دیکھا نہیں، نام نہیں سنا، اگر وہ مرزا کو نبی نہ مانے تو کیا وہ بھی کافر۔ جواب آیا محدود معنوں میں وہ بھی کافر۔

اٹارنی جنرل نے کہا مرزا نے روحانی خزائن میں صفحہ ایک سو تین جلد تیرہ میں لکھا کہ میں خود خدا ہوں۔ جواب آیا یہ تو کشف ہے۔

سوال ہوا سارے غیر احمدی جن پر اتمام حجت ہو چکا ہے، کافر ہیں۔ جواب آیا کہہ تو دیا ہے اور کتنی دفعہ کہلوائیں گے۔

مرزا نے دوران سماعت دعوی کیا چودہ سو سالوں میں سینکڑوں انبیاء آئے۔ اٹارنی جنرل نے کہا وہ کون کون سے تو جواب آیا مجھے کیا معلوم۔

اٹارنی جنرل نے کہا کہ مرزا محمود انوار خلافت میں صفحہ 62 پر لکھتے ہیں، ''میری گردن کے دونوں طرف تلوار رکھ دی جائے اور مجھے کہا جائے کہ تم یہ کہو کہ آنحضرت کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو میں اسے کہوں گا تو جھوٹا ہے کذاب ہے۔ آپ کے بعد نبی آ سکتے ہیں اور ضرور آ سکتے ہیں'' تو مرزا ناصر نے کہا حوالے درست ہیں، یہ امکان کی بات ہے۔

اٹارنی جنرل یحییٰ بختیار صاحب نے سوال کیا کہ مرزا بشیر نے 25 اکتوبر 1920ء کے الفضل میں لکھا کہ مسلمانوں یعنی غیر احمدیوں سے رشتہ حرام ہے۔ مرزا ناصر نے جواب دیا کہ جو چیز فساد پیدا کرتی ہے، وہ ناجائز اور حرام ہے۔

اٹارنی جنرل نے مزید وضاحت کے لیے سوال کیا کہ مسلمانوں سے رشتہ باعث فساد ناجائز اور حرام ہے؟ جواب آیا جی بالکل۔

سوال ہوا جو مرزا کو نہیں مانتا؟ جواب آیا وہ اللہ رسول کو نہیں مانتا۔ سوال ہوا جو اللہ رسول کو نہیں مانتا؟

جواب آیا وہ ملت اسلامیہ سے خارج، دائرہ اسلام سے خارج ہے، مسلمان نہیں ہے۔سوال ہوا خدا اور رسول کا منکر کافر تو اس کا مطلب ہوا مرزا کا منکر بھی کافر؟ جواب ملا جی بالکل مرزا کا منکر بھی ایسے ہے۔

اس پر شرکاء نے قہقہہ لگایا تو مرزا ناصر نے کہا آپ کیوں قہقہے لگاتے ہیں، میں نے بتا دیا کہ ایسے ہے۔

سوال ہوا کلمۃ الفصل میں صفحہ 110 پر لکھا ہے کہ ہر وہ شخص جو موسی علیہ السلام کو مانتا ہے لیکن عیسی علیہ السلام کو نہیں مانتا۔ یا عیسی علیہ السلام کو مانتا ہے لیکن محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں مانتا۔ یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مانتا ہے لیکن مرزا کو نہیں مانتا، وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔تو کیا سارے کے سارے غیر احمدی کافر ہیں۔ جواب آیا جی ہاں! جن پر اتمام حجت ہو چکا ہے اور نہیں مانے، وہ کافر ہیں۔

یحیٰی بختیار نے پھر یہی سوال کیا کہ کیا سارے غیر احمدی جن پر اتمام حجت ہو چکا ہے، کافر ہیں تو جواب آیا کہہ تو دیا ہے کتنی دفعہ کہلوائیں گے۔

سوال ہوا کہ مرزا نے اپنی کتاب ایک غلطی کا ازالہ میں صفحہ 6 پر لکھا ''میں بیت اللہ میں کھڑے ہو کر قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ پاک وحی جو میرے اوپر نازل ہوتی ہے، وہ اسی خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسی علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنا کلام نازل کیا تھا''۔ جواب آیا عبارت کی تصدیق کرتا ہوں، یہ صحیح ہے۔

یحیٰی بختیار نے سوال کیا کہ کیا یہ درست ہے کہ مسلمانوں کے بارہ مہینوں یعنی محرم، صفر، ربیع الاول وغیرہ کی طرح آپ نے اپنے الگ مہینے بھی قائم کیے ہوئے ہیں (جو یہ ہیں: صلح، تبلیغ، امان، شہادت، ہجرت، احسان، وفا، ظہور، تبوک، اخاء، نبوت، اور فتح) تو مرزا ناصر نے جواب دیا کہ افغانستان میں ایک کیلنڈر رائج ہے تو ہمارا بھی دل چاہا کہ ایک کیلنڈر شروع کریں تو ان مہینوں کے نام رکھ دیے، ورنہ ہمارا علیحدہ کوئی کیلنڈر نہیں۔

سوال ہوا کیا مرزا کا کلام قرآن مجید کی طرح اللہ کا کلام ہے۔ جواب آیا دونوں کا سرچشمہ ایک ہے۔ اٹارنی جنرل نے پوچھا کیا دونوں کا لیول (سطح) بھی ایک ہے؟ جواب آیا ہاں ایک ہے۔

اٹارنی جنرل نے پوچھا مرزا محمود نے الفضل 25 اپریل 1915ء میں لکھا ہے کہ حدیث تو بیس راویوں کے پھیر سے ہمیں ملی، جبکہ الہام براہ راست ملا تو الہام مقدم ہے۔ مرزا کے منہ سے ہم نے جو باتیں سنیں، وہ

احادیث وروایات سے زیادہ معتبر ہیں۔

مرزا ناصر نے کہا یہاں جو گھنڈی ہے وہ دیکھیں۔ یہاں راویوں کی بات آجاتی ہے۔تو کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ احادیث تو بیسیوں راویوں کے پھیر سے ملیں اور الہام مرزا صاحب کو براہ راست ملے، اس لیے مرزا صاحب کے الہام احادیث سے مقدم ہیں، جواب ملا جی ہاں۔

اٹارنی جنرل نے اب کے سوال کیا کہ مرزا صاحب! حدیث خواہ وہ سو گنا بھی صحیح ہو۔امام بخاری کی ہو یا کسی اور کی، وہ مرزا کے کلام سے اوپر نہیں۔مرزا غلام احمد کا کلام احادیث پر مقدم ہے۔اس پر مرزا ناصر بولے کہ یہ مطلب تو آٹھویں کا بچہ بھی نہیں لے سکتا۔حالانکہ وہ یہ بات پہلے تسلیم کر چکے تھے۔

اس پر اٹارنی جنرل نے کہا کہ میں بے وقوف ہوں، موٹے دماغ کا ہوں، مگر آپ سے عرض کر رہا ہوں کہ آپ کے عقائد سے یہی نتیجہ نکلتا ہے۔

سوال ہوا کہ احمدیت اور سچا اسلام کے صفحہ 10 پر لکھا ہے ''ہمارا ایمان ہے کہ جیسا ماضی میں ہوتا رہا ہے، مستقبل میں بھی نبیوں کی جانشینی جاری رہے گی، کیونکہ سلسلہ نبوت کے مستقل اختتام کو عقل رد کرتی ہے یعنی تسلیم نہیں کرتی''۔مرزا ناصر نے اس کی تردید یا تائید نہیں کی بلکہ یہ کہہ کر ٹال دیا کہ دیکھ کر بتاؤں گا۔

اس پر آگے جا کر اٹارنی جنرل نے انہیں یاد دلایا کہ جب مرزا غلام احمد کہتے ہیں کہ نبوت میں ایک کھڑکی کھلی ہے تو آپ ہی کی جماعت کے آٹھ نو آدمیوں نے مرزا کی دیکھا دیکھی نبوت کا دعویٰ کر دیا جن میں ایک چراغ دین جمونی بھی ہے۔

اگلا سوال تھا مرزا غلام احمد کو کس کس زبان میں وحی آتی رہی۔جواب آیا عربی، اردو، بعض دفعہ انگلش، پنجابی، فارسی۔

سوال ہوا مرزا غلام احمد نے کہا ہے (بحوالہ تحفہ گولڑویہ ص 67۔روحانی خزائن صفحہ 153۔ج 21) کہ حضور نبی رحمت ﷺ کے معجزات تین ہزار اور مرزا کے معجزات کئی لاکھ ہیں (نعوذ باللہ)۔جواب آیا مرزا صاحب کے معجزات بھی تو حضور ہی کے ہوتے۔

اس پر اٹارنی جنرل نے کہا کہ آپ لوگوں کے نزدیک مرزا قادیانی اور حضور علیہ السلام میں کوئی فرق

نہیں۔یہی وہ نکتہ ہے جس پر پوری امت محمدیہ آپ لوگوں سے نالاں ہے کہ نعوذ باللہ آپ لوگوں نے مرزا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم پلہ بنا دیا۔

اگلا سوال تھا جنہوں نے مرزا کو دیکھا کیا آپ ان کو صحابی سمجھتے ہیں۔مرزا ناصر نے کہا ایک رنگ میں وہ بھی صحابی ہیں۔

یہاں مولانا ظفر انصاری بولے اور بتایا کہ مرزا نے اپنی کتاب (''خطبہ الہامیہ'' مندرجہ روحانی خزائن ص259.258 ج16) میں لکھا ہے کہ ''من دخل فی جماعتی دخل فی اصحاب سید المرسلین''۔کہ جو میری جماعت میں داخل ہوا وہ سید المرسلین کے صحابہ میں شامل ہو گیا۔اس کے جواب میں مرزا ناصر نے کہا جو کچھ ملا، وہ حضور کا فیض تھا۔

مولانا انصاری نے ترجمے کی وضاحت کرتے ہوئے کہا ''جو میری جماعت میں داخل ہو گیا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کی جماعت میں داخل ہو گیا''۔تو مرزا ناصر نے کہا کہ ٹھیک ہے، ہم انہیں بھی صحابی مانتے ہیں جنہوں نے مرزا صاحب کا فیض پایا۔

مولانا انصاری نے سوال کیا آپ کے ہاں ام المؤمنین کسے کہا جاتا ہے۔جواب آیا ہمارے ہاں جو ازواج مطہرات کی خادمہ ہیں اور مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کے ماننے والوں کی ماں ہیں۔

سوال ہوا کیا مسجد اقصیٰ جہاں سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج پر لے جایا گیا، یہ قادیان کی کسی مسجد کا نام ہے جواب آیا مسجد اقصیٰ قادیان میں بھی ہے۔

مولانا انصاری نے درثمین اردو صفحہ 54 سے یہ شعر پڑھا:

''یہ پانچوں جو کہ نسل سیدہ ہیں
یہی ہیں پنج تن جس پر بنا ہے''

شعر سنا کر انہوں نے مرزا ناصر نے سوال کیا کہ آپ کے نزدیک پنج تن سے کیا مراد ہے۔جواب آیا یہ وہ افراد ہیں جن کے بارے میں مرزا غلام احمد کو الہام ہوا تھا کہ ان کی نسل اور ان کے خاندان کی نسل آئندہ ان پانچ افراد سے چلے گی۔

مولانا انصاری نے سوال کیا کہ قرآن پاک میں بیت اللہ شریف کے لیے کہا گیا ہے ﴿وَمَن دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا﴾۔ یہ آیت تو مسجد حرام کے لیے ہے جبکہ مرزا نے یہی آیت قادیان کی اپنی عبادت گاہ کے لیے قرار دی ہوئی ہے۔ جواب آیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف مکہ مکرمہ کے لیے نہیں تھے۔

مولانا نے سوال کیا کہ مرزا نے آئینہ کمالات مندرجہ روحانی خزائن ج **5** صفحہ **352** پر لکھا ہے کہ قادیان میں حاضری نفلی حج سے زیادہ ثواب ہے۔ جواب آیا فرض حج کے بعد نفلی حج ہوتا ہے۔ احمدیوں کو ایسا کرنا چاہیے۔ قادیان آنا چاہیے۔ اچھی بات ہے۔

آ کر اللہ رسول کی باتیں سنے گا۔ ویسے مولانا مودودی نے بھی کہا ہے کہ حج کے کچھ فوائد حاصل نہیں ہو رہے۔

اس پر اٹارنی جنرل نے کہا کہ کیا مودودی صاحب نے یہ بھی کہا کہ حج کے فوائد حاصل نہیں ہو رہے تو مکہ جانے کے بجائے اب منصورہ آ جاؤ، وہاں حاجی ہو جاؤ۔ مرزا محمود تو کہتے ہیں یہاں قادیان میں سالانہ جلسہ حج کی طرح ہوگا۔"

یہ ایک طویل روداد ہے جو کالم کی تنگنائے میں نہیں سموئی جا سکتی۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ریاست نے جو فیصلہ کیا وہ کھڑے کھڑے نہیں کر دیا۔ ان کو سن کر کیا اور اسی بات کا اظہار بھٹو صاحب نے اپنی تقریر میں بھی کیا کہ مجھے سیاسی شہرت مقصود ہوتی تو میں کھڑے کھڑے یہ فیصلہ کر دیتا لیکن ہم نے یہ فیصلہ اسلامی اور جمہوری اصولوں کے تحت کیا۔

قادیانیوں کے حقوق کے حوالے سے بھی بات بہت واضح ہے۔ ان کو غیر مسلم قرار دینے کی جو قرارداد اسمبلی میں پیش کی گئی، خود اس میں ان کے حقوق کے تحفظ کی بات موجود ہے۔ اس کا آخری پیراگراف پڑھ لیجیے، اس میں لکھا ہے:

"اب اس اسمبلی کو یہ اعلان کرنے کی کارروائی کرنی چاہیے کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار انہیں چاہے کوئی بھی نام دیا جائے، مسلمان نہیں، اور یہ کہ قومی اسمبلی میں ایک سرکاری بل پیش کیا جائے تا کہ اس اعلان کو مؤثر بنانے کے لیے اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کی ایک غیر مسلم اقلیت کے طور پر ان کے جائز حقوق و مفادات کے تحفظ کے لیے احکام وضع کرنے کی خاطر آئین میں مناسب اور ضروری ترمیمات کی جائیں"

ان کے حقوق کی بات اٹارنی جنرل نے بھی کی اور خود بھٹو صاحب نے بھی۔ اقلیتوں کے حقوق کی بات دستور پاکستان میں بھی کی گئی ہے۔

خلط مبحث سے اجتناب کرنا چاہیے۔ قادیانیوں پر کہیں ظلم ہوتا ہے تو اس کی مذمت ہونی چاہیے اور کھل کر ہونی چاہیے۔ ان کے حقوق کہیں پامال ہوتے ہیں تو ریاست کا فرض ہے ان کی دادرسی کرے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہمدردی میں انہیں مسلمان تسلیم کرلیا جائے۔ اسی طرح وہ غیر مسلم ہیں اس میں کوئی شک نہیں، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان کے حقوق سلب ہو گئے۔ انہیں وہ تمام حقوق حاصل ہیں جو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اقلیتوں کے لیے طے کر رکھے ہیں۔

اگر وہ خود کو غیر مسلم مان لیں تو ان حقوق کی دستیابی کا معاملہ مزید آسان ہوسکتا ہے۔ مسلمانوں کا مسئلہ سمجھیے۔ ایک صاحب کے پیچھے نماز تک پڑھ لینے کے بعد اگر اسے معلوم ہو کہ وہ تو مسلمان نہیں قادیانی تھا تو پھر معاملہ کچھ اور ہو جاتا ہے۔ مسلمانوں پر جبراً یہ مسلط نہیں کیا جا سکتا کہ وہ ختم نبوت کے منکرین کو مسلمان تسلیم کرلیں۔ قادیانی بطور اقلیت دستور میں طے کردہ حدود و قیود کو تسلیم کرلیں تو معاملہ بہت آسان ہو جائے۔ بصورت دیگر یہ بات تو طے ہے کہ اسلام پر قادیانیوں کا دعوی ناقص ہے جسے قبول نہیں کیا جا سکتا۔ نہ کل قبول کیا گیا نہ آج قبول کیا جائے گا اور نہ ہی آئندہ اس کی گنجائش ہوگی۔"[1]

وفات

مرزا ناصر **29** جون **1982**ء کو **72** سال کی عمر پا کر اپنے انجام کو پہنچا۔

5 مرزا طاہر احمد

مرزا طاہر کا **1982**ء میں انتخاب ہوا، مرزا ناصر کی وفات کے اگلے روز یہ **30** جون **1982**ء یہ خلیفہ بنا۔ یہ مرزا بشیر کے ہاں قادیان میں **18** دسمبر **1928**ء کو پیدا ہوا۔ اس کی ماں کا نام مریم بیگم تھا جو کہ اسی کی نسبت سے ام طاہر کی کنیت مشہور ہوئی۔ ابتدائی تعلیم کے بعد گریجویشن کیا اس کے بعد قادیان کے جامعہ احمدیہ میں تعلیم حاصل کی اور "شاہد" کی سند حاصل کی۔ اس کے بعد یہ لندن چلا گیا جہاں اس نے مزید تعلیم

[1] مذکورہ بالا مضمون دلیل ڈاٹ کام پر موجود ہے، اس کا لنک یہ ہے :https//:daleel.pk/2018/09/07/84619

پائی۔اکتوبر 1958ء کو یہ اپنی جماعت کے ''اوقاف'' کا سربراہ بنا۔

1960ء سے 1969ء تک یہ مجلس خدام الاسلام کا نائب صدر بعدازاں صدر بنا۔

1979ء سے 1982ء یہ مجلس انصاراللہ کا کا سربراہ رہا۔

اپنے پیشروؤں کی طرح گرتے پڑتے اٹھتے بیٹھے لیٹتے روتے مرزا طاہراحمد کی بھی بڑی مشکل سے جان نکلی جب اس کے امتیوں کو اس کا چہرہ دکھانے کے لیے اس کی لاش کو باہر لایا گیا تو چہرہ سیاہ ہوگیا اور لاش سے اچانک تعفن اٹھنے لگا اور اس کے امتیوں کو فوراً کمرے سے باہر نکال دیا گیا اور لاش بند کر کے تدفین کے لیے روانہ کردی گئی۔لوگوں نے ان مناظر کا مشاہدہ براہِ راست قادیانی ٹی وی پر کیا۔

مرزا طاہر آمرانہ طبیعت کا مالک تھا اس کی اس آمرانہ طبیعت نے مرزائیت کو دنیا بھر میں ذلیل کروایا،اس کے ''دورخلافت'' میں لڑکیوں کی عزت محفوظ نہ تھی اپنے پیشروؤں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اس نے بھی حیاسوز حرکتیں کیں۔

مرزا طاہر نے اپنی عمر کے آخری چند سالوں میں اس دیدہ دلیری سے جھوٹ بولے کہ کراماً کاتبین بھی ان کے جھوٹ لکھتے ہوئے حیران ہوتے ہوں گے وہ جھوٹ کی انتہا پر پہنچتے ہوئے ایک روز بیس کروڑ احمدیوں کی جماعت کا خلیفہ ہونے کا دعویٰ کر بیٹھا۔

اس کے ذہنی توازن کا یہ حال تھا کہ امامت کے دوران عجیب وغریب حرکتیں کرتا رہتا۔کبھی باوضو نماز پڑھاتا تو کبھی بے وضو ہی نماز پڑھا دیتا۔رکوع کی جگہ سجدہ اور سجدہ کی جگہ رکوع۔کبھی دوران نماز ہی یہ کہتے ہوئے گھر کو چل دیتا کہ ٹھہرو! میں ابھی وضو کر کے آتا ہوں۔

یہ اپنے آپ کو ہومیوپیتھک ڈاکٹر کہلوانے کا شوقین بھی تھا بلکہ اس کی خواہش تھی کہ قادیانی عورتیں صرف ''احمدی'' لڑکے پیدا کریں،اس کے لیے یہ قادیانیوں کو ''نر'' نسل کو پیدا کرنے کی گولیاں دیتا تھا، لیکن یہ ''نر'' نسل پیدا کرنے کی گولیاں بانٹنے والے جھوٹے خلیفہ کے گھر بیٹا نہ ہوا اس کے ہاں تین بیٹیاں پیدا ہوئیں،اور ایک بیٹی کی شادی کی اور حق مہر دس رکھوایا پھر بھی اسے طلاق سے نہ بچا سکا۔[1]

---

[1] مزید تفصیلات کے لیے درج ذیل لنکس کا ملاحظہ کیا جائے:

https//:www.urduweb.org/mehfil/threads-/۴۹۰۰۵.قادیانی-خلیفوں-کا-عبرتناک-انجام

مرزا طاہر پاکستان کے بارے میں ہرزہ سرائی کرتے ہوئے لندن کی ایک کانفرنس میں کہتا ہے: ''اللہ تعالیٰ پاکستان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ اس ملک کو تباہ کر دے گا۔ آپ بے فکر رہیں۔ چند دنوں میں آپ خوشخبری سنیں گے کہ یہ ملک صفحہ ہستی سے نیست و نابود ہو گیا ہے۔''[1]

وفات

مرزا طاہر **19** اپریل **2003**ء کو لندن میں اپنے سابقہ ''جھوٹے خلفا'' کی مانند اپنے انجام بد کو پہنچا۔

6 مرزا مسرور احمد

پانچواں خلیفہ مرزا مسرور احمد کا **2003**ء میں انتخاب ہوا۔

یہ **15** دسمبر **1950**ء کو ربوہ میں پیدا ہوا، یہ مرزا غلام احمد کا پڑپوتا، مرزا شریف احمد کا پوتا ہے، اس کے باپ کا نام مرزا منصور احمد ہے، ماں کا نام ناصرہ بیگم تھا۔ یہ اپنے بھائیوں میں سب سے چھوٹا ہے۔

تعلیم: مرزا مسرور نے تعلیم الاسلام ربوہ سے میٹرک کرنے کے بعد تعلیم الاسلام کالج ربوہ سے بی اے کیا، **1976**ء میں زرعی یونی ورسٹی فیصل آباد سے ایم ایس سی کی ڈگری زرعی اقتصادیات میں حاصل کی۔

اس کی شادی **31** جنوری **1977**ء کو امۃ السبوح بیگم سے ہوئی جس سے ایک بیٹی ایک بیٹا مرزا وقاص احمد ہے۔

یہ بھی اپنے پیشرؤوں کی طرح اخلاقی اعتبار سے نہایت گھٹیا آدمی ہے، اگر اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت نہ ملی تو کچھ بعید نہیں کہ اس کا حال بھی اسی طرح کا ہو جو اس سے پہلوں کا ہوا ہے۔

قادیانیت کی خباثتوں مکاریوں کے حوالے سے کچھ کے نام ذیل میں دیے جاتے ہیں ان کا مطالعہ نہایت مفید رہے گا، ان کتب میں ان کے چہروں سے نقاب کشائی کی گئی ہے، اور ان کے جھوٹے مکار نبی اور اس کے خلفا کے احوال کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے جو کہ نہایت دلفگار، شرمناک حیا سوز ہیں۔ وہ کتب یہ ہیں: ''قادیانیت اُس بازار میں''۔ ''ربوہ و قادیان جو ہم نے دیکھا''۔ ''ثبوت حاضر ہیں''۔ ''فتنۂ قادیانیت کے خلاف عدالتی فیصلے''۔ ''غدارِ پاکستان''۔

---

[1] ہفت روزہ چٹان 16 اگست 1984ء جلد 39 شمارہ 31۔

یہ کتب معروف قلم کار محترم جناب محمد متین خالد صاحب کی ہیں جنھوں نے اس فتنہ کی بیخ کنی اس حوالے سے اور بھی کتب تحریر کی ہیں۔

آغا شورش کاشمیری مرحوم کی کتاب ''عجمی اسرائیل''اور''تحریک ختم نبوت'' بھی مفید ہے۔

دیگر تمام مکتب فکر کے علماء نے بھی ہر اعتبار سے اس فتنہ کی سرکوبی کے لیے اپنی کاوشیں قلم کی صورت میں پیش کی ہیں،ان ساری کاوشوں کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ''احتساب قادیانیت'' کے نام سے ساٹھ جلدوں میں جمع کر کے شائع کیا ہے جو کہ نہایت ہی مفید عمل ہے۔اس کے ساتھ ساتھ جماعت اہل حدیث کے نامور مبلغ مولانا عبداللہ گورداسپوری رحمہ اللہ کے فرزند ارجمند محترم جناب ڈاکٹر بہاؤالدین صاحب حفظہ اللہ (حال مقیم برطانیہ) نے بھی ''76 جلدوں پر مشتمل ''تحریک ختم نبوت انسائیکلو پیڈیا'' کے نام سے علمائے اہل حدیث کی علمی کاوشوں کو یکجا کرنے کا عمل شروع کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ان تمام کاوشوں کوششوں کو قبول فرمائے اور اس امت کو قادیانیت کے دجالی فتنے سے اپنی عافیت میں رکھے،آمین۔

پیشوائے قادیانیت مرزا غلام قادیانی

انسانی تاریخ کا ایک مکروہ چہرہ

حماد امین چاؤلہ [1]

بسم الله والحمدُ لله والصلوٰۃوالسلام علیٰ خاتَمِ الأنبیاء محمّد رسول الله وعلیٰ آلہ و صحبہ و أزواجہ ومن والاہ وبعد !

یہ مضمون جو ننگِ انسانیت وشرافت، پیکرِ رزالت وقباحت، لائقِ نفرت وحقارت، مرزا غلام احمد قادیانی (1839-1908م) سے متعلق ہے کہ جس نے نبوّت کا دعویٰ کیااور اُن لوگوں کی فہرست میں جا شامل ہوا جنہیں احادیثِ مبارکہ میں کذاب و دجّال قرار دیا گیااور امّت کو اُن سے خبردار بھی کیا گیا۔ مرزا کے حوالہ سے اب تک بڑی تفصیل کے ساتھ لکھا جاچکا ہے، چونکہ البیان کی یہ اشاعتِ خاص ختمِ نبوّت کے تعلق سے ہے لہٰذا ضروری تھا کہ اس میں بھی دورِ حاضر میں اور بالخصوص برِّ صغیر میں ختمِ نبوّت کے سب سے بڑے ڈاکو کے بارے میں کچھ معلومات آپ کو مہیا کر دی جائیں تاکہ آپ یہ جان اور سمجھ سکیں کہ قادیانیت کی عمارت جس کی بنیاد جس شخصیت پر قائم ہے اس کے دعوائے نبوّت کی حقیقت کیا ہے، کیوں اور کیسے اُس نے یہ دعویٰ کیا؟ اور خصائصِ نبوّت تو بہت ہی دور، دنیا میں ایک عام اچھا انسان ہونے کا جو مسلّمہ معیار ہے اُس معیار پر مرزا کتنا پورا اترتا ہے۔

---

[1] ریسرچ اسکالر المدینہ اسلامک ریسرچ سینٹر کراچی

ختمِ نبوّت پر ایمان اور قادیانیت

ختمِ نبوّت پر ایمان اور قادیانیت کے تعلق سے لوگوں کو کچھ بنیادی حصّوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

1 پہلے وہ عام وخاص مسلمان جو نا صرف ختمِ نبوّت پر مکمل ایمان رکھتے ہیں بلکہ اس مسئلہ میں ہر پہلو سے بڑی حسّاسیت رکھتے ہیں۔

2 دوسرے پہلے کی ضد ہیں اور اہلِ ایمان واسلام کے بالکل مدِّ مقابل قادیانی، مرزائی، احمدی وغیرہ جو مرزا غلام قادیانی کو سچّا نبی سمجھتے و مانتے ہیں اور اُس کے دعوؤں پر ایمان رکھتے ہیں۔

3 تیسرے وہ کلمہ گو جو اس مسئلہ کو ایک عام سے غیر ضروری مسئلہ کی حیثیت سے دیکھتے ہیں، لہٰذا وہ قادیانیوں کو دیگر مسلمان فرقوں کی طرح دیکھتے ہیں اور اسی بنا پر وہ قادیانیوں کو وہ تمام حقوق وعزّت دیے جانے کے قائل وداعی ہیں جو مسلمانوں کے کسی بھی دوسرے فرقہ کو حاصل ہیں۔

4 چوتھے وہ جو قادیانوں میں اٹھتے بیٹھتے ہیں یا کسی بھی وجہ سے اُن سے میل ملاپ رکھتے ہیں، یا کسی دنیاوی فیلڈ میں اُن میں سے کسی کی مہارت سے متاثر ہیں، لہٰذا اس معاملہ میں شبہات میں بھی مبتلا ہو جاتے ہیں، اور بعض تو قادیانیت کی طرف مائل بھی ہو جاتے ہیں۔

اگر زیرِ نظر مضمون کو غیر جانبدار ہو کر اخلاص اور طلب ومعرفتِ حق کی نیت سے پڑھا جائے تو بالعموم مذکورہ تمام لوگ اور بالخصوص آخر الذکر دونوں قسم کے لوگ باذن اللہ راہِ حق کو پا سکتے ہیں، اُن کے شبہات کا ازالہ بھی ہوسکتا ہے اور انہیں مرزا قادیانی وقادیانیت کی حقیقت بھی مکمل سمجھ آسکتی ہے اور پھر وہ یہ بھی اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں کہ کیوں مسلمان ختمِ نبوّت کے تعلق سے اس قدر حسّاس ہیں؟ اسی طرح یہاں یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ مرزا کے تخاطب کے لیے جو اسلوب ہم نے اختیار کیا اُس کی وجہ بھی یہی حسّاسیت ہے اور جیسا کہ عرض کیا گیا کہ اگر غیر جانبداری سے مکمل مضمون پڑھا جائے اور مرزا کی زندگی کو پڑھا جائے تو اس حسّاسیت کا بھرپور اندازہ کیا جاسکتا ہے بلکہ یہ یقین سے کہا جاسکتا ہے کہ ہر اہلِ ایمان کا ایمان اُسے اس معاملہ میں نہایت حسّاس بنا دیتا ہے۔

پہلے تمہیداً عقیدہ ختمِ نبوّت کے تعلق سے کچھ بنیادی باتیں ذہن نشین کر لینی چاہییں:

عقیدہ ختمِ نبوّت

دینِ اسلام جن عظیم بنیادوں پر استوار ہے ان میں ایک اہم ترین بنیاد ''عقیدہ ختمِ نبوّت'' ہے۔ پہلی صدی ہجری سے لے کر آج تک ہر زمانے، اور پوری دنیائے اسلام میں ہر ملک کے مسلمان، عوام وعلما اس عقیدے پر متفق رہے ہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی شخص نبی نہیں ہوسکتا اور یہ کہ جو بھی آپ کے بعد کسی بھی لحاظ سے منصبِ نبوّت کا دعویٰ کرے یا کسی مدّعی نبوّت کے دعویٰ کو سچ مانے یا جھوٹ ودجل ماننے سے انکار کرے وہ کافر ہے اور ملتِ اسلام سے خارج ہے۔

اس عقیدہ کی اساس قرآم مجید اور نبیِ آخرُالزماں جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی احادیثِ مبارکہ اور صحابہ کرام وسلف صالحین رضی اللہ عنہم اجمعین اور پوری امت کا اجماعی عقیدہ ومنہج ہے۔ بلکہ قرآن کریم و احادیثِ مبارکہ میں تو کثرت اور تواتر وقطعیت کے ساتھ اس عقیدہ ختمِ نبوت کو بیان کیا گیا ہے۔

چنانچہ قرآنِ مجید میں ارشاد ہے:

﴿ما كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِن رِجَالِكُم وَلَكِن رَسولَ اللهِ وَخاتَمَ النَّبِيِّنَ وَكَانَ اللهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا﴾ (سورۃ الاحزاب:40)

''(لوگو!) محمد ﷺ تمہارے مردوں (تم لوگوں) میں سے کسی کے والد نہیں ہیں بلکہ وہ تو اللہ کے رسول اور خاتَم النبیّین، انبیاء کے سلسلے کو ختم کرنے والے ہیں، اور اللہ ہمیشہ سے ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے''۔

اسی طرح رسول اللہ ﷺ کا فرمانِ عالی شان ہے:

''إِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدْ انْقَطَعَتْ فَلاَ رَسُولَ بَعْدِي وَلاَ نَبِيَّ'' [1]

''بلاشبہ رسالت ونبوّت کا سلسلہ ختم ہوگیا، میرے بعد اب نہ کوئی رسول ہے اور نہ ہی نبی۔''

اور پھر آپ ﷺ نے ایک پیشنگوئی فرمائی اور مدّعیانِ نبوّت کی حقیقیت کو آشکارہ کرتے ہوئے امّت کو ان سے خبردار بھی فرمایا:

---

[1] جامع ترمذی:2272

''وَإِنَّهُ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي كَذَّابُونَ ثَلَاثُونَ، كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ، وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي''[1]

''اور یقیناً میری اُمت میں تیس 30 کذاب (انتہا کے جھوٹے، دجّال) ہوں گے جن میں سے ہر ایک گمان کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں ''خاتم النّبیین'' یعنی سلسلہ نبّوت کا اختتام فرمانے والا ہوں، (یادرکھنا!) میرے بعد کوئی نبی نہیں۔''

کتبِ احادیث وتاریخ میں یہ بات محفوظ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہدِ مبارک ہی میں اس کا آغاز ہو چکا تھا۔ چنانچہ یمن میں ایک شخص جس کو 'اسود عنسی' کہا جاتا تھا، اُس نے سب سے پہلے عقیدہ ختمِ نبوت سے بغاوت کر کے اپنی نبوّت کا جھوٹا دعویٰ کیا، جس کے جواب میں نبیِ آخرالزّماں جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہلِ یمن کو اس سے قتال وجہاد کا باقاعدہ تحریری حکم صادر فرمایا اور بالآخر سیدنا فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ کے خنجر نے نبوّت کے اس جھوٹے دعویدار کو اُس کے انجام تک پہنچایا۔

اور چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشنگوئی تھی جس نے پورا ہونا تھا لہٰذا یہ سلسلہ اور آگے بڑھا، ایک اور مدّعی نبوّت کھڑا ہوا جس کا نام تھا 'مُسیلمہ کذّاب' اُس نے نبوّت کا دعویٰ کیا اور اپنے اردگرد کئی لوگوں کو بھی جمع کر لیا لیکن دوسری طرف بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانثار غیور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے جو اس عقیدہ ختمِ نبوّت کی خوب اچھی طرح حفاظت کرنا جانتے تھے لہٰذا خلیفہ اوّل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حکم پر مدّعیِ نبوّت اور اس کے ماننے والوں کے خلاف جہاد وقتال کا فیصلہ ہوا، سیّدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں قریباً دس ہزار پاسدارانِ نبوّت نے قریباً چالیس ہزار منکرینِ ختمِ نبوّت مرتدّین پر دھاوا بول دیا اور حق وباطل کے اس معرکہ میں جسے ''یمامہ'' سے تعبیر کیا جاتا ہے قریباً 14000 چودہ ہزار اور ایک روایت کے مطابق 22000 بائیس ہزار مرتدین جہنم واصل ہوئے اور 1200 کے قریب جانثارانِ ختمِ نبوّت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے جامِ شہادت نوش فرمایا جن میں 600 یا 700 کے قریب تو محض حفّاظ اور قرّاء صحابہ تھے اور 80 کے لگ بھگ بدری صحاباء تھے رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ اس موقع پر صحابہ کرام نے اپنی جانوں کا نذرانہ تو پیش کر دیا مگر اس عقیدہ پر آنچ نہ آنے دی۔

---

[1] سنن ابوداود: 4252

اسی طرح ائمہ اسلام بھی اس معاملہ میں اس حد تک حسّاس ہیں کہ اگر کوئی نبوّت کا دعویٰ کرے تو اُس کے اس دعویٰ پر یقین تو بہت دور کی بات ہے اُس سے اُس کی نبوّت کی دلیل تک طلب کرنے کو وہ مساوی کفر گردانتے تھے کہ اس معاملہ میں بحث و تمحیص تک کی کوئی گنجائش نہیں۔

اسی لیے خواص و عوام اہلِ اسلام کا ہر دور میں یہ اجماع رہا ہے کہ اس عقیدہ پر کامل ایمان (ایسا ایمان جو اس مسئلہ کی تمام جزویّات کو شامل ہو اور ہر قسم کے شکوک وشوائب سے پاک ہو) کے بغیر کسی بھی مسلمان کا اسلام و ایمان قابلِ قبول نہیں ہے لہٰذا جس نے بھی اس عقیدہ کا کسی بھی طرح انکار کیا وہ باتفاقِ اہلِ اسلام کافر و مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

مزید ختمِ نبوّت کے دلائل، مدّعیانِ نبوّت وغیرہ سے متعلق تفصیلی مضامین ''البیان'' کی اس خاص اشاعت میں موجود ہیں جنہیں اپنے مقام پر ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

اب آیئے! باقاعدہ مضمون کی طرف جس کی ابتدا ہم مرزا کی پیدائش، خاندان اور سلسلہ نسب سے کر رہے ہیں۔

مرزا کی پیدائش، خاندان اور سلسلہ نسب

قارئینِ کرام! اس سے پہلے کہ ہم مرزا کی پیدائش، خاندان اور سلسلہ نسب پر بات کریں یہ ذکر کرنا ضروری ہے کہ مرزا کی پوری زندگی مجموعہ اختلافات ہے، بالخصوص اُس کا خاندان اور سلسلہ نسب جو خود مرزا، اس کے خلفاء اور ماننے والوں کے نزدیک متنازع ہے اور یہ سب آپ درجِ ذیل سطور میں ملاحظہ کریں گے لہٰذا جو شخص نبوّت جیسے مقدّس منصب کا دعوی کرے اور اس کے ماننے والے بھی اسے نبی سمجھتے ہوں اور دوسری طرف اس کا خاندان اور سلسلہ نسب تک واضح نہ ہو تو ایسا شخص نبی تو دور ایک عام ثقہ قابلِ اعتبار شخص کے پیمانہ پر بھی پورا نہیں اترتا چہ جائے کہ اُس کے دعوائے نبوّت پر بات کی جائے۔ سو اگر مرزا کے دعوائے نبوّت کو ہم اسی تناظر میں دیکھ لیں تو بات یہیں ختم ہو جاتی ہے آگے مزید کچھ لکھنے کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی لیکن ہم اس کی زندگی کے کچھ مزید پہلو اس لیے بھی واضح کریں گے تاکہ یہ ثابت ہو سکے کہ مرزا ایک عام اچھا انسان تک کہلانے کے لائق نہیں بلکہ جیسے جیسے اُس کی زندگی کے مختلف پہلو سامنے آتے رہیں گے ویسے ویسے اُس کی رذالت وقباحت سے پردہ اٹھے گا اور ایک مسلمان تو دور عام انسان بھی اُس سے کراہت محسوس کرے گا۔

مرزا کی پیدائش

مرزا کی پیدائش بھارت کے صوبہ مشرقی پنجاب کے ضلع گورداسپور کی تحصیل بٹالہ سے چند میل کے فاصلہ پر واقع ایک قصبہ قادیان کی ہے اور جہاں تک اس کی تاریخِ پیدائش کا تعلق ہے تو اس میں خود مرزا، اس کے خاندان اور اس کے ماننے والے قادیانیوں کے درمیان اختلاف رہا ہے۔مرزا خود اپنی تاریخِ پیدائش کے بارے میں لکھتا ہے: ''میری پیدائش **1839**ء یا**1840**ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی ہے۔ [1] جبکہ مرزا کا بیٹا بشیر احمد اپنی کتاب سیرت المھدی میں مرزا کی پیدائش **1836**ء لکھتا ہے۔

کیفیتِ پیدائش

مرزا نے خاص اہتمام کے ساتھ اپنی پیدائش کی لمحہ بہ لمحہ کیفیت بیان کی ہے کیونکہ کچھ خاص تو ہوا نہیں تھا لیکن اُسے خاص بنانا ضروری تھا چنانچہ لکھتا ہے کہ:

''میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام جنت تھا۔اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد اس کے میں نکلا تھا اور میرا سر اس کے پاؤں میں تھا۔'' [2]

قارئینِ کرام! اندازِ بیان ملاحظہ فرمائیں کہ کس باریک بینی سے اپنی کیفیتِ پیدائش بیان کی ہے کہ اس کی پیدائش میں وہ انفرادیت تھی جو شاید کسی دوسرے انسان بلکہ انسان تو کیا شاید کسی دوسری مخلوق میں بھی نہیں پائی جاتی اسی لیے اسے اس انداز سے بیان کیا۔نیز آپ کو دنیا میں ایسا بے حیا نہ ملے گا جو نکلی، نکلا جیسے الفاظ کے ذریعے اپنی ولادت کو بیان کرے پھر طرفہ یہ کہ بہن کی ٹانگوں میں ہو۔

معصومانہ سوال: نیز مرزائیوں،قادیانیوں سے ہمارا یہ معصومانہ سوال ہے کہ آخر اتنی باریک بینی سے مرزا قادیانی کو اپنی مذکورہ ''کیفیتِ پیدائش'' کا علم ہوا کیسے؟

---

[1] کتاب البریہ ص146،خزائن ج13 ص177،قادیانی اخبار بدر مورخہ 8/اگست 1904ء ص5،کتاب حیات النبی از شیخ یعقوب علی تراب قادیانی ایڈیٹر اخبار الحکم ج اوّل ص49،قادیانی رسالہ ریویو ج5 نمبر6 بابت ماہ جون 1906ء ص219،قادیانی اخبار الحکم مورخہ 21،28/مئی 1911ء ص4۔

[2] تریاق القلوب صفحہ 351،روحانی خزائن صفحہ 479 جلد 15

مرزا کا خاندان

مرزا کہتا ہے کہ ''میں مرزا غلام مرتضیٰ کے گھر میں چراغ بی بی کے بطن سے پیدا ہوا''۔ [1]
البتہ مرزا کے کتنے بھائی بہن تھے یا کہہ لیں کہ مرزا کے والد کی کتنی اولاد تھی اس میں بھی اختلاف ہے۔

ایک جگہ لکھا گیا کہ ''مرزا غلام مرتضیٰ (مرزا غلام قادیانی کے والد) کے پانچ بچے تھے۔ سب سے بڑی بیٹی مراد بی بی اس سے چھوٹا غلام قادر، اس کے بعد ایک لڑکا پیدا ہوا جو جلد فوت ہو گیا۔ اس سے چھوٹی ایک لڑکی جو مرزا کے ساتھ جڑواں پیدا ہوئی۔'' [2]

جبکہ تاریخِ احمدیت میں مرزا غلام قادیانی کا جو شجرہ نسب دیا گیا ہے اس کے مطابق وہ تین بھائی تھے۔

مرزا غلام قادیانی، مرزا غلام قادر، مرزا عبدالقادر۔

اور یہی تعداد سیرت المہدی کے پہلے ایڈیشن میں بھی تاریخِ احمدیت کے حوالے سے ذکر کی گئی لیکن دوسرے ایڈیشن میں مرزا عبدالقادر کو اس کے بھائیوں کی فہرست سے خارج کر دیا گیا۔

مرزا کا سلسلہ نسب

سلسلہ نسب یا شجرہ نسب سے متعلق مرزا کی خود کی مختلف موقعوں پر مختلف تحریروں کو دیکھا جائے تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ خود بھی ہمیشہ اسی شش و پنج میں رہا کہ آخر وہ ہے کون؟ اور اُس کا خاندان اور سلسلہ نسب کیا ہے لہٰذا سب سے پہلے وہ اپنی اصلیت اور حقیقت ظاہر کرتا ہے کہ وہ ''مغل، برلاس'' ہے، پھر ''ایرانی'' اور ''فارسی'' ہونے کا بھی دعویٰ کرتا ہے پھر ''اسرائیلی'' اور ''فاطمی'' ہونے کا انکشاف کرتا ہے اور پھر خود کو ''چینی الاصل'' ثابت کرنے کی بھی کوشش کرتا ہے۔

قارئینِ کرام! اب ایسے شخص کے بارے میں کیا کہا جائے کہ جس کو یا تو اپنی اصل کا ہی علم نہ ہو سکا یا پھر جانتے بوجھتے ہوئے بھی وہ اپنی نسبت کسی دوسرے خاندان کی طرف کرے؟ ایسے شخص کو ہمارے معاشرے میں کیا سمجھا اور کہا جاتا ہے آپ سمجھ گئے ہوں گے۔

---

[1] کتاب البریہ، ص 155، مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 ص 177

[2] بحوالہ حیات طیبہ از شیخ عبدالقادر قادیانی، ص 9

مرزا کے بدلتے خاندانی پینترے

مرزا کے بدلتے خاندانی پینتروں کے ثبوت بمع حوالہ جات خود مرزا کی تشکیک مرزا ہی کی زبانی ملاحظہ فرمائیں:

مرزا مغل برلاس

مرزا غلام قادیانی لکھتا ہے: ''ہماری قوم مغل برلاس ہے۔''[1]
جس کے مطابق مرزا غلام قادیانی کا نسبی تعلق مغل قوم اور اس کی شاخ برلاس سے ہے۔

مرزا فارسی

اور پھر کچھ ہی عرصہ میں مرزا پر یہ (شیطانی) الہام ہوا کہ وہ تو ''فارسی النسل'' ہے لہٰذا اپنے الہامات کو بنیاد بنا کر اُس نے خود کو فارسی النسل ثابت کرنے کی کوشش کی چناچہ یکے بعد دیگرے اپنے الہامات ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے:

پہلا الہام: ''خذو التوحيد التوحيد يا أبناء الفارس'' (یعنی توحید کو تھام لو، توحید کو تھام لو، اے فارس کے بیٹو!)

دوسرا الہام: ''لوكان الايمان معلقا بالثريا لناله رجل من فارس'' (یعنی اگر ایمان ثریا پر بھی ہوتا تو یہ مرد جو فارس الاصل ہے وہاں جا کر اسے حاصل کر لیتا)۔

تیسرا الہام: ''ان الذين كفروا رد عليهم رجل من فارس شكر الله سعيه'' (یعنی جو لوگ کافر ہو گئے اس فارسی الاصل مرد نے ان کے مذاہب کو رد کر دیا۔ خدا اس کی کوشش کا شکر گزار ہے)

اور پھر کہتا ہے کہ: ''یہ تمام الہامات ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارے آباءِ اوّلین فارسی تھے۔''[2]

نیز کہتا ہے کہ: ''عرصہ سترہ یا اٹھارہ برس کا ہوا کہ خدا تعالیٰ کے متواتر الہامات سے مجھے معلوم ہوا تھا کہ میرے باپ دادا فارسی الاصل ہیں۔''[3]

---

[1] کتاب البریہ ص:144، حاشیہ خزائن ج:13 ص:162

[2] کتاب البریہ:145،144 حاشیہ خزائن ج:3 ص:163،162

[3] روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 162 حاشیہ در حاشیہ

قارئینِ کرام! یہ ہے مرزا غلام قادیانی جو الہامات کا سہارا لیکر اپنے خاندان کو ہی بدل بیٹھا ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا مرزا کے مزعومہ (شیطانی) الہامات حقیقت کی دنیا میں حجّت بن سکتے ہیں؟ باوجود اس کے کہ وہ خود یہ اعتراف و اقرار بھی کرتا ہے کہ دور دور تک اُس کے خاندان میں بنی فارس کا نام ونشان تک نہیں ملتا لہٰذا اُس کا یہ اعتراف اور پھر الہامی حیلہ ملاحظہ فرمائیں:

''یاد رہے کہ اس خاکسار کا خاندان بظاہر مغلیہ خاندان ہے۔ کوئی تذکرہ ہمارے خاندان کی تاریخ میں یہ نہیں دیکھا گیا کہ وہ بنی فارس کا خاندان تھا۔ ہاں بعض کاغذات میں یہ دیکھا گیا ہے کہ ہماری بعض دادیاں شریف اور مشہور سادات میں سے تھیں۔ اب خدا کے کلام سے معلوم ہوا کہ دراصل ہمارا خاندان فارسی خاندان ہے۔ سو اس پر ہم پورے یقین سے ایمان لاتے ہیں۔ کیونکہ خاندانوں کی حقیقت جیسا کہ خدا تعالیٰ کو معلوم ہے کسی دوسرے کو ہرگز معلوم نہیں۔ اسی کا علم صحیح اور یقینی اور دوسرے کا شکی اور ظنی۔''[1]

یہ سلسلہ یہیں پر بس نہیں ہوتا بلکہ آگے کرگس کے جہاں اور بھی ہیں۔

مرزا اسرائیلی وفاطمی

مرزا غالباً **1900**ء تک اسی موقف پر قائم رہا اور پھر غالباً نومبر **1901**ء میں اُس نے ایک رسالہ بنام ''ایک غلطی کا ازالہ'' شائع کیا جس کے صفحہ **16** پر لکھتا ہے کہ ''میں اسرائیلی بھی ہوں اور فاطمی بھی''۔

قارئینِ کرام! مرزا تو مر گیا۔ اب ہم کہتے ہیں کہ کوئی اُن سے پوچھے جو مرزے کے ماننے والے ہیں اور اُسے سچا سمجھتے ہیں کہ:

حقیقت تو اللہ کو معلوم ہے اور اللہ کا ہی علم صحیح اور یقینی ہے باقی سب شک اور ظن ہے۔ یہاں تک تو بات بالکل ٹھیک اور واضح ہے جسے مرزا نے بھی لکھا لیکن اسی بات کو بنیاد بنا کر الہام کا سہارا لیتے ہوئے جو اُس نے اپنی خاندانی نسبت بدلنے اور فارسی الاصل ہونے کا دعوی کیا تھا وہ کہاں گیا؟ اب یا تو معاذ اللہ وہ یہ کہیں کہ اللہ کا علم یقینی نہیں معاذ اللہ اور یہ تو ہو نہیں سکتا۔ یا پھر یہ کہیں وہ الہام جس کی بنیاد پر مرزے نے یہ دعوے

[1] اربعین نمبر:2 حاشیہ ص:18، خزائن ج:17 ص:365

کیے وہ یا تو الہام تھے ہی نہیں بلکہ مرزا کا جھوٹ اور دجل تھا یا پھر وہ شیطانی الہام تھا کہ جس کے چنگل میں آکر مرزا اپنا آپ شیطان کے حوالہ کر چکا تھا لہٰذا آخرالذکر دونوں صورتوں میں مرزے کے الہام اور دعوؤں کی حقیقت واضح ہوجاتی ہے۔ والحمدُ للہ علی ذالک

اب مرزا ہو گیا ''چینی'' (Made in China)

چونکہ ہم یہ ثابت کر چکے ہیں کہ مرزے کے الہامات یا تو جھوٹ اور دجل ہیں یا پھر شیطانی۔ اسی لیے آپ دیکھیں کہ پھر شیطان نے مرزا کے ساتھ خوب کھیلا اور مرزا پینترے پہ پینترے بدلتا رہا لہٰذا مذکورہ دعوے کے کچھ ہی عرصہ تقریباً ایک سال بعد مرزا نے اپنی کتاب ''تحفہ گولڑویہ'' کے صفحہ **40** پر لکھا کہ میرے بزرگ چینی حدود سے پنجاب میں پہنچے تھے [1] اور اپنی کتاب ''چشمہ معرفت'' میں اپنے آپ کو ''چینی الاصل'' ثابت کرنے کی کوشش کی چنانچہ لکھتا ہے:

''ایسا ہی میں بھی توأم پیدا ہونے کی وجہ سے حضرت آدم سے مشابہ ہوں اور اس قول کے مطابق جو حضرت محی الدین ابن عربی لکھتے ہیں کہ: '' خاتم الخلفاء صيني الأصل'' ہوگا۔ یعنی مغلوں میں سے۔'' [2]

ملاحظہ فرمائیں کہ: مرزا نے مذکورہ کلام کے ذریعہ سب سے پہلے تو خود کو معاذ اللہ سیدنا آدم علیہ السلام سے مشابہ قرار دیا پھر ابنِ عربی مُلحِد وزندیق کے قول کو بنیاد بنا کر خود کو خاتم الخلفاء قرار دیا اور چونکہ اس کے لیے چینی ہونا ضروری تھا لہٰذا خود کو چینی الاصل ثابت کرنے کی کوشش کی۔

اب آپ ہی بتائیں کہ مرزا غلام قادیانی کو مغل برلاس، ایرانی النسل، اسرائیلی، فاطمی یا چینی الاصل، کیا سمجھا جائے؟

قابل توجہ بات یہ ہے کہ

اس میں کوئی شک نہیں کہ کچھ فضائل ومناقب کچھ خاندان اور قوموں کے ساتھ مخصوص ہیں جیسے اہل بیت اور سیّد ہونے کا شرف خاندانِ نبوّت کے ساتھ مخصوص ہے اور جیسا کہ ''بنو تمیم'' کہ جن کے بارے میں

---

[1] روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 127 حاشیہ

[2] تذکرۃ الشہادتین ص:33، خزائن ج:20 ص:35

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ وہ (اہل السنہ کے جو حقیقی) امام مہدی (ہیں اُن) کے سب سے بڑھ کر مددگار اور دجّال پر سب سے زیادہ سخت ہوں گے یہ شرف عرب کے ایک قبیلہ ''بنو تمیم'' کو حاصل ہے اسی طرح اہلِ فارس کے حوالہ سے گزشتہ سطور میں گذرا اسی طرح ''شرفِ صحابیت'' بھی ہے جو صرف اُن برگزیدہ شخصیات کو حاصل ہوا جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا زمانہ پایا، رسول اللہ پر ایمان لائے، رسول اللہ کو دیکھا اور حالتِ ایمان پر فوت ہوئے اب کوئی کتنا ہی برگزیدہ، بلند حسب ونسب، مقام وجاہ والا شخص ہی کیوں نہ ہو صحابا کے بعد یہ شرف حاصل نہیں کرسکتا لیکن سمجھنے کی بات یہ ہے کہ کیا کوئی شخص محض الہام یا خواب کے دعوے کے ذریعہ یہ شرف حاصل کرسکتا ہے؟ ہرگز نہیں! اور پھر جسے اللہ نے جس قوم قبیلہ اور وقت وزمانہ میں پیدا فرمایا یہ اللہ کی عین حکمت ومشیئت کے مطابق ہے جسے بخوشی تسلیم کرنا اور اللہ کی رضا پر راضی ہونا اہلِ ایمان پر لازم ہے لیکن جو شخص جانتا ہو کہ اُس کا تعلق کس قبیلہ وخاندان سے ہے اور پھر الہامات وجھوٹے دعوؤں کے ذریعہ وہ اپنا خاندان، سلسلہ نسب اور خاندانی نسبت ہی بدل ڈالے تو ایک تو آپ اُس کی ذہنی سطحیت اور گراوٹ کا اندازہ لگا سکتے ہیں اور دوسرا پھر آپ اُس سے کچھ بھی توقع رکھ سکتے ہیں کہ وہ دنیا کی شہرت، مقام ومرتبہ اور آرائشیوں کی لالچ میں حتیٰ کہ کسی کا آلہ کار ونوکر بن کر کسی کو نقصان پہچانے میں بھی کسی بھی حد تک جا سکتا ہے اور یہی مرزا کے معاملہ میں ہوا کہ جو اپنے باپ اور خاندان کا نہ ہوسکا وہ اللہ، رسول، اسلام اور مسلمانوں کا کیا ہوگا؟۔

مرزا کا بچپن، جوانی، شوق، گفتار اور کردار

قارئینِ کرام! اس کرّہ ارض پر اللہ نے جتنے بھی انبیاء ورُسُل علیہم السلام مبعوث فرمائے اُن کے خواص میں سے ایک خاصیت یہ ہوتی کہ وہ پیدائش ہی سے پاکیزہ وامتیازی صفات کے حامل ہوتے اور اُن کا بچپن ہو یا جوانی، نبوّت سے پہلے کی زندگی ہو یا بعد کی وہ مسلّمہ اخلاقی صفات سے نا صرف یہ کہ مزیّن ہوتے بلکہ وہ صفات اُن میں بدرجہ اتم موجود ہوتیں اسی طرح وہ ہر قسم کی رذیل وقبیح صفت اور لہولعب تک سے پاک ہوتے۔

مرزا کا بچپن

اب ذیل میں مرزا کے بچپن کے بارے میں خود مرزا یا اُس کے ماننے والوں کی زبانی انہی کی کتابوں

سے چند اقتباسات ذکر کیے جارہے ہیں جس سے آپ یہ اندازہ لگا سکیں گے کہ مدّعیِ نبوّت ومزعومہ نبی مرزا کا بچپن اور شوق گلی محلّوں کے عام آوارہ بچوں کی طرح گزرا اور جوانی لہو ولعب ،فضولیات اور گناہوں میں۔ملاحظہ فرمائیں:

مرزا کے نام والقابات

مرزا کا بیٹا بشیر احمد ایم اے اپنے باپ مرزا قادیانی کے بچپن کا نام ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

’’مرزا قادیانی کا ابتدائی نام ’’دسوندھی‘‘ تھا لیکن ’’سندھی‘‘ کے نام سے بھی پکارا جاتا تھا۔ [1]

مرزا چھپڑ کا تیراک

مرزا قادیانی بچپن میں تیرنے کا بھی دلدادہ تھا برسات میں جب قادیان کی ساری غلاظت بارشوں میں بہہ کر قادیان کے اردگرد جمع ہوجاتی تو مرزا اس گندے پانی میں دیر تک تیرتا رہتا خوب لطف اندوز ہوتا چنانچہ مرزا کا بیٹا لکھتا ہے:

’’حضرت صاحب (مرزا قادیانی) نے فرمایا کہ میں بچپن میں اتنا تیرتا تھا کہ ایک وقت میں ساری قادیان کے اردگرد تیر جاتا تھا۔خاکسار عرض کرتا ہے کہ برسات کے موسم میں قادیان کے اردگرد اتنا پانی جمع ہوتا ہے کہ قادیان ایک جزیرہ بن جاتا ہے۔‘‘ [2]

مرزا اور گڑ اور استنجا کے ڈھیلے ایک ساتھ

براہین احمدیہ کا پہلا ایڈیشن جو مرزا قادیانی کے زمانۂ حیات میں شائع ہوا۔اس میں معراج الدین عمر احمدی نے ’’حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد قادیانی مؤلف براہین احمدیہ کے مختصر حالات‘‘ نامی مضمون بھی ساتھ شائع کیا۔اس کے ص:67 پر لکھا کہ:’’آپ کو شیرینی (میٹھے) سے بہت پیار ہے اور مرض بول (پیشاب کی بیماری) بھی عرصہ سے آپ کو لگی ہوئی ہے۔اس زمانہ میں آپ مٹی کے ڈھیلے بعض وقت جیب میں ہی رکھتے تھے اور اسی جیب میں ہی گڑ کے ڈھیلے بھی رکھ لیا کرتے تھے۔‘‘

---

[1] سیرت المہدی حصہ اول ص:36

[2] سیرت المہدی حصہ اول ص:276

مرزا بچپن سے ہی ایک ماہر چور

مرزا کو جو مہارتیں بچپن سے حاصل تھیں اُن میں ایک عظیم مہارت ''چوری شریف کرنا'' بھی تھا اس لئے بچپن میں بچگانہ قسم کی چوری کی عادت تھی اور بڑے ہو کر تو یہ عادت ''ڈاکہ زنی'' کی صورت اختیار کر گئی تھی۔''اسی لیے تو مرزا نے منصبِ نبوّت پر ڈاکہ ڈالنے کی جسارت کی'' مرزا قادیانی کا بیٹا بشیر احمد اپنے باپ کی اس عظیم ہنرمندی کے بارے میں کیا کہتا ہے ملاحظہ فرمائیں:

''حضرت صاحب فرماتے کہ ایک دفعہ بعض بچوں نے مجھے کہا کہ جاؤ گھر سے میٹھا لاؤ میں گھر آیا اور بغیر کسی کے پوچھنے کے ایک برتن میں سے سفید بورا اپنی جیبوں میں بھر کر باہر لے گیا اور راستہ میں ایک مٹھی بھر کر منہ میں ڈال لی بس کیا تھا، میرا دم رک گیا اور بڑی تکلیف ہوئی کیونکہ وہ بورا میٹھا نہ تھا بلکہ پسا ہوا نمک تھا''۔ [1]

مرزا کی جوانی

قارئینِ کرام! یہ ایک حقیقت ہے کہ جوان خون بہت پر جوش ہوتا ہے اور اس جوشِ جوانی میں بہت سے لوگ غلطیاں و بے اعتدالیاں کر گزرتے ہیں لیکن جن لوگوں کے حق میں مستقبل میں مامور، مہدی و مسیحِ موعود اور حتی کہ نبی بننا لکھا ہو اُن کی جوانی شرافت و پاکدامنی، امانت و دیانت، عبادت و ریاضیت، اطاعت و فرمانبرداری، عقل و دانش اور اخلاقیات کی اعلی صفات سے مزیّن اور علمی اور عملی محاسن کا مجموعہ ہوتی ہے لیکن اس کے برعکس مذکورہ تمام مناصب کا دعویٰ کرنے والے مرزا قادیانی کی جوانی تھی جو لہو و لعب، فسق و فجور اور بداخلاقی و بددیانتی سے پُر تھی چنانچہ مرزا کی جوانی کے چند اہم پہلو از راہِ مثال آپ کے سامنے پیش کیے جا رہے ہیں جن سے آپ بخوبی یہ اندازہ کر سکیں گے کہ مرزا ایک نبی تو بہت دور ایک عام اچھا انسان تک کہلانے کے لائق نہیں۔

جوانی میں باپ کی پینشن کا چور

مرزا کا بیٹا بشیر احمد لکھتا ہے کہ:''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ اپنی جوانی کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود تمہارے دادا کی پنشن وصول کرنے گئے۔ تو پیچھے پیچھے مرزا امام الدین بھی چلا گیا۔

---

[1] سیرت المہدی حصہ اوّل ص:244، روایت نمبر:244، جدید ایڈیشن: سیرتُ المہدی حصہ اول، صفحہ نمبر 225 روایت نمبر 224

جب آپ (مرزا قادیانی) نے پنشن وصول کر لی تو وہ (مرزا امام الدین) آپ (مرزا قادیانی) کو پھسلا کر اور دھوکہ دے کر بجائے قادیان لانے کے باہر لے گیا اور ''ادھر ادھر'' پھراتا رہا۔ پھر جب اس نے سارا روپیہ اڑا کر ختم کر دیا تو آپ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا۔ حضرت مسیح موعود اس ''شرم سے'' واپس گھر نہیں آئے۔''[1]

قارئینِ کرام! غور کیجیے کہ یہ وہ وقت تھا کہ جب مرزا قادیانی کی جوانی پورے شباب پر تھی اور مرزا کا دعویٰ ہے کہ ''مجھے ماں کے پیٹ میں نبوت ملی ہے''[2] تو اب ہمارا یہ سوال بنتا ہے کہ:

1. ایک (مزعومہ) پیدائشی نبی کو امام دین جیسے ایک دیہاتی نے کیسے بہلا اور پھسلا کر دھوکہ دے دیا، اُسے ادھر اُدھر پھراتا رہا اور سارا مال اللہ جانے ''کن کن'' کاموں میں اڑا کر ضایع کروایا اور مرزا کو چور اور خائن بنا دیا؟؟
2. کیا یہ تمام باتیں مرزا قادیانی کی عفت و پاک دامنی اور امانت و دیانت کی قلعی کو مکمل کھول کے نہیں رکھ دیتیں؟
3. بھلا جو شخص (مزعومہ) پیدائشی نبی ہوتے ہوئے کسی یار کے یارانہ میں آجائے اور اپنی عفت و پاکدامنی اور ایک معمولی سی امانت کی کی حفاظت نہ کر سکے اور جسے آوارگی کی وجہ سے والدین طعنے دیتے ہوں ایسا شخص نبی، ولی، مسیح و مہدی یا مُلہَم و مامور تو شریف انسان تک کہلانے کے بھی لائق ہے؟؟؟

قارئینِ کرام! یہ تو چند ایک مثالیں ہیں، نہ جانے اور کتنے ایسے کارناموں سے مرزا کی زندگی بھری ہوگی اور کاش کہ مرزا اپنے بچپن اور جوانی کی چوری کے نتائج ہی سے کچھ سیکھ لیتا لیکن کہتے ہیں نا کہ جب شیطٰنیت سر پر سوار ہو تو انسان کو اچھا بُرا کچھ نہیں سوجھتا، انسان وہی کرتا ہے جس سے اُس کی نفسانی و شیطانی خواہش کو تسکین ملتی ہو تو مرزا نے بھی ایسا ہی کیا یہ عادتِ رذیلہ مرزا کو وہ لگی کہ منصبِ نبوّت کے ڈاکہ تک اُسے لے گئی بلکہ مرزا نے خدائیت کا بھی دعویٰ کیا جس کا اگلی سطور میں ذکر آرہا ہے۔

جیسا کہ آپ نے پڑھا کہ مرزا نے جوانی میں جو باپ کی پینشن چرائی تھی اُس کے نتیجہ میں شرم کے مارے مرزا واپس اپنے گھر نہ جا سکا اب گھر جاتا تو جگ ہسائی ہوتی کہ باپ کی پینشن تک چرا گیا اسی لئے گھر جانے کی بجائے سیالکوٹ کی کچہری میں 15 روپے ماہوار پر بطورِ منشی ملازم ہو گیا۔ اور سیرت المہدی کے

---

[1] سیرت المہدی حصہ اوّل ص:43، روایت نمبر:49

[2] حقیقۃ الوحی: ص67، مندرجہ روحانی خزائن ج:22، ص:70

مطابق مرزا کی سیالکوٹ کی کچہری کی مدت ملازمت تقریباً چار یا پانچ سال **1864**ء تا **1868**ء رہی ہے۔

مرزا رشوت خور

مرزا احمد علی شیعی اپنی کتاب دلیل العرفان میں لکھتے ہیں کہ منشی غلام احمد امرتسری نے اپنے رسالہ "نکاحِ آسمانی" کے رازہائے پنہائی میں لکھا تھا کہ" مرزا قادیانی نے زمانہ محرری میں خوب رشوتیں لیں"۔ یہ رسالہ مرزا قادیانی کی وفات سے آٹھ سال پہلے **1900**ء میں شائع ہو گیا تھا اور مرزا اُس کے بعد تقریباً **8** سال تک زندہ رہا لیکن مرزا نے اس کی تردید نہیں کی۔

اسی طرح مولانا ابرہیم صاحب سیالکوٹی نے مناظرہ روپڑ، میں جو **21-22** مارچ **1932**ء میں ہوا، ہزار ہا کے مجمع میں بیان کیا کہ مرزا قادیانی نے سیالکوٹ کی نوکری میں رشوت ستانی سے خوب ہاتھ رنگے اور یہ سیالکوٹ ہی کی ناجائز کمائی تھی جس سے مرزا نے چار ہزار روپے کا زیور اپنی دوسری بیگم کو بنوا کر دیا۔[1]

رشوت خوری کا ایک نرالا اور اچھوتا انداز

مرزا کا بیٹا بشیر احمد لکھتا ہے:"ہمارے نانا فضل دین صاحب فرمایا کرتے تھے کہ مرزا صاحب کچہری سے واپس آتے تو چونکہ آپ اہلِ مد (عدالت میں پیش کار کا ماتحت محرر) تھے مقدمے والے زمینداران کے مکان تک پیچھے آ جاتے۔"[2]

اب زمینداروں کا ایک محرر کے پیچھے آنے کا مقصد اور کیا ہو سکتا ہے خاص طور جب یہ بات بھی معلوم اور واضح ہو کہ محرر رشوت خور ہے۔

قارئینِ کرام! یہ مرزا کے بچپن اور جوانی کے چند گوشے بطور مثال ذکر کیے گئے جس کا مقصد یہ واضح کرنا ہے کہ مرزا کا بچپن اور جوانی کیسے شوق اور کارناموں میں گزرے جبکہ اس کے علاوہ بھی مرزا کی چند بے تکی خصلتیں ہیں جو اُس کی یا اُس سے متعلقہ اُس کے اپنوں کی کتب میں مذکور ہیں جیسے مرزا اکثر جوتا الٹا سیدھا پہنا کرتا تھا۔ چابیاں ریشمی ازار بند کے ساتھ باندھتا۔ اوپر والے کاج میں نیچے والا بٹن اور نیچے

---

[1] روداد مناظرہ روپڑ مطبوعہ کشن سٹیم پریس جالندھر ص:35

[2] سیرت المہدی جلد 3 صفحہ 93

والے کاج میں اوپر والا بٹن اکثر لگاتا اور جرابیں بھی الٹی پہنتا یعنی ایڑھی والا حصہ اوپر ہوتا وغیرہ وغیرہ اور یہ خصلتیں اُسے ایک امتیازی صفات کا حامل تو کیا عام نارمل انسانوں کی فہرست سے بھی جدا کر دیتی ہیں جبکہ اس کے برعکس انبیاء علیہم السلام کا مقام تو مخلوقات میں سب سے بلند ہے، اولیاء اللہ کے بچپن و جوانی ہی کو دیکھ لیں ان کا بچپن اور جوانی علم و حکمت، ذہانت و شرافت، تقویٰ و طہارت اور اعلیٰ اخلاقی صفات و اقدار سے منوّر ہوتے اور ان کے روشن پاکیزہ مستقبل پر دلالت کرتے ہیں لیکن یہاں معاملہ بالکل ہی برعکس ہے۔

مرزا اور کُتّا

سیرت المہدی میں ہے کہ: ''حضرت مسیح موعود نے اپنے گھر کی حفاظت کے لئے ایک کتا بھی رکھا تھا۔ وہ دروازے پر بندھا رہتا تھا اور اس کا نام شیرو تھا۔ اس کی نگرانی بچے کرتے تھے یا میاں قدرت اللہ خان صاحب مرحوم کرتے تھے۔ جو گھر کے دربان تھے۔''[1]

کوئی جانے نہ جانے ''کُتّا'' تو جانے ہے

آگے ملاحظہ فرمائیں کہ آخر مرزا کے وقار اور اعلیٰ صفات کو جاننے اور پہچاننے والے تھے کون؟

مولوی عبدالکریم سیالکوٹی قادیانی نے لکھا ہے کہ: ''مجھے یاد ہے کہ حضرت (مرزا غلام قادیانی) لکھ رہے تھے۔ ایک خادمہ کھانا لائی اور حضرت کے سامنے رکھ دیا اور عرض کیا کھانا حاضر ہے۔ فرمایا خوب کیا۔ مجھے بھوک لگ رہی تھی اور میں آواز دینے کو تھا، وہ چلی گئی اور آپ پھر لکھنے میں مصروف ہو گئے۔ اتنے میں ''کتا'' آیا اور بڑی فراغت سے سامنے بیٹھ کر کھانا کھایا اور برتنوں کو بھی صاف کیا اور بڑے سکون اور وقار سے چل دیا۔ اللہ اللہ ان جانوروں کو بھی کیا عرفان بخشا گیا ہے۔ وہ کتا اگرچہ رکھا ہوا اور سدھا ہوا نہ تھا۔ مگر خدا معلوم اسے کہاں سے یقین ہو گیا اور بجا یقین ہو گیا کہ یہ پاک وجود بے ضرر وجود ہے اور یہ وہ ہے جس نے کبھی چیونٹی کو بھی پاؤں تلے نہیں مسلا اور جس کا ہاتھ کبھی دشمن پر بھی نہیں اٹھا۔۔۔''[2]

اب ہم یہ سوچتے ہیں کہ واقعی کتّا ہی تھا ناں کیونکہ احادیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ بسا اوقات شیطان بھی کتے کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ بحرحال ایک بات تو ثابت ہوگئی کہ مرزا میں مذکورہ عظیم صفات انسانوں

---

[1] سیرت المہدی حصہ سوم ص:298، روایت نمبر:957

[2] سیرت مسیح موعود ص:16

نے تونہیں دیکھیں البتہ اُس کتّے نے ضرور پہچان لیں۔لہٰذا(اُس کُتّے کے حساب سے)ثابت ہوا کہ مرزا میں وہ صفات تھیں۔

گفتارِ مرزا

گفتارِ مسلم قرآن وحدیث کی روشنی میں

قارئینِ کرام! گفتار کے اعتبار سے ایک عام مسلمان کو کیسا ہونا چاہیے درجِ ذیل آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں:

قرآن کریم کی سورۃ المؤمنون میں اللہ تعالیٰ کامیاب اہلِ ایمان کی صفات ذکر فرماتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:﴿وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ﴾(سورۃ المؤمنون:3)

''اور وہ جو بے کار،لغو اور بیہودہ باتوں سے منہ پھیرنے والے ہوتے ہیں''۔

اور فرمایا:﴿مَّا يَلْفِظُ مِن قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ﴾(سورۃ:ق:18)کہ''آدمی جب بھی کوئی بات اپنی زبان سے نکالتا ہے تو اس کے پاس ایک نگہبان تیار ہوتا ہے(جو اسے لکھ لیتا ہے)یعنی روزِ قیامت زبان سے نکلنے والے ایک ایک لفظ کا حساب ہوگا۔

اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالی شان ہے کہ:''جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اُسے چاہئیے کہ(یا تو)وہ بھلائی کی بات کہے ورنہ خاموش رہے''۔(1)

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ:''جو شخص مجھے اپنی زبان اور شرمگاہ کی ضمانت دیدے تو میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔(2)

بلکہ مسلمان کسے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کی تعریف ہی ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے:

---

(1) صحیح بخاری وصحیح مسلم

(2) صحیح بخاری

"المُسلمُ مَن سَلِمَ المُسلِمونَ مِن لِسانِہ وَ یَدِہ"[1] کہ "مسلمان تو ہے ہی وہی کہ جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں"۔

مذکورہ آیات واحادیث کی روشنی میں آپ سمجھ گئے ہوں گے ایک اچھا مسلمان کون اور کیسا ہوتا ہے اب آیئے! مرزا کے گفتار کی طرف تاکہ آپ یہ جان سکیں کہ مرزا گفتار کے اعتبار سے ایک عام اچھے مسلمان کے برابر بھی تھا کہ نہیں؟

مرزا کے نزدیک زبان وگفتار؟

پہلے آیئے کہ ہم مرزا ہی کی زبانی یہ جان لیں کہ زبان کیسی ہونی چاہیے؟ ملاحظہ فرمائیں:

"گالیاں دینا اور بدزبانی کرنا طریق شرافت نہیں۔"[2]

"کسی انسان کو حیوان کہنا بھی ایک قسم کی گالی ہے۔"[3]

"لعنت بازی صدیقوں کا کام نہیں۔ مؤمن لعّان (لعنت کرنے والا) نہیں ہوتا۔"[4]

اور مرزا کی اپنے بارے میں کیا رائے تھی ملاحظہ فرمائیں:

مرزا کہتا ہے کہ: "میری فطرت اس سے دور ہے کہ کوئی تلخ بات منہ پر لاؤں۔"[5]

"مزید کہتا ہے کہ: "میں سچ کہتا ہوں جہاں تک مجھے معلوم ہے۔ میں نے ایک لفظ بھی ایسا استعمال نہیں کیا۔ جس کو دشنام دہی کہا جائے۔"[6]

مرزا کی اپنی زبان وگفتار؟

اب آیئے مرزا کی زبان کی طرف، ملاحظہ فرمائیں اور خود فیصلہ بھی فرمائیں:

---

[1] صحیح بخاری وصحیح مسلم

[2] ضمیمہ اربعین نمبر 4 ص 5، خزائن ج 17 ص 471

[3] ازالہ اوہام ص 26، حاشیہ خزائن ج 3 ص 115

[4] ازالہ اوہام: ص 660

[5] آسمانی فیصلہ: 9

[6] ازالہ اوہام ص 13، خزائن ج 3 ص 109

مرزا اور اُس کے مخالفین

مرزا، مولانا محمد حسین بٹالوی رحمہ اللہ کے متعلق لکھتا ہے: ''پلید، بے حیا، سفلہ''۔ [1]

فاتح قادیان مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کے متعلق لکھتا ہے:

''کفن فروش، کتا''۔ [2] ''خبیث، سور، کتا، بدذات، گوں خور''۔ [3]

مولانا سعد اللہ لدھیانوی رحمہ اللہ کے متعلق لکھتا ہے:

''غول، لئیم، فاسق، ملعون، نطفہ، سفہار، خبیث، کنجری کا بیٹا''۔ [4]

مرزا اور دنیا بھر کے مسلمان

قارئینِ کرام! یہ تو تھی مرزا کی پلید ونجس زبان جو اُس نے اپنے مخصوص مخالفین کے لیے استعمال کی۔ اب ملاحظہ فرمائیں مرزا کی وہ گھٹیا و گندی زبان جو اُس نے دنیا بھر کے جملہ مسلمانوں کے خلاف استعمال کی:

مرزا لکھتا ہے: ''کُل مسلمانوں نے مجھے قبول کر لیا اور میری دعوت کی تصدیق کر لی مگر 'کنجریوں اور بدکاروں کی اولاد' نے مجھے نہیں مانا''۔ [5]

''جو دشمن میرا مخالف ہے وہ 'عیسائی، یہودی، مشرک اور جہنمی' ہے''۔ [6]

دیکھیے کہ تمام مسلمان مرزا اور اُس کی حواریوں کے نزدیک یہودی، عیسائی، مشرک اور جہنمی ہیں۔

''میرے مخالف جنگلوں کے 'سؤر' ہو گئے اور ان کی عورتیں 'کتیوں' سے بڑھ گئیں۔ [7]

---

[1] ضیاء الحق: ص133

[2] اعجاز احمدی: ص23

[3] بحوالہ الہامات مرزا از شیخ الاسلام: ص122، حاشیہ

[4] انجام آتھم: ص:281

[5] آئینہ کمالات ص547

[6] نزول المسیح ص4، تذکرہ 227

[7] نجم الہدیٰ ص53

''جو ہماری فتح کا قائل نہ ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اسے 'ولد الحرام' بننے کا شوق ہے اور وہ 'حلال زادہ نہیں'۔ [1]

قارئینِ کرام! یہ ہے قادیان کا مزعومہ نبی، دھرتی پر ایک ناپاک وجود 'مرزا غلام قادیانی'۔ کیا دنیا میں کوئی بھی شریف النفس و سلیم الفطرت انسان، غلاظت سے بھرے ایسے رذیل انسان کو شریف تو کیا ''انسان'' تک بھی کہہ سکتا ہے؟؟

کردارِ مرزا

قارئینِ کرام! گفتارِ مرزا آپ نے ملاحظہ فرمایا، اب آیئے متنبیِ قادیان کے کردار کی طرف جسے پڑھ اور جان کر آپ سمجھ سکیں کہ پیشوائے قادیانیت کا کردار کیا تھا اور مذہب و ملت کی پیشوائی تو بہت بڑی بات ہے کیا انسانی زندگی کے کسی عام سے شعبہ میں بھی قیادت کرنے والے کا یہ کردار قابلِ قبول ہو سکتا ہے؟
از راہِ مثال چند جھلکیاں ملاحظہ فرمائیں:

مرزا قادیانی ایک عادی شرابی

''حکیم محمّد حسین قادیانی کے ذکر کردہ مرزا قادیانی کے سلسلہ خطوط میں سے ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیں: ''مجی اخویم حکیم محمد حسین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اس وقت میاں یار محمد بھیجا جاتا ہے۔ آپ اشیاء خریدنی خود خرید دیں اور ایک بوتل ''ٹانک وائن'' کی پلومر کی دوکان سے خرید دیں مگر ''ٹانک وائن'' چاہیئے اس کا لحاظ رہے۔ باقی خیرت ہے۔ والسلام!'' مرزا غلام احمد عفی عنہ'' [2]

قارئین کرام! ''ٹانک وائن'' کیا ہے؟ شاید آپ یہ سمجھ رہے ہوں کہ یہ محض ایک ٹانک یا سپلیمنٹ ہوگا، نہیں! بلکہ ایک خاص قسم کی طاقتور اور نشہ دینے والی شراب ہے جو ولایت سے سیل پیک بوتلوں میں آتی تھی اور اُس زمانے میں اس کی قیمت ساڑھے پانچ روپے تھی۔ [3]

مرزا قادیانی جس تاکید سے اپنے مرید حکیم حسین کو ٹانک وائن ہی کے خریدنے کا پابند کر رہا ہے کیا یہ

[1] انوار الاسلام ص 30

[2] خطوط امام بنام غلام ص ۵، از حکیم محمد حسین قریشی قادیانی

[3] بحوالہ سودائے مرزا ص 39 حاشیہ

مرزا قادیانی کے ایک ''عادی شرابی'' ہونے کی بیّن دلیل نہیں؟

مرزا قادیانی ایک افیمی چرسی

مرزا قادیانی کا بیٹا مرزا محمود اپنے باپ کے بارے کیا لکھتا ہے ملاحظہ فرمائیں:

''حضرت مسیح موعود نے ''تریاقِ الٰہی دوا'' خدا تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق بنائی اور اس کا ایک بڑا جز ''افیون'' تھا اور یہ دوا کسی قدر اور ''افیون کی زیادتی'' کے بعد حضرت خلیفہ اول حکیم نور الدین کو مسیح موعود چھ ماہ سے زائد عرصہ تک دیتے رہے اور خود بھی وقتاً فوقتاً مختلف امراض کے وقت استعمال کرتے رہے۔[1]

دین اسلام اور نشہ آور اشیاء

قارئینِ کرام! پہلے آپ دینِ اسلام کے احکامات اس ضمن میں ملاحظہ فرمالیں:

قرآن مجید میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفاتِ حمیدہ کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا گیا:

﴿يَأْمُرُهُم بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ﴾

''وہ (رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں۔ اور ان کے لیے پاکیزہ چیزوں کو حلال کرتے ہیں اور خبیث اور گندی چیزوں کو حرام کرتے ہیں'' (سورۃ الأعراف: **157**)

اسی طرح اہلِ ایمان کو حکم ارشاد فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾''

اے ایمان والو! یہ شراب، اور یہ جوا، یہ آستانے، اور پانسے، سب گندے شیطانی کام ہیں لہٰذا ان سے بچتے رہو تا کہ تم فلاح پاسکو۔'' (سورۃ المائدۃ: **90**)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے: ''ہر نشہ آور شیئ حرام ہے''[2] اور فرمایا: ''جس کی زیادہ مقدار

---

[1] اخبار الفضل 19 جولائی 1929

[2] صحیح مسلم

نشے میں مبتلا کر دے اُس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے''[1]

دوا سے متعلق خصوصی نبوی ہدایت

اور دوا سے متعلق خصوصی حکمِ نبوی ﷺ ہے کہ: ''دوا کرو لیکن حرام دوا نہ کرنا''۔[2]

ایک صحابی طارق بن سُوید الجُعفی نے رسول اللہ ﷺ سے شراب سے متعلق دریافت فرمایا تو آپ ﷺ نے اس سے منع فرما دیا اور ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا جس پر صحابی نے عرض کیا کہ: میں محض اس سے دوا بناتا ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''إِنَّهُ لَيْسَ بِدَوَاءٍ ، وَلَكِنَّهُ دَاءٌ ''کہ وہ (شراب ملی دوا) دوا نہیں بلکہ بیماری ہے۔[3]

اب مذکورہ تمام باتوں کو سامنے رکھیں اور فیصلہ فرمائیں کہ وہ شخص جو نبوّت جیسے عظیم منصب کا دعوے دار ہے اور 'تریاقِ الٰہی' کے نام پر اس میں 'افیون' استعمال کرتا ہے اور پھر اُسے خدا تعالیٰ کی ہدایت قرار دیتا ہے اور اسی پر بس نہیں بلکہ اسے خود استعمال کرنے کے ساتھ ساتھ 'افیون' کی زیادتی کے ساتھ اپنے خلیفہ کو بھی استعمال کرواتا ہے۔ کیا ایسا شخص جو ایک بنیادی شرعی حکم تک سے واقف نہ ہو وہ نبوّت تو کیا کسی بھی دینی منصب کے بھی اہل ہوسکتا ہے؟ بلکہ میں تو کہوں گا کہ وہ افیونی چرسی، ایک شریف النفس انسان تک کہلانے کے بھی لائق نہیں۔

مرزا اور اُس کے حواری ''تماش بین'' اور ''تھیٹر کے شیدائی''

پیشوائے قادیان و مفتیِ قادیان سینما میں:

مفتی صادق نامی شخص مرزا غلام قادیانی کا مریدِ خاص اور مرزا کا مقرر کیا ہوا مفتی قادیان تھا۔ مرزا نے اصحابِ بدر رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مقابل اپنی جماعت کے 313 اصحاب لعنۃ اللہ علیہم کی ایک فہرست مرتب کی جس

---

[1] جامع ترمذی

[2] ابوداود

[3] صحیح مسلم: 1948

میں **64** نمبر پر مفتی صادق کا نام ہے۔ اس مفتی نے مرزا کے حالات پر ایک کتاب بھی تحریر کی جس کا نام ''ذکرِ حبیب'' رکھا۔ اس میں مفتی صادق اپنے اور مرزا قادیانی کے تھیٹر یعنی سینما جانے کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے:

''ایک شب دس بجے کے قریب میں تھیٹر میں چلا گیا جو مکان کے قریب ہی تھا اور تماشا ختم ہونے پر دو بجے رات کو واپس آیا، صبح منشی ظفر احمد صاحب نے میری عدم موجودگی میں حضرت مسیح موعود کے پاس میری شکایت کی کہ مفتی صاحب رات کو تھیٹر چلے گئے تھے، حضرت مسیح موعود نے فرمایا ایک دفعہ ہم بھی گئے تھے۔'' [1]

قارئینِ کرام! ملاحظہ فرمائیں کہ یہ حالت ہے پیشوائے قادیان اور اس کے صحابی مفتیِ قادیان کی۔ جس مذہب کے پیشوا اور اُس کے صحابی و مفتی کی یہ حالت ہے اُس کی عوام کیسی ہوگی؟

تھیٹر، رقص وسرور، شباب و کباب، عورتوں و مجروں کے دلدادہ پیشواء، ناصرف یہ کہ شکایت پر مذمت، روک ٹوک کریں، سمجھائیں بلکہ حضرت اُسے برا تک نہ سمجھیں اور الٹا تائید میں اپنا عمل بھی پیش کریں کہ ہاں جی! ہم بھی جا چکے ہیں جس سے بخوبی آپ یہ سمجھ سکتے ہیں کہ مرزا سمیت اُس کے حواریوں کا کردار کیسا تھا کیونکہ تھیٹر ہے کوئی عبادت گاہ یا تربیت گاہ تو نہیں اور وہ بھی ہندوستان کے تھیٹر۔

موسیقی و آلاتِ موسیقی: اسلام و اہلِ اسلام کے نبی رحمتِ دو عالم محمّد رسول اللہ ﷺ کے عہدِ مبارک میں بھی ایسی محافل ومجالس ہوا کرتی تھیں، ناچ، گانا عرب کا رواج تھا اور گلوکارائیں بھی عمومی طور پر لونڈیاں ہوا کرتی تھیں۔ لیکن ناصرف یہ کہ رسول اکرم ﷺ کبھی ایسی محافل ومجالس کا حصہ بنے بلکہ آپ ﷺ نے سخت الفاظ میں موسیقی و آلاتِ موسیقی کی مذمت بیان فرمائی اور علاماتِ قیامت میں انہیں ذکر فرمایا کہ موسیقی و آلاتِ موسیقی ناصرف عام ہوجائیں گے بلکہ اُن کے نام بدل کر انہیں حلال بھی قرار دیدیا جائے گا اور آج ہم اس کی عملی تعبیر دیکھ رہے ہیں کہ جب اسے فن اور آرٹ کے نام پر حلال قرار دیدیا گیا بلکہ اسے روح کی غذا سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ جبکہ قرونِ اولیٰ سے لیکر آج تک اہلِ حق علماء اس کی حرمت پر متفق رہے ہیں۔ اسی لیے! ہم کہتے ہیں کہ یہ روح کی غذا ہے لیکن شیطانی روح کی۔ أعاذنا اللہ منہ

---

[1] ذکرِ حبیب ص:18

بے حیا و بدکردار مرزا

قارئینِ کرام! ہمارے عظیم نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی بھی غیر محرم مرد اور عورت کو خلوت و علیحدگی میں اکیلے رہنے سے بھی منع فرمایا ہے، بلکہ فرمایا: کہ اگر دو غیر محرم مرد و عورت اکٹھے ہوں تو تیسرا وہاں ان میں شیطان ہوتا ہے۔

اب اس حکم سامنے رکھتے ہوئے فیصلہ فرمائیں کہ کیا کوئی باحیا و باکردار آدمی یہ پسند کرے گا کہ اس کے کمرے میں، اس کی موجودگی میں کوئی غیر عورت اُس کے ساتھ اکیلے ہو اور اس وقت کوئی تیسرا فرد بھی وہاں موجود نہ ہو؟ اور پھر وہ غیر عورت وہاں اُس کے سامنے اپنے کپڑے اتارے اور پھر غسل، نہانا بھی شروع کر دے اور دونوں کے مابین کوئی حجاب بھی نہ ہو پھر اس پر وہ مرد نہ تو اسے اس قبیح حرکت پر روکے اور کچھ نہیں تو خود ہی وہاں سے اٹھ کھڑا ہو اور باہر نکل جائے نہیں! بلکہ وہ اس کمرے میں ہی بیٹھا نظارے کرتا رہے؟؟

واقعہ نمبر 1: ''نامحرم عورت برہنہ نہاتی رہی'':

آیئے! ہم ایسے ہی ایک بدکردار و بے حیا آدمی کے بارے میں آپ کو بتاتے ہیں، پیشِ خدمت ہے ''پیشوائے قادیان مرزا غلام قادیانی'' خود مرزا کے صحابی و مفتی قادیان صادق کی زبانی:

''حضرت مسیح موعود کے اندرونِ خانہ ایک نیم دیوانی سی عورت بطورِ خادمہ رہا کرتی تھی۔ ایک دفعہ اس نے کیا حرکت کی کہ جس کمرے میں حضرت صاحب (مرزا قادیانی) بیٹھ کر لکھنے پڑھنے کا کام کرتے تھے وہاں ایک کونے میں کھرا تھا جس کے پاس پانی کے گھڑے رکھے تھے۔ وہاں اپنے کپڑے اتار کر اور ننگی بیٹھ کر نہانے لگی۔ حضرت صاحب اپنے کام تحریر میں مصروف رہے اور کچھ خیال نہ کیا کہ وہ کیا کرتی ہے۔ جب وہ نہا چکی تو ایک اور خادمہ اتفاقاً آ نکلی اس نے اس نیم دیوانی کو ملامت کی کہ حضرت صاحب کے کمرے میں اور موجودگی کے وقت تو نے یہ کیا حرکت کی تو اس نے 'ہنس کر' جواب دیا: ''انہوں کچھ دیدا ہے'' یعنی اسے کیا دکھائی دیتا ہے۔''[1]

---

[1] ذکر حبیب صفحہ 38

واقعہ نمبر 2: ''رات رات بھر نامحرم خادمہ کا 'خدمت' کرنا'':

محترم قارئین! نبی کریم علیہ السلام جب عورتوں سے بیعت لیا کرتے تھے تو وہ بھی پردے کے پیچھے سے لیکن نبی آخر الزمان کا ظل و بروز ہونے کا دعوے دار اس کے برعکس غیر محرم عورتوں سے ٹانگیں دبوایا کرتا تھا۔جس کا تذکرہ مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر نے اپنی کتاب ''سیرۃ المہدی'' میں تفصیل کے ساتھ کیا ہے۔چنانچہ مرزا بشیر رقم طراز ہے:

''ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا ہے کہ مجھ سے میری 'لڑکی زینب بیگم' نے بیان کیا کہ میں تین ماہ کے قریب حضرت (مرزا قادیانی) کی خدمت میں رہی ہوں۔گرمیوں میں پنکھا وغیرہ اور اسی طرح کی خدمت کرتی تھی۔بسا اوقات ایسا ہوتا کہ 'نصف رات' یا اس سے زیادہ مجھ کو پنکھا ہلاتے گزر جاتی تھی۔مجھ کو اس اثناء میں کسی قسم کی تھکان و تکلیف محسوس نہیں ہوتی تھی، بلکہ خوشی سے دل بھر جاتا تھا۔دو دفعہ ایسا موقعہ ہاتھ آیا کہ عشاء کی نماز سے لے کر صبح کی اذان تک مجھے 'ساری رات خدمت' کرنے کا موقعہ ملا۔پھر بھی اسی حالت میں مجھ کو نہ نیند، نہ غنودگی اور نہ تھکان و تکلیف محسوس ہوئی، بلکہ خوشی اور سرور پیدا ہوتا تھا۔(موقعہ جو ایسا تھا) اسی طرح جب مبارک احمد صاحب بیمار ہوئے تو مجھ کو ان کی خدمت کے لیے بھی اسی طرح گزارنی پڑیں۔تو حضور نے فرمایا کہ زینب اس قدر خدمت کرتی ہے کہ ہمیں اس سے شرمندہ ہونا پڑتا ہے (آخر کیوں؟) اور آپ کئی دفعہ اپنا 'تبرک' مجھے دیا کرتے تھے۔''[1]

اب وہ ''تبرک'' کیا تھا یہ ضرور سوچنے و سمجھنے کی بات ہے!!

واقعہ نمبر 3: ''رات بھر نامحرم خادمہ کا مرزا کو دبانا'':

''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ (مزعومہ) حضرت ام المومنین (قادیانیوں کے ہاں مرزا کی بیوی اُن سب کی ماں ہے) نے ایک دن سنایا کہ حضرت صاحب کے ہاں ایک بوڑھی ملازمہ مسماۃ بھانو تھی۔ایک رات جب کہ خوب سردی پڑ رہی تھی حضور کو 'دبانے' بیٹھی۔'چونکہ وہ 'لحاف کے اوپر' سے دباتی تھی اس لیے اسے یہ پتا نہ لگا کہ 'جس چیز کو میں دبا رہی ہوں' وہ حضور کی ٹانگیں نہیں بلکہ پلنگ کی پٹی

[1] سیرۃ المہدی جلد اول صفحہ 789 روایت نمبر 910 طبع چہارم

ہے۔تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا بھانو آج بڑی سردی ہے۔ بھانو کہنے لگی: 'ہاں جی تدے تے تہاڈی لتاں لکڑی وانگر ہویاں ایں۔'' یعنی جی ہاں جبھی تو آپ کی لاتیں لکڑی کی طرح سخت ہو رہی ہیں۔''۔۔۔خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب نے جو بھانو کو سردی کی طرف توجہ دلائی تو اس میں بھی غالباً یہ جتانا مقصود تھا کہ آج شاید سردی کی شدت کی وجہ سے تمھاری حس کمزور ہو رہی ہے **اور تمھیں پتا نہیں لگا کہ کس چیز کو دبا رہی ہو۔مگر اس نے سامنے سے اور ہی لطیفہ کر دیا۔**''[1]

قارئینِ کرام! مذکورہ عبارت و واقعہ کا ایک ایک لفظ مرزا کے کردار کو سمجھنے کے لیے کافی ہے۔۔۔ہم حیا کے تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے اس واقعہ پر مزید کچھ تبصرہ کرنے سے قاصر ہیں۔

واقعہ نمبر 4: ''بے پردہ بیوی کے ساتھ بھرے مجمع میں ٹہلنا''

''بیان کیا حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفہ اول نے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود کسی سفر میں تھے، سٹیشن پر پہنچے تو ابھی گاڑی آنے میں دیر تھی۔آپ بیوی کے ساتھ ٹہلنے لگے۔ یہ دیکھ کر مولوی عبدالکریم صاحب جن کی طبیعت 'غیور اور جوشیلی' تھی میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ بہت لوگ اور پھر غیر، ادھر ادھر پھرتے ہیں آپ حضرت صاحب سے عرض کریں کہ بیوی صاحبہ کو کہیں الگ بٹھا دیا جاوے۔مولوی صاحب فرماتے تھے کہ میں نے کہا میں تو نہیں کہتا، آپ کہہ کر دیکھ لیں۔ ناچار مولوی عبدالکریم صاحب خود حضرت صاحب کے پاس گئے اور کہا کہ حضور لوگ بہت ہیں، بیوی صاحبہ کو الگ ایک جگہ بٹھا دیں۔حضرت صاحب نے فرمایا: 'جاؤ جی، میں ایسے پردے کا قائل نہیں ہوں'۔مولوی صاحب فرماتے تھے کہ اس کے بعد مولوی عبدالکریم سر نیچے ڈالے میری طرف آئے، میں نے کہا: مولوی صاحب! جواب لے آئے۔''[2]

قارئینِ کرام! مرزا کے ساتھی بھی یہ محسوس کرتے تھے کہ اتنے بھرے مجمع میں مرزا کا اپنی بیوی کے ساتھ یوں ٹہلنا مناسب نہیں ہے، اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر کوئی تو وجہ ہوگی ناں کہ انھوں نے یہ منظر مناسب نہ سمجھا، پھر مزید آپ مرزا کے اس عمل کو ایک عام انسان کی طرح نہیں بلکہ مدّعی نبوّت کے پیرائے میں دیکھیں تو بات سمجھ آجائے گی۔

---

[1] سیرۃ المہدی جلد اول صفحہ 722 روایت نمبر 780 طبع چہارم

[2] سیرۃ المہدی جلد اول صفحہ 56 روایت نمبر 77 طبع چہارم

محترم قارئین ! آپ نے پیشوائے قادیانیت کذّاب و دجّال ، مدّعیِ نبوّت کے کردار کی چند جھلکیاں ملاحظہ فرمائیں جن سے آپ بخوبی یہ سمجھ چکے ہوں گے اس بے حیا و بدکردار آدمی کی زندگی کیسے گزری ہوگی؟ کس طرح ساری ساری رات غیر محرم عورتوں سے ٹانگیں دبوانا اور تبرک دینا، لوگوں کو بلیک میل کرکے ان کی بچیوں سے نکاح کی ناکام کوشش کرنا اور کمرے میں غیر محرم عورت کے برہنہ ہوکر غسل کرتے وقت اسے اس بے غیرتی سے منع کرنے کی بجائے خود وہیں بیٹھے رہنا، کس چیز کی عکاسی کرتا ہے؟ اور پھر اپنی بیوی کو ریلوے اسٹیشن پر لے کر بے پردہ ٹہلتے رہنا اور بیوی بھی وہ جسے قادیانی ذریت ام المومنین یعنی اپنی ماں کا مقام دیتی ہے۔ لہٰذا دیوثیت کا بھرپور مظاہرہ کرنے والا بے غیرت، بے حیا و بد کردار شخص نبی یا ولی تو دور ایک شریف انسان تک کہلانے کا بھی حق دار کیسے ہوسکتا ہے؟

مرزا قادیانی اور دیانت

قارئینِ کرام! نبوت اور خیانت ایک دل میں جمع نہیں ہوسکتی۔ قرآن مجید میں فرمانِ الٰہی ہے کہ: ﴿وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَن يَغُلَّ﴾ ۔ کہ ''کسی نبی کے لیے یہ لائق نہیں کہ وہ خیانت کا ارتکاب کرے'' (آل عمران: 161)

عقیدہ نزولِ عیسیٰ علیہ السلام اور مرزا کی خیانت

اب ملاحظہ فرمائیں کہ مرزا قادیانی میں خیانت جیسا قبیح فعل نہ صرف مالی معاملات میں پایا جاتا تھا بلکہ ''نقلِ مذہب'' میں بھی خیانت سے کام لیتا تھا۔ چنانچہ ''تحفہ گولڑویہ'' میں لکھتا ہے کہ: ''یعنی وہ لوگ جو حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کو دوبارہ دنیا میں واپس لاتے ہیں۔ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ بدستور اپنی نبوت کے ساتھ دنیا میں آئیں گے اور برابر 45 برس تک ان پر جبرائیل وحیٔ نبوت لے کر نازل ہوتا رہے گا۔''[1]

عقیدہ نزول عیسیٰ علیہ السلام اور مسلمان

قارئینِ کرام! مرزا قادیانی نے مسلمانوں کے نزولِ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے اس عقیدہ کو نقل کرنے میں خیانت کی ہے۔ اور آج مرزائی و قادیانی بھی اپنے باطل مذہب کی ترویج کے لیے اور عام مسلمانوں کو

---

[1] تحفہ گولڑویہ ص:51، خزائن ج:17 ص:174

دھوکہ دینے کے یہی خیانت وجھوٹ پھیلاتے ہیں جبکہ مسلمانوں کا عقیدہ نزولِ عیسی علیہ السلام کے بارے میں واضح ہے کہ وہ اللہ کے حکم سے نبی محمد ﷺ کے پیروکار کی حیثیت سے نزول فرمائیں گے البتہ اُن کا مقام و مرتبہ نبیوں جیسا ہوگا۔ کیونکہ احادیثِ مبارکہ میں یہ صراحت ہے کہ جب وہ اتریں گے تو نماز قائم کی جانے والی ہوگی اور (اہل السنہ کے) امام مہدی انہیں امامت کے لیے آگے بڑھائیں گے تو وہ انکار کردیں گے اور پھر امام مہدی ہی امامت کرائیں گے، پھر مسلمانوں کی قیادت وہ سنبھالیں گے اور دجّال کے خلاف لڑتے ہوئے اُسے قتل کریں گے، صلیب توڑ دیں گے، خنزیروں کا خاتمہ کریں گے اور عیسائیوں کو دو میں سے ایک اختیار دیں گے: یا تو دینِ اسلام قبول کرلو یا مرنے وقتل ہونے کے کیلیے تیار ہوجاؤ اور پھر اُس کے بعد کچھ عرصہ دنیا میں رہیں گے اور عدل وانصاف کی حکومت قائم کریں گے۔ لیکن جہاں تک وحیٔ نبوت کا تعلق ہے تو وہ ان پر نازل نہ ہوگی۔ البتہ انہیں الہام الٰہی ہوتا رہے گا۔ مگر معاملہ نبیوں کی طرح نہیں ہوگا۔ اسی لئے نہ ان پر وحیٔ نبوت نازل ہوگی اور نہ ان کو عمل کرنے کے لئے کوئی خاص شریعت دی جائے گی بلکہ وہ شریعتِ محمدیہ ہی پر خود بھی عمل کریں گے اور اسے زمین پر نافذ بھی فرمائیں گے اور جہاں تک بات ہے اس کے برخلاف سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، امام مالک و دیگر مفسرین اور محدثین رحمہم اللہ کی طرف جو غلط عقیدے منسوب کیے گئے ہیں وہ بھی خیانتیں ہیں جن کا صحت وحقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ واللہ اعلم

قولِ مجدّدِ الف ثانی اور مرزا کی خیانت

مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے مولانا خواجہ محمد صدیق رحمہ اللہ کو ایک خط تحریر فرمایا۔ جس میں آپ نے تحریر فرمایا: ”وقد يكون ذالك لبعض الكمل من متابعيهم بالتبعية والوراثة أيضا واذا كثر هذا القسم من الكلام مع واحد منهم سُمّيَ مُحَدَّثاً“ ترجمہ فارسی: ”وگاہے ایں نعمت عظمیٰ بعضے را از کمل متابعان ایشاں نیز بہ تبعیت و وراثت میسر میگردد و ایں قسم از کلام با یکے از یشان ہر گاہ بکثرت واقع گردد آنکس محدَّث (بفتح دال وتشدید آں) نامیدہ میشود۔“[1]

قارئینِ کرام! اب مجدّد الف ثانی کی مذکورہ عبارت کا مفہوم مرزا خود بیان کرتا ہے، ملاحظہ فرمائیں:

[1] مکتوبات مجدد الف ثانی ص:142، دفتر دوم

الف) مرزا غلام قادیانی نے اپنی ابتدائی تصنیف [1] پر اس کا حوالہ یوں نقل کیا ہے۔ ''بلکہ امام ربانی صاحب رحمہ اللہ اپنے مکتوبات کی جلد ثانی میں جو مکتوب پنجاہ ویکم ہے۔ اس میں صاف لکھتے ہیں کہ غیر نبی بھی مکالمات ومخاطبات حضرت احدیت سے مشرف ہوجاتا ہے اور ایسا شخص ''محدَّث'' کے نام سے موسوم ہے۔''

ب) اسی طرح مرزا غلام قادیانی نے دوسرے مقام [2] پر بھی بعینہ حضرت مجدد کا خط نقل کرتے ہوئے کثرتِ مکالمہ والے کو ''محدَّث'' لکھا ہے۔

لیکن جھوٹے پر اللہ کی لعنت کہ جب مرزا غلام قادیانی نے ''نبوّت'' کا دعویٰ کر دیا تو مجدّدِ الف ثانی رحمہ اللہ کے مکتوبات میں ''تحریف'' کرتے ہوئے لکھا کہ: ''مجدد صاحب رحمہ اللہ سرہندی نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ اگر چہ اس امت کے بعض افراد مکالمہ ومخاطبہ الٰہیہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہیں گے۔ لیکن جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ ومخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امورِ غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں وہ ''نبی'' کہلاتا ہے۔'' [3]

خلاصہ کلام: قارئینِ کرام ! ملاحظہ فرمائیں کہ مجدد الف ثانی رحمہ اللہ ذکر فرماتے ہیں کہ جسے کثرتِ مکالمہ ہو وہ ''محدَّث'' ہوجاتا ہے۔ اب مرزا نے دو مقامات: ''براہین احمدیہ'' اور ''تحفہ بغداد'' میں مجدد صاحب کے حوالہ سے یہی تحریر کیا کہ کثرتِ مکالمہ والا ''محدَّث'' کہلاتا ہے۔ لیکن جب خود دعویٰ نبوّت کر بیٹھا تو اپنے جھوٹے دعویٰ کو سچا ثابت کرنے کے لیے ''حقیقت الوحی'' میں مجدد صاحب کی عبارت میں خیانت کرتے ہوئے ''محدَّث'' کو ''نبی'' سے بدل ڈالا۔ اور اس طرح یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ مجدد الف ثانی بھی کثرتِ مکالمہ والے کو معاذ اللہ ''نبی'' قرار دیتے تھے۔

اب آپ خود فیصلہ فرمائیں کہ یہ کتنی صریح اور کھلی بددیانتی ہے۔ کیا اس طرح کے اوچھے اور گھٹیا ہتھکنڈوں سے مرزا کی نبوّت ثابت ہوجائے گی؟ والعیاذ باللہ

چنانچہ مرزا کی اس عبارت پر اہلِ علم کی جانب سے مرزا کو چیلنج کیا گیا کہ حضرت مجدد صاحب کی عبارت مذکورہ

---

[1] براہین احمدیہ ص:546، خزائن ج:1 ص:652

[2] تحفہ بغداد ص:21، خزائن ج:7 ص:28

[3] مکتوبات مجدد الف ثانی ص:142، دفتر دوم

میں مرزا غلام قادیانی نے جس خیانتِ مجرمانہ وجرأتِ شیطنہ سے کام لیا ہے اس پر قیامت تک علمی دنیا لعنت ونفرت کا وظیفہ پڑھ کر مرزا غلام قادیانی کی روح کو ایصالِ وبال کرتی رہے گی۔ اور آج سے لگ بھگ سو سال قبل قادیانیوں کو جو چیلنج دیا گیا تھا وہ جوں کا توں برقرار ہے۔ قادیانی فرقہ مرزا غلام قادیانی سے ان خیانتوں وبددیانتیوں کو نہ کبھی دور کرسکی ہے اور نہ قیامت تک کرسکتی ہے۔

قارئینِ کرام! مذکورہ مثالیں بطورِ نموذج ذکر کیے گئے ہیں ورنہ مرزا کی علمی خیانتوں سے اُس کی زندگی بھری ہے، چونکہ یہاں ہمارا محض یہ موضوع نہیں ہے اسی لیے اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے جس یہ سمجھنا مشکل نہیں کہ جہاں مرزا کی زندگی اخلاقِ رذیلہ کا مجموعہ تھی وہاں علمی خیانت میں بھی مرزا نے جھنڈے گاڑے ہیں، باقی اس پر مزید وضاحت مرزا کے دعوؤں کے ضمن میں پیش کی جائے گی ان شاء اللہ۔

مرزا کے عقائد وافکار

مرزا کی زندگی کو دیکھا جائے تو ہم مرزا کی فکری، اعتقادی اور مذہبی زندگی کو چار حصّوں میں بیان کریں گے:

1. مرزا کے مزعومہ الہامات
2. مرزا کے تضادات
3. مرزا کے گستاخانہ افکار
4. مرزا کے اعتقادی دعوے اور ان کی وجوہات

الہاماتِ مرزا

مرزا نے اپنی تصنیفات میں جگہ جگہ اپنی وحی اور الہامات کا ذکر کیا ہے۔ مرزا کو پہلا الہام **1865**ء میں ہوا۔ اس کے بعد بقولِ مرزا جیسے الہامات کی بھرمار شروع ہوگئی اور بقول اُس کے یہ سلسلہ بیس سال تک جاری رہا۔ مرزا کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں: ’’یہ سچ ہے کہ وہ الہام جو خدا نے اس بندے پر نازل فرمایا۔‘‘[1]

---

[1] خط مرزا مندرجہ اخبار الحکم قادیان جلد 3 نمبر 29، مورخہ 17 اگست 1899

مزید کہتا ہے کہ: ''بیس سال سے متواتر اس عاجز پر الہام ہوا ہے۔''[1]

مرزا کے الہامات کی حقیقت

جہاں تک مرزا کے الہامات کی حقیقت کا تعلق ہے تو ایک طرف تو اگر اُن کا سرسری سا بھی جائزہ لیا جائے تو یہ بات ہر کس و ناکس پر واضح ہو جاتی ہے کہ ایسا بے مقصد، بے ڈھنگا اور لغو و فضول، لایعنی کلام معاذ اللہ، اللہ تعالیٰ کا تو بہت دور کسی عام نارمل انسان کا بھی نہیں ہو سکتا۔ دوسری طرف مرزا نے ان الہامات کا سہارا لیکر دجل و فریب کاری کا وہ بازار گرم کیا ہے کہ شیطان بھی شرما جائے جس کے ذریعہ اُس نے نا صرف بلند و بانگ دعوے کیے بلکہ حقائق و مسلمات تک کو بدل کے رکھ دیا جس کا ایک اہم مظاہرہ ہم گزشتہ سطور میں ''مرزا کے سلسلہ نسب'' کے تحت ذکر کر چکے ہیں جہاں اُس نے انہی الہامات کو بنیاد بنا کر اپنا سلسلہ نسب اور خاندانی نسبت تک بدل ڈالی جبکہ اس کے مزید مظاہر آئندہ سطور میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔

مرزا کے بے ہودہ الہامات

چند نمونے ملاحظہ فرمائیں: (اللہ نے مجھے کہا: اے مرزا!) تو ہمارے پانی سے ہے اور وہ لوگ فشل سے۔" (خزائن، ج:**11**، ص:**50**) عالم کباب'' آسمان سے دودھ اُترا۔ محفوظ رکھو۔''[2] ''بالو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے۔''[3] ''کنواری بیوہ ڈگری ہوگئی ہے۔۔۔ مسلمان ہے۔''[4] ''ہمارا ربّ حاجی ہے۔''[5] ''میری نعمت کا شکر کر، تو نے میری خدیجہ کو دیکھ لیا۔''[6]

قارئینِ کرام! ملاحظہ فرمائیں کہ یہ الہامِ الٰہی نہیں بلکہ الہامِ شیطانی ہیں کہ جن کا نا صرف یہ کہ کوئی سر پیر نہیں بلکہ یہ مُغلَّظات کا مجموعہ ہیں۔

---

[1] اربعین نمبر 4: ص 25

[2] البشریٰ: 2/ 112-116

[3] تتمہ حقیقۃ الوحی: ص 143

[4] براہین احمدیہ

[5] براہین احمدیہ: 3/ 523

[6] براہین احمدیہ: 3/ 557

مرزا کے فضول اور لایعنی الہامات

الہام میں شیشی دکھائی گئی اس پر لکھا تھا'' خاکسار پیپر منٹ''۔[1] ھوشعنانعسا۔[2] پشن عمر پرا طوس پلاطوس۔[3] غثم غُثم غُثم۔[4] ایک دانہ کس کس نے کھانا۔[5] خواب میں دکھائے گئے تین استرے، عطر کی شیشی۔[6] پیٹ پھٹ گیا۔[7] ہیضہ کی آمدن ہونے والی ہے[8] ایلی اوس۔[9] الہام ہوا ''خطرناک''۔[1]

قارئینِ کرام! یہ مرزا کے وہ فضول اور بے معنی الہامات ہیں جن کی سمجھ مرزا قادیانی کو خود بھی نہ ہوسکی۔

مرزا کے دجّالی وفریبی الہامات

ملاحظہ فرمائیں، مرزا لکھتا ہے:

''مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی (یعنی پھونکی گئی) اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ (Pregnant) ٹھیرایا گیا اور آخر کئی مہینے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں، بذریعہ اس الہام، مجھے مریم

---

[1] الحکم قادیان 24 فروری 1905

[2] تذکرہ ص:91 طبع چہارم

[3] تذکرہ ص:91 طبع چہارم

[4] تذکرہ ص: طبع چہارم

[5] البشریٰ ج2 ص:107

[6] تذکرہ ص:774 طبع سوم

[7] تذکرہ ص:568 طبع چہارم

[8] تذکرہ ص:614 طبع چہارم

[9] تذکرہ ص:71 طبع چہارم

[1] تذکرہ ص:762 طبع چہارم

سے عیسیٰ بنادیا گیا پس اس طرح میں ابن مریم ٹھہرا۔'' (1)

قارئینِ کرام! پیشِ خدمت ہے ''قادیانیت کا مسیح و نبی'' جو پہلے مریم بنا پھر خود ہی حاملہ بھی ہو گیا اور پھر اپنے پیٹ سے خود ہی عیسیٰ ابن مریم بن کر پیدا بھی ہو گیا۔

کوکٹیل الہامات

پیشِ خدمت ہیں کوکٹیل الہامات یعنی مختلف زبانوں میں الہامات کہ جاہل بھی جنہیں دیکھ کر مرزا کی جہالت پر لعنت بھیجیں، ملاحظہ فرمائیں:

عربی الہام: '' فحان ان تعان و تعرف بین الناس '' (2)

عبرانی الہام: ''ایلی ایلی لما سبقتنی ایلی اوس '' (3)

پنجابی الہام: پڑی پٹیکئی۔ (4) واللہ واللہ! سیدھا ہو یا اولا (5)

فارسی الہام: اسلامت برتو اے مرد سلامت (6)

ہندی الہام: الہام ہوا ہے کرشن جی رودز گوپال۔ (7)

انگریزی الہام:

"I am with you,I Love you" (8)

"We can what we will do (9)"

(1) براہین احمدیہ: 3، 238

(2) براہین احمدیہ: 3، 238

(3) البشری جلد اول ص 26

(4) تذکرہ ص 681 طبع چہارم

(5) تذکرہ ص 631 طبع چہارم

(6) تذکرہ ص 638 طبع چہارم

(7) اخبار البدر 29 اکتوبر 1903

(8) تذکرہ ص 92 طبع چہارم

(9) براہین احمدیہ: 3/ 480

عربی، انگلش اردو ملا جلا الہام: فتبارک من علم وتعلم خدا کی فیلنگ اور خدا کی مہر نے کتنا بڑا کام کیا۔[1]

تضاداتِ مرزا

الہاماتِ مرزا، تناقضات وتضادات کا شاہکار

الہاماتِ مرزا کی ایک خاصیت یہ بھی ہے کہ وہ نا صرف یہ کہ فضول و بے ہودہ اور دجّالی ہیں بلکہ تضادات وتناقضات کا مجموعہ بھی ہیں۔

اور تضادات وتناقضات کس کے کلام میں پائے جاتے ہیں، آیئے ذرا مرزا ہی کی زبانی جانتے ہیں:

مرزا بقلمِ خود رقمطراز ہے:

1. ''کسی سچیار، عقل منداور صاف دل انسان کے کلام میں ہرگز تناقض نہیں ہوتا، اگر کوئی پاگل یا مجنون یا ایسا منافق ہو کہ خوشامد کے طور پر ہاں میں ہاں ملا دیتا ہو اس کا کلام بے شک متناقض ہو جاتا ہے۔''[2]
2. ''جھوٹے کے کلام میں تناقض ضرور ہوتا ہے۔''[3]
3. ''اور ظاہر ہے کہ ایک دل میں دو متناقض باتیں نکل نہیں سکتیں کیونکہ ایسے طریق سے یا انسان پاگل کہلاتا ہے یا منافق''۔[4]
4. ''تناقض بے عقلی، بے دینی اور خبط الحواسی کی دلیل ہے''۔[5]
5. ''نبی اور فلسفی میں یہ فرق ہے کہ فلسفی کے کلام میں تضاد ہوتا ہے اور نبی کے کلام میں تضاد نہیں ہوتا''۔[6]

آپ نے ملاحظہ فرمایا ہم نے مرزا کے 5 اقوال وفتاویٰ ذکر کیے اُس شخص سے متعلق جس کے کلام میں

---

[1] خزائن ج22 ص99

[2] خزائن ج:10 ص:143، ست بچن ص:30

[3] آسمانی فیصلہ:ص:25، ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم:ص112

[4] روحانی خزائن ج:10 ص:143

[5] روحانی خزائن جلد:11 ص:83

[6] روحانی خزائن ج:16 ص:389،390

تضادات وتناقضات پائے جاتے ہوں۔

اب آیئے! ذرا مرزا کا خود کا کلام ملاحظہ فرمالیں:

الہام کی زبان اور تضاد

مرزا لکھتا ہے: ''اور یہ بالکل غیر معقول اور بے ہودہ امر ہے کہ انسان کی اصل زبان تو کوئی ہو اور الہام کسی اور زبان میں ہو جس کو وہ سمجھ بھی نہیں سکتا۔''[1]

جبکہ دوسرے مقام پر کہتا ہے: ''زیادہ تر تعجب کی بات یہ ہے کہ بعض الہامات مجھے ان زبانوں میں بھی ہوتے ہیں جن سے مجھے کچھ بھی واقفیت نہیں۔ جیسے انگریزی یا سنسکرت یا عبرانی وغیرہ۔''[2]

یاد رہے کہ مرزا کی اصل زبان تو پنجابی تھی لیکن مرزا کو الہام عربی کے ساتھ ساتھ اردو اور انگریزی میں بھی ہوتے تھے جسے دوسرے تو کیا وہ خود بھی سمجھنے سے قاصر تھا اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ وہ رحمانی الہام نہیں بلکہ شیطانی الہام ہوتے تھے۔

استاد اور تضاد

ایک مقام پر مرزا لکھتا ہے: ''بچپن کے زمانے میں میری تعلیم اس طرح پر ہوئی کہ جب میں چھ سات سال کا تھا تو ایک فارسی خوان معلّم میرے لئے نوکر رکھا گیا، جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں اور اس بزرگ کا نام فضل الٰہی تھا۔ (مرزا کے الفاظ و انداز ملاحظہ کریں، قرآن مجید پڑھانے والے کو نوکر کہتا ہے جبکہ وہ کوئی عام استاد ہی کیوں نہ ہوتا تب بھی اسے نوکر کہنا خلاف ادب و مقام ہوتا، پھر کہتا ہے:) اور جب میری عمر تقریباً دس برس کی ہوئی تو ایک عربی خوان مولوی صاحب میری تربیت کے لئے مقرر کیے گئے جن کا نام فضل احمد تھا۔ اور میں نے صرف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعد نحو، ان سے پڑھے اور بعد اس کے جب میں سترہ یا اٹھارہ سال کا ہوا تو ایک اور مولوی صاحب سے چند سال پڑھنے کا اتفاق ہوا۔

---

[1] چشمہ معرفت: ص:209

[2] نزول المسیح: ص:57

ان کا نام گل علی شاہ تھا۔ بعض طبابت کی کتابیں میں نے اپنے والد صاحب سے پڑھیں۔ ①

نیز اسی سے ملتی جلتی بات سیرت المہدی حصہ اول ص: 120، 121 روایت نمبر 129 پر بھی لکھی گئی ہے

اب آیئے دوسری طرف، مرزا کیا کہتا ہے ملاحظہ فرمائیں:

''سو میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرا حال یہی حال ہے، کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہو''۔ ②

ولادتِ سیدنا عیسی بن مریم علیہما السلام اور مرزا کی تضاد بیانی

قارئینِ کرام! سب سے پہلے تو یہ جان لیں کہ مرزا قادیانی کے نزدیک ''یسوع، مسیح، سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ہی کے نام ہیں۔ چنانچہ مرزا کی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

''مسیح ابن مریم جس کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں۔'' ③

نیز یہ بات بھی سمجھ لیں کہ سیدنا عیسی علیہ السلام معجزانہ طور پر بغیر والد کے محض اللہ کے کلمہ 'کُن' سے پیدا کیے گئے نیز قرآن مجید میں انہیں 'من جانبِ اللہ روح' قرار دیا گیا جسے اُن کی والدہ محترمہ سیدہ مریم علیہا السلام کی طرف القاء کیا گیا④ لہٰذا یہ اہلِ اسلام کے مابین ہمیشہ سے ایک مسلّمہ و متفقہ عقیدہ رہا ہے جس کا ذکر قرآن کریم میں بھی صراحت کے ساتھ کیا گیا۔

اب سیدنا عیسی بن مریم کی بابت مرزا کی تضاد بیانی ملاحظہ فرمائیں، پہلے اُن کے بن باپ کے پیدا کیے جانے کا خود اعتراف کرتا ہے پھر نا صرف انکار کرتا ہے بلکہ یہودیوں کی حمایت کرتے ہوئے معاذ اللہ کسی غیر شخص کو اُن کی والدہ سیدہ مریم طاہرہ مطہّرہ کی طرف منسوب کرتے ہوئے اُسے سیدنا عیسی علیہ السلام کا باپ قرار دیتا ہے اور اسطرح مرزا معاذ اللہ سیدہ مریم اور اُن کے صاحبزادے برگزیدہ پیغمبر سیدنا عیسی علیہما السلام پر الزام بھی جڑ دیتا ہے، ملاحظہ فرمائیں:

---

① روحانی خزائن ج:13 ص:179 تا 181، حاشیہ

② روحانی خزائن ج:14 ص:394

③ توضیح المرام ص:3، خزائن ج:3 ص:52

④ سورۃ النساء 171

''خدا نے مسیح کو بن باپ پیدا کیا تھا۔''[1]

یہ مرزا کا اعتراف ہے۔لیکن دوسرے مقام پر دیکھیے کہ مرزا کیا بکواس کرتا ہے:

''حضرت مسیح بن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ 22 برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں۔''[2]

آپ نے دیکھا کہ مرزا یہودیں کی طرح یوسف نامی شخص کو سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا باپ قرار دے رہا ہے۔
اسی طرح دیکھیے کہ پہلے مرزا یہ اعتراف کرتا ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام، اُن کی برائت، معجزات اور دیگر امور کا ذکر قرآن مجید میں مذکور ہوا، پھر دوسرے مقام پر خود ہی اس کا سرے سے ہی انکار کر دیتا ہے **ملاحظہ فرمائیں:**

''یہ قرآن شریف کا مسیح اور اس کی والدہ پر احسان ہے کہ کروڑہا انسانوں کو یسوع کی ولادت کے بارے میں زبان بند کر دی اور ان کو تعلیم دی کہ تم یہی کہو کہ وہ بے باپ پیدا ہوا۔''[3]

پھر دوسرے مقام پر لکھتا ہے کہ:

''خدا تعالیٰ نے یسوع کی قرآن شریف میں کچھ خبر نہیں دی کہ وہ کون تھا۔''[4]

قارئینِ کرام! آپ نے ملاحظہ فرمایا یہ تھیں مرزا کے مزعومہ الہامات اور مجموعہ تضادات کی چند جھلکیاں، مختصر یہ کہ مرزا کے وہ جھوٹے یا شیطانی وسوسے (مزعومہ الہامات) جو تقریباً 1879ء میں شروع ہوئے، ابتداء بطورِ مصلح ومُجدّد سے ہوئی پھر محدّث و مُلہَم پھر مہدی پھر مسیح وموعود سے ہوتے ہوئے بڑھتے بڑھتے 1901ء میں نبوت کے دعوے پر منتج ہوئے۔لہٰذا یہ سب مرزا ہی کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں، مرزا کہتا ہے:

''حال یہ ہے اگرچہ عرصہ بیس سال سے متواتر اس عاجز کو الہام ہو رہے ہیں۔اکثر دفعہ ان میں رسول یا نبی کا لفظ آ گیا ہے۔''[5]

---

[1] البشریٰ ج2 ص68

[2] ازالہ اوہام ص:303 حاشیہ،خزائن ج:3 ص:255

[3] ریویو آف ریلیجنز ج1 نمبر4 ص159، اپریل 1902ء

[4] ضمیمہ انجام آتھم ص9 حاشیہ،خزائن ج11 ص293

[5] مواہب الرحمٰن: ص43

دنیا کا بدترین گستاخ

اب آیئے! سب سے اہم مسئلہ کی طرف جو ہے ''مرزا کے گستاخانہ وشاتمانہ افکارو باتیں''۔ذیل میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے کہ مرزا کی رذیل فطرت، پلید ذہنیت اور غلیظ باتوں سے قادیانی، مرزائی، احمدی اور یہودی و برٹش امپائر تو محفوظ رہے البتہ اس کائنات کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ، اُس کے انبیاء ورسل علیہم السلام، اُس کے سب سے برگزیدہ پیغمبر خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابا کرام واہلِ بیتِ عظام رضی اللہ عنہم اور دنیا بھر کے مسلمان اس ننگِ انسانیت وشرافت، پیشوائے مرتدین، غدّار ابنِ غدّار، دشمنِ دینِ اسلام، بانیِ فتنۂِ قادیان کی بدکلامی و بدزبانی سے محفوظ نہ رہ سکے۔ملاحظہ فرمائیں:

ذاتِ باری تعالیٰ، عقیدہ توحید اور قادیانی گستاخیاں

قارئینِ کرام! اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس وہ مبارک اور عظیم ذات ہے جو اکیلا اس کائنات اور کائنات کی ہر شیئ کا خالق و مالک اور رزّاق و مدبِّر ہے وہی اکیلا معبودِ برحق بھی ہے، وہ اپنی ذات وصفات میں یکتا و اکیلا، واحد واحد ہے اُس کی نہ کوئی اولاد ہے اور نہ ہی وہ کسی کی اولاد ہے وہ ماں باپ، بیوی بچوں سے پاک ہے اور اُس کا اُس کی ذات وصفات میں کوئی شریک، نظیر ومثیل یا معاون وظہیر نہیں، وہ تمام باکمال صفات سے متصف اور ہر قسم کے تمام عیوب ونقائص سے پاک ہے، کائنات کی ہر مخلوق اُس کی طوعاً وکرہاً تسبیح وتحمید بیان کرتی ہے، وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، وہی سب کو زندہ کرتا ہے، وہی مارتا ہے، اس کے ماسوا سب مخلوق ہیں اور سب اُس کے کلمہ ''کن'' کے تحت ہیں۔لہٰذا اس کائنات میں ذاتِ باری تعالیٰ سب سے بڑھ کر احترام وتقدیر کے لائق ہے مگر مرزا قادیانی کی کتب پڑھیئے کہ کس طرح اُس نے اللہ تعالی کی شانِ اقدس میں گستاخی اور اسلامی عقیدہ توحید کو تارتار کیا ہے۔ملاحظہ فرمائیں:

قارئینِ کرام! مجھ میں یہ سکت نہیں کہ میں اللہ تعالیٰ کی شان وعظمت میں مرزا کی گستاخیاں نقل کروں، یقین جانیں انہیں نقل کرتے ہوئے اور پڑھتے ہوئے کسی معمولی سے ایمان والے کا ایمان بھی لرز جائے لیکن ''نقلِ کفر کفر نباشد'' کے تحت اور اس امید میں کہ شاید کہ کسی متلاشیِ حق کو مرزا قادیانی اور فتنہ قادیانیت کی ہولناکی کا اندازہ ہو جائے اور وہ سمجھ جائے اور اپنی اصلاح کرلے، بادلِ نخواستہ یہ سب ذکر کیا جارہا ہے:

مرزالکھتا ہے:

"میں نے اپنے کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں" اور پھر کہتا ہے: "اسی حالت میں کہہ رہا تھا کہ ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان چاہتے ہیں تو میں نے پہلے تو آسمان وزمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا جس میں کوئی ترتیب وتفریق نہ تھی پھر میں نے منشاء حق کے موافق اس کی ترتیب وتفریق کی، میں دیکھتا تھا کہ اس کے خلق پر قادر ہوں پھر میں نے آسمانی دنیا کو پیدا کیا اور کہا (إنا زينا السماء الدنيا بمصابيح) (یہ قرآن کریم کی آیات ہے جس میں اللہ تعالیٰ آسمان کی تخلیق کی بابت اپنی قدرتِ کاملہ کا بیان فرمارہا ہے جسے مرزاملعون اپنی طرف منسوب کر کے ذکر کر رہا ہے)۔ پھر میں نے کہا اب انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کریں گے پھر میری حالت کشف الہام کی طرف منتقل ہوگئی۔"[1]

مزید لکھتا ہے:

"أعطيتُ صفة الإفناء والأحياء"[2] کہ مجھے فنا کرنے اور زندہ کرنے کی صفت عطا کی گئی ہے۔"

"إنما أمرك اذا أردتَ لشيئ أن تقول له كُن فيكون"(ارے مرزا!) تیرا کام صرف یہ ہے کہ کسی چیز کا ارادہ کرے تو اسے کہے 'ہوجا' وہ ہوجائے گا۔"[3]

" أنت من مائنا وهم فى فشل" [4] (اللہ نے کہا کہ اے مرزا) تو ہمارے پانی سے ہے اور وہ لوگ فشل سے۔" "أنت منّي بمنزلة أولادي"[5] (اے مرزا!) تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ اولاد۔"

"أنت منّي بمنزلة بروزي" (اے مرزا!) تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میں ہی ظاہر ہوگیا۔"[6]

"خاطبنى الله بقوله إسمع يا ولدى"۔[7] اللہ نے مجھے مخاطب کر کے کہا اے میرے بیٹے! سن"

---

[1] روحانی خزائن، جلد:5 ص:565

[2] خطبہ الہامیہ، ص:55

[3] خزائن، ج:22، ص:501

[4] خزائن، ج:11 ص:50

[5] خزائن، ج:18، ص:91

[6] "خزائن" جلد20، ص:400

[7] "البشریٰ" ص:94

اور مرزا کے بارے میں مزید لکھا گیا کہ: "حضرت مسیح موعود (مرزا) نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے (معاذاللہ ثم معاذاللہ) رجولیت (مردانگی) کی قوت کا اظہار فرمایا۔"[1]

اور کہتا ہے: ''قیوم العالمین ایک ایسا وجود اعظم ہے جس کے لیے بے شمار ہاتھ پیر اور ہر ایک عضو اس کثرت سے ہے کہ خارج اور لاانتہا عرض اور طول رکھتا ہے اور تیندوے کی طرح اس وجودِ اعظم کی تاریں بھی ہیں جو صفحہ ہستی کی تمام کناروں تک پھیل رہی ہیں۔"[2]

''وہ خدا جس کے قبضہ میں ذرہ ذرہ ہے اس سے انسان کہاں بھاگ سکتا ہے؟ وہ فرماتا ہے کہ میں چوروں کی طرح پوشیدہ آؤں گا۔"[3]

"بعض نبیوں کی کتابوں میں میری نسبت بطورِ استعارہ فرشتہ کا لفظ آ گیا ہے اور دانی ایل بنی نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل رکھا ہے اور عبرانی لفظی معنیٰ میکائیل کے ہیں 'خدا کی مانند'۔"[4]

"ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں، جس کے ساتھ حق کا ظہور ہوگا گویا آسمان سے خدا اُترے گا۔"[5]

مرزا کائنات کا بدترین کافر

قارئینِ کرام! کفر اور کافر کی بھی کئی اقسام ہوتی ہیں لیکن مرزا کی مذکورہ عبارتیں صراحت کے ساتھ یہ بتا رہی ہیں کہ کائنات کا بدترین کفر مرزا کا تھا اور کائنات کا بدترین کافر بھی مرزا ہے، قرآن مجید نے اللہ تعالیٰ کے حق میں یہودیوں کی گستاخیوں کا ذکر فرمایا ہے لیکن مرزا کی جسارت و بدگفتاری و کفر کو دیکھ کر تو یہودی بھی شرما جائیں۔

---

[1] "اسلامی قربانی" مصنفہ: قاضی یار محمد قادیانی۔ ص:21

[2] "خزائن" جلد ۳، صفحہ 90

[3] خزائن، ج:2، ص:29

[4] "خزائن" جلد ۷، ص:314

[5] ("خزائن" ج: ص:89، 90)

لہٰذا مندرجہ بالا عبارات پڑھنے کے بعد کوئی عقل منداور معلمولی سی بھی حمیت وغیرت رکھنے والا مسلمان بلکہ انسان بھی ان عبارات اوراس کے بکنے والے کے خلاف نفرت و برائت کا اظہار کردے۔ یہ عبارات مرزا قادیانی کی کتب سے باحوالہ پیش کی گئی ہیں فرعون ونمرود نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا لیکن اس بدبخت نے تو ناصرف قرآن مجید کی وہ تمام آیات جو باری تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ کا مظہر ہیں اُن سب کی نسبت اپنی طرف کردی اور تمام کافروں کے کفر و گستاخیاں جو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی بابت کیے اُن سب سے اپنی زبان وعبارت کو آلودہ کیا بلکہ اُن سے بھی کہیں بڑھ گیا۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ! کبھی خود کو اللہ کا وجود قرار دیتا ہے، کبھی اللہ کی اولاد و بیٹا، کبھی خود کو اللہ کی بیوی اور اللہ کو اپنا مرد قرار دیتا ہے، کبھی اللہ کو تیندوے سے تشبیہ دیتا ہے کبھی چوروں سے۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ

خبردار! زہر کو اس لیے کھا جانا کہ میٹھا ہے، عقل مندی نہیں بلکہ زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھنا ہے۔ ایسا ہی مذکورہ خیالات رکھنے والے کسی شخص کو مسلمان جاننا اور اس کے لیے دل میں کسی بھی حیثیت سے نرم گوشہ تک رکھنا دنیا و آخرت برباد کرنے اور اللہ کے عذاب وانتقام میں مبتلا ہونے کا سبب ہے۔

قرآن مجید کی توہین

مرزا لکھتا ہے: ”قرآن شریف میں گندی گالیاں بھری ہیں اور قرآن عظیم سخت زبانی کے طریق کے استعمال کررہا ہے“۔ [1] اور کہتا ہے: ”قرآن مجید زمین پر سے اٹھ گیا تھا میں قرآن کو آسمان پر سے لایا۔ [2]

خاتم الأنبیاء والمرسلین محمّد رسول اللہ ﷺ کی توہین

قارئینِ کرام! ہماری جو حالت اللہ تعالیٰ کی شان وعظمت میں لکھتے ہوئے تھی وہی یہاں اور آگے بھی لکھتے ہوئے ہے لیکن انہی مذکورہ مقاصد کے تحت ہم اسے نقل کرنے پر مجبور ہیں کہ یا تو ہدایت حاصل ہوجائے یا اتمامِ حجت ہوجائے۔ ملاحظہ فرمائیں، مرزا لکھتا ہے:

---

[1] ازالہ اوہام ص28، 29

[2] ایضاً حاشیہ ص:380

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیسائیوں کے ہاتھ کا پنیر کھالیتے تھے حالانکہ مشہور تھا کہ سور کی چربی اس میں پڑتی ہے''۔[1] ''مرزا قادیانی کا ذہنی ارتقاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تھا۔''[2] ''اسلام محمد عربی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے زمانہ میں پہلی رات کے چاند کی طرح تھا اور مرزا قادیانی کے زمانہ میں چودہویں رات کے چاند کی طرح ہوگیا''۔[3] ''مرزا قادیانی کی فتح مبین آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فتح مبین سے بڑھ کر ہے''۔[4] ''اس کے یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے چاند گرہن کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لیے چاند اور سورج دونوں کا اب کیا تو انکار کرے گا''۔[5] ''محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں ۔۔۔محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل غلام احمد کو دیکھے قادیان میں ۔۔[6]

''اس صورت میں کیا اس بات میں کوئی شک رہ جاتا ہے کہ قادیان میں اللہ تعالیٰ نے پھر محمد کو اتارا تاکہ اپنے وعدہ کو پورا کرے۔[7] ''سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا''۔[8] ''خدا نے آج سے بیس برس پہلے 'براہین احمدیہ' میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی وجود قرار دیا ہے۔[9]

مرزائیوں نے **17** جولائی **1922** کے (الفضل) میں دعویٰ کیا کہ یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کرسکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پاسکتا ہے حتیٰ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی بڑھ سکتا ہے۔

قارئینِ کرام! یہ ہے پیشوائے قادیانیت اور اُس کے پیروکاروں کا مکروہ چہرہ۔ أذلّهم الله في الدّارين و قبّحَ وجوهَهُم و أنزَلَ عليهم بأسَه الذي لاتَرُدّه عن القومِ المُجرمين

---

[1] مکتوب مرزا غلام احمد قادیانی مندرجہ اخبار: الفضل، 22 فروری 1924

[2] بحوالہ قادیانی مذہب ص:266، اشاعت نہم مطبوعہ لاہور

[3] خطبہ الہامیہ ص:184

[4] خطبہ الہامیہ ص:193

[5] اعجاز احمدی مصنفہ غلام احمد قادیانی ص:71

[6] قاضی محمد ظہور الدین اکمل، اخبار بدر، نمبر 43، ج:2 قادیان 25 اکتوبر 1906)

[7] کلمہ الفصل ص:105

[8] دافع البلاء کلاں تختی ص:11، تختی خورد ص:23، انجام آتھم ص:62

[9] ایک غلطی کا ازالہ ص:10

دین اسلام کی توہین

ملاحظہ فرمائیں قادیانیوں کے یہاں دینِ اسلام کا مقام: ’’قادیانیوں کے نزدیک مرزا قادیانی کی نبوت کے بغیر دینِ اسلام لعنتی، شیطانی، مردہ اور قابلِ نفرت ہے‘‘۔ [1]

مرزائیوں قادیانیوں کا اسلام کے ساتھ رشتہ

خود قادیانیوں کی زبانی ملاحظہ فرمائیں:

’’تحریک احمدیت ’اسلام‘ کے ساتھ وہی رشتہ رکھتی ہے جو عیسائیت کا یہودیت کے ساتھ تھا‘‘۔ [2]

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی توہین

قارئینِ کرام! مرزا قادیانی کو پڑھنے سے پہلے ہم سمجھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے عظیم و برگزیدہ پیغمبر پاکیزہ ماں کے پاکباز بیٹے سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کی شان میں یہود سب سے بڑھ کر گستاخی کرتے ہیں لیکن مرزا کو پڑھنے کے بعد آپ شاید یہود کی گستاخیوں کو بھول جائیں۔ یہ ہے پیشوائے قادیانیت مرزا غلام قادیانی لعنة الله عليه و على أتباعه و أعوانه و عليهم من الله مايستحقون۔

گستاخیوں کی چند جھلکیاں ملاحظہ فرمائیں:

’’آپ (سیدنا عیسیٰ علیہ السلام) کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے تین دادیاں اور نانیاں آپ کی (معاذ اللہ) زناء کار اور کسبی عورتیں تھیں، جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا‘‘۔ [3]

’’مسیح (علیہ السلام) کا چال چلن کیا تھا، ایک کھاؤ پیو، نہ زاہد، نہ عابد نہ حق کا پرستار، متکبر، خود بین، خدائی کا دعویٰ کرنے والا‘‘۔ [4] ’’یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے اس کا سبب تو یہ

---

[1] ضمیمہ براہین پنجم ص:183، ملفوظات، ج:1، ص:127

[2] (محمد علی لاہور قادیانی مباحثہ راولپنڈی ص:240

[3] ضمیمہ انجام آتھم، حاشیہ ص:7 مصنفہ غلام احمد قادیانی

[4] مکتوبات احمدیہ ص:21 تا 24 ج:3

تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے''۔ (1)

''عیسیٰ (علیہ السلام) کو گالی دینے، بدزبانی کرنے اور جھوٹ بولنے کی عادت تھی اور چور بھی تھے۔ (2)

''یسوع (علیہ السلام) اسلیے اپنے تئیں نیک نہیں کہہ سکتا کہ لوگ جانتے تھے کہ یہ شخص شرابی کبابی ہے اور خراب چلن، نہ خدائی کے بعد بلکہ ابتداء ہی سے ایسا معلوم ہوتا ہے چنانچہ خدائی کا دعویٰ شراب خوری کا ایک بدنتیجہ ہے۔ (3) ''ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے۔ (4)

اہلِ بیتِ اطہار رضی اللہ عنہم اجمعین کی توہین

سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ کی توہین

مرزا لکھتا ہے کہ: پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑو اب نئی خلافت لو۔ ایک زندہ علی (مرزا) تم میں موجود ہے اس کو چھوڑتے ہو اور مردہ علی (رضی اللہ عنہ) کو تلاش کرتے ہو۔ (5)

جگر گوشۂ رسول سیدہ فاطمہ الزاہرا رضی اللہ عنہا کی توہین

مرزا لکھتا ہے کہ: ''حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ میں اس میں سے ہوں''۔ (6)

نواسہ رسول سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی توہین

مرزا لکھتا ہے کہ: ''اور میں خدا کا کشتہ ہوں اور تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ ہے پس فرق کھلا کھلا اور ظاہر

---

(1) کشتی نوح حاشیہ ص: 75 مصنفہ غلام احمد قادیانی

(2) ضمیمہ انجام آتھم ص: 5،6

(3) ست بچن، حاشیہ، ص: 172، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی

(4) دافع البلاء ص: 20

(5) ملفوظات احمدیہ: 131، جلد اول

(6) ایک غلطی کا ازالہ حاشیہ ص 9 مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی

ہے۔[1] ''کربلائیست سیر ہر آنم صد حسین اس در گریبانم۔۔۔میری سیر ہر وقت کربلا میں ہے۔میرے گریبان میں سو حسین پڑے ہیں''۔[2]

''تم نے خدا کے جلال اور مجد کو بھلا دیا اور تمہارا اور دصرف حسین ہے۔۔۔کستوری کی خوشبو کے پاس گوہ کا ڈھیر ہے۔[3]

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی توہین

''حضرت مسیح موعود نے اسکے متعلق بڑا زور دیا ہے اور فرمایا ہے کہ جو بار بار یہاں (قادیان) نہ آئے مجھے ان کے ایمان کا خطرہ ہے۔پس جو قادیان سے تعلق نہیں رکھے گا وہ کاٹا جائے گا تم ڈرو کہ تم میں سے نہ کوئی کاٹا جائے پھر یہ تازہ دودھ کب تک رہے گا۔آخر ماؤں کا دودھ بھی سوکھ جایا کرتا ہے کیا مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے یہ دودھ سوکھ گیا کہ نہیں۔[4]

''قرآن شریف میں تین شہروں کا ذکر ہے یعنی مکہ اور مدینہ اور قادیان کا''۔[5]

اسلام کی مقدس اصطلاحات کا ناجائز استعمال

''ام المومنین'' کی اصطلاح کا استعمال مرزا غلام احمد قادیانی کی بیوی کیلئے کیا جاتا ہے۔یہ اصطلاح بحکمِ الٰہی ، نبی آخر الزماں جناب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ علیہن اجمعین کیلئے مخصوص ہے۔ملاحظہ فرمائیں ، قرآن مجید سورۃ الاحزاب،آیت نمبر 6: ﴿النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ ۖ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ ﴾۔یہ نبی (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)''مومنوں پر خود ان سے بھی زیادہ حق رکھنے والے ہیں اور ان کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں''۔

---

[1] اعجاز احمدی ص:81

[2] نزول المسیح ص:99 مصنفہ مرزا غلام احمد

[3] اعجاز احمدی ص:82،مصنفہ مرزا غلام احمد

[4] مرزا بشیر الدین محمود احمد مندرجہ حقیقت الرؤیا ص46

[5] خطبہ الہامیہ ص:20 حاشیہ

اسی طرح ''سیدۃ النساء'' کی اصطلاح بھی مرزا غلام قادیانی کی بیٹی کیلئے استعمال کی جاتی ہے حالانکہ حدیثِ پاک کی رو سے یہ اصطلاح صرف جگر گوشہ رسول، خاتونِ جنت، سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کیلئے مخصوص ہے۔

تمام مسلمانوں کو کافر قرار دینا

مرزا لکھتا ہے: ''جو شخص مجھ پر ایمان نہیں رکھتا وہ کافر ہے''۔ [1]

مرزا کا خلیفہ لکھتا ہے: ''کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ [2]

''ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا، یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا اور یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتا ہے پر مسیح موعود کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ [3]

دنیا بھر کے مسلمانوں کی توہین اور اُن کے خلاف بغض وعداوت

قارئینِ کرام! تمام مسلمانوں کی توہین کے تعلق سے ہم گفتارِ مرزا میں تفصیلاً ذکر کر چکے ہیں کہ مرزا ملعون کتنی نفرت و بیزاری رکھتا تھا اور اپنے ماننے والے مرزائیوں و قادیانیوں کو بھی اسی نفرت و برائت اور بغض و عداوت کی تعلیم دیتا رہا، یہاں ہم اُس کے سوشل بائکاٹ کے تعلق سے کچھ مثالیں ذکر کیے دیتے ہیں جس سے دنیا بھر کے غیر احمدیوں یعنی حقیقی و سچے مسلمانوں کے خلاف مرزا اور اس کے پیروکار مرزائیوں و قادیانیوں کی نفرت و عداوت واضح ہو جاتی ہے، ملاحظہ فرمائیں:

''کُل مسلمانوں نے مجھے قبول کر لیا اور میری دعوت کی تصدیق کر لی مگر 'کنجریوں اور بدکاروں کی اولاد' نے مجھے نہیں مانا''۔ [4] ''جو دشمن میرا مخالف ہے وہ 'عیسائی، یہودی، مشرک اور جہنمی' ہے''۔ [5]

---

[1] حقیقت الوحی نمبر 163

[2] آئینہ صداقت ص ۳۵، مصنفہ مرزا بشیر الدین محمود خلیفہ قادیان

[3] کلمۃ الفصل ص 110

[4] آئینہ کمالات ص 547

[5] نزول المسیح ص 4، تذکرہ 227

'میرے مخالف جنگلوں کے 'سؤر' ہو گئے اوران کی عورتیں 'کتیوں' سے بڑھ گئیں۔ [1] ''جو ہماری فتح کا قائل نہ ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو 'ولدالحرام' بننے کا شوق ہے اور 'حلال زادہ نہیں'۔'' [2]

قارئینِ کرام! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ایک طرف تو یہ بغض ونفرت ہے اور دوسری طرف مرزائیوں کا مسلمانوں سے یہ تقاضا ہے کہ انہیں اپنا حصہ سمجھا جائے۔ انہیں برابر کے حقوق ملیں اور مسلمان معاشرتی زندگی میں ان سے مل جل کر رہیں۔ اس کو آپ حقیقت کا نام دیں گے یا منافقت کا کہ ان کی یہ جملہ خواہشیں اور جملہ تقاضے ان کے پیشوا اوران کے پسماندگان کی تعلیمات کے خلاف ہیں۔

مرزائی دنیا کی تحریرات میں شادی بیاہ سے لے کر جنازہ اور تدفین تک جملہ معاملات میں مسلمانوں کے بائیکاٹ اور انقطاع کی تعلیم ہے اور اس پر بھرپور زور دیا گیا ہے کہ مسلمانوں سے کسی قسم کا معاملہ نہ رکھیں۔ حتیٰ کہ ان کے معصوم بچوں کا جنازہ تک نہ پڑھیں۔

سوال یہ ہے کہ جب مرزا غلام احمد قادیانی اوراس کے خلفاء کی تعلیمات یہ ہیں تو پھر وہ مسلمانوں سے باہمی روابط کا کیوں مطالبہ اور تقاضا کرتے ہیں۔ ان دوغلے اور منافقانہ رول کا اندازہ کرنے کے لئے درج ذیل تحریرات سب سے بڑا ثبوت ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

''حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے اس احمدی پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا ہے۔ جو اپنی لڑکی غیر احمدی کو دے۔ آپ سے ایک شخص نے بار بار پوچھا اور کئی قسم کی مجبوریوں کو پیش کیا۔ لیکن آپ نے یہی فرمایا کہ لڑکی کو بٹھائے رکھو۔ لیکن غیر احمدیوں میں نہ دو۔ آپ کی وفات کے بعد اس نے غیر احمدیوں کو لڑکی دے دی تو حضرت خلیفہ اوّل حکیم نورالدین نے اس کو احمدیوں کی امامت سے ہٹا دیا اور جماعت سے خارج کر دیا اور اپنی خلافت کے چھ سالوں میں اس کی توبہ قبول نہ کی۔ باوجود کہ وہ بار بار توبہ کرتا رہا۔'' [3]

---

[1] نجم الہدیٰ ص 53

[2] انوار الاسلام ص 30

[3] انوار خلافت ص ۹۳، ۹۴

''ہم تو دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے غیر احمدیوں کے ساتھ صرف وہی سلوک جائز رکھا ہے جو نبی کریم ﷺ نے عیسائیوں کے ساتھ کیا۔ غیر احمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں۔ ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا۔ ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا۔۔۔ دینی تعلقات کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہونا ہے اور دنیوی تعلقات کا بھاری ذریعہ رشتہ ناطہ ہے۔ سو یہ دونوں ہمارے لئے حرام قرار دیئے گئے۔ اگر کہو کہ ہم کو ان کی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے تو میں کہتا ہوں کہ نصاریٰ کی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے۔'' (یعنی مسلمانوں کی قطعی نہیں) [1]

''ہمارا یہ فرض ہے کہ غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور نہ ان کے پیچھے نماز پڑھیں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں۔'' [2]

''غیر احمدی مسلمانوں کا جنازہ پڑھنا جائز نہیں۔ حتیٰ کہ غیر احمدی معصوم بچے کا بھی جائز نہیں۔'' [3]

چوہدری ظفر اللہ سابقہ وزیر خارجہ پاکستان اور قائد اعظم محمد علی جناح کی نماز جنازہ

''نیز معلوم عام بات ہے کہ چوہدری ظفر اللہ خان وزیر خارجہ پاکستان، قائد اعظم محمد علی جناح کی نماز جنازہ میں شریک نہیں ہوا اور الگ بیٹھا رہا۔ جب اسلامی اخبارات اور مسلمان اس چیز کو منظر عام پر لائے تو جماعت احمدیہ کی طرف سے جواب دیا گیا کہ: ''جناب چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب پر ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ آپ نے قائد اعظم کا جنازہ نہیں پڑھا۔ تمام دنیا جانتی ہے کہ **قائد اعظم احمدی نہ تھے**۔ لہٰذا جماعت احمدیہ کے کسی فرد کا ان کا جنازہ نہ پڑھنا کوئی قابل اعتراض بات نہیں۔'' [4]

بعد میں مولانا محمد اسحٰق مانسہرویؒ نے دریافت کیا کہ چوہدری صاحب آپ نے جنازہ کے موقع پر موجود

---

[1] کلمۃ الفصل ج:14 نمبر:4، ص:169

[2] انوار خلافت ص:90

[3] انوار خلافت ص:93، الفضل قادیان مورخہ 21/اگست 1917، مورخہ 30/جولائی 1931

[4] ٹریکٹ نمبر 22 عنوان احراری علماء کی راست گوئی کا نمونہ، الناشر مہتمم نشر و اشاعت نظارت دعوت و تبلیغ، صدر انجمن احمدیہ ربوہ

ہوتے ہوئے قائداعظم کے جنازہ میں کیوں شرکت نہیں کی تو ظفر اللہ خان نے جواب دیا۔

''مولانا آپ مجھے مسلمان حکومت کا ایک کافر ملازم یا ایک کافر حکومت کا مسلمان ملازم خیال کر لیں۔''

قادیانیوں کا اکھنڈ بھارت کا خواب

قادیانی خلیفہ کے عزائم ملاحظہ فرمائیں:

''یہ اور بات ہے ہم ہندوستان کی تقسیم پر رضامند ہوئے تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے اور پھر یہ کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح جلد متحد ہو جائیں۔[1]

پاکستان سے نفرت و ازلی دشمنی

قادیانی خلیفہ کیا اظہار، ملاحظہ فرمائیں:

اللہ تعالیٰ اس ملک پاکستان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیگا۔ آپ (احمدی) بے فکر رہیں۔ چند دنوں میں (احمدی) خوشخبری سنیں گے کہ یہ ملک صفحہ ہستی سے نیست و نابود ہو گیا ہے۔[2]

مرزا کے اعتقادی دعوے

قارئینِ کرام! یہ ہمارے مضمون کا سب سے اہم حصہ ہے۔ اس سے پہلے کہ ہم مرزا کے اعتقادی دعوے ذکر کریں، ہم یہ عرض کریں گے اب تک مرزا کی زندگی کے ہر اہم پہلو سے متعلق جو کچھ ہم نے لکھا آپ اسے سامنے رکھتے ہوئے مرزا کے ان دعوؤں کا جائزہ لیں تو یہ بات بہت آسانی سے سمجھ میں آجائے گی کہ مرزا کے ان دعوؤں کی حیثیت محض ایک مخبوط الحواس، شہرت کے بھوکے، انگریز کے زلہ خوار اور دیوانے کی بھڑک کے سوا کچھ نہیں جس کا مقصد اپنے مغربی آقاؤں کو خوش کرنا اور اُن کے نمک کو حلال کرتے ہوئے اسلام اور اہلِ اسلام کو کمزور کرنا تھا، لہٰذا آیئے! مرزا کے دعوؤں کو ملاحظہ فرمائیں:

مرزا کی اعتقادی اور مذہبی زندگی کا عملی آغاز ایک مناظر کی حیثیت سے ہوتا ہے، چونکہ وہ مناظروں کا دور تھا اس لیے مرزا نے بھی اس شعبہ میں خود کو آزمایا اور تسخیری عملیات اور اَوراد و وظائف کی طرف مشغول

---

[1] مرزا بشیر الدین محمود احمد، الفضل، ربوہ، ۱۷ مئی 1947

[2] مرزا طاہر قادیانی خلیفہ چہارم کا سالانہ جلسہ لندن 1985

ہو گیا جس کے لیے تقریباً کئیں ماہ پر مشتمل چلّہ کشی بھی کی اور ''مسمریزم'' کی مشق بھی کی اور مخالفینِ اسلام سے مذہبی بحث و مباحثہ شروع کر دیا اور اسی سلسلہ میں قدیم ہندو مشرک آریہ قوم (آریوں) کے خلاف مضمون نگاری بھی شروع کر دی اور پھر غالباً **1877**ء اور **1878**ء میں مناظرانہ چیلنج بازی کا طریقہ اپناتے ہوئے خوب اشتہار بازی بھی کی۔ اور پھر **50**/اجزا پر مشتمل براہین احمدیہ نامی ایسی کتاب لکھنے کا اعلان کیا جس میں تین سو دلائل ہوں گے جن کا کسی کے پاس جواب نہیں۔ اس کا حصہ اوّل اور دوم **1880**ء میں جبکہ حصہ سوم **1882**ء اور حصہ چہارم **1884**ء میں شائع کیا۔ مرزا کی تحاریر جن مغلظات کا مجموعہ ہے اُس کی چند جھلکیاں آپ نے ملاحظہ فرمائیں، مزید مرزا کی زندگی بھر کی یہ محنتیں کن مقاصد کے حصول اور کن آقاؤں کیلیے تھیں اگلی سطور میں عنوان ''انگریز، خاندانِ مرزا اور قادیانیت'' کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

سو اس طرح مرزا مسلمانوں میں مناظرِ اسلام کی حیثیت سے جانا جانے لگا اور پھر مرزا کے دعوؤں کا آغاز ہوا جن کا تذکرہ بالترتیب ذیل میں کیا جا رہا ہے:

بیت اللہ ہونے کا دعویٰ

''خدا نے اپنے الہام میں میرا نام بیت اللہ بھی رکھا ہے۔''[1]

1882ء میں مجدد ہونے کا دعویٰ

''جب تیرھویں صدی کا اخیر ہوا اور چودھویں کا ظہور ہونے لگا تو خدا تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ سے مجھے خبر دی کہ تو اس صدی کا مجدد ہے۔''[2]

1882ء میں مامور ہونے کا دعویٰ

''میں خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہوں۔''[3]

---

[1] اربعین نمبر ۴ ص ۱۵، حاشیہ، خزائن ج ۱۷ ص ۴۴۵

[2] کتاب البریہ ص ۱۸۳، حاشیہ، خزائن ج ۱۳ ص ۲۰۱

[3] نصرۃ الحق براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۵۲، خزائن ج ۲۱ ص ۶۶، کتاب البریہ ص ۱۸۴، خزائن ج ۱۳ ص ۲۰۲

1882ء میں نذیر ہونے کا دعویٰ

”الرحمن علم القرآن، لتنذر قوما ما انذر آباؤھم

ترجمہ: خدا نے تجھے قرآن سکھلایا تا کہ تو ان لوگوں کو ڈرائے۔ جن کے باپ دادے ڈرائے نہیں گئے۔“[1]

1883ء میں آدم، مریم اور احمد ہونے کا دعویٰ

”یا اٰدم اسکن انت وزوجک الجنة یا مریم اسکن انت وزوجک الجنة یا احمد اسکن انت وزوجک الجنة نفخت فیک من لدنی روح الصدق“

”اے آدم، اے مریم، اے احمد! تو اور جو شخص تیرا تابع اور رفیق ہے۔ جنت میں یعنی نجات حقیقی کے وسائل میں داخل ہو جاؤ میں نے اپنی طرف سے سچائی کی روح تجھ میں پھونک دی ہے۔“[2]

تشریح ”مریم سے مریم ام عیسیٰ مراد نہیں اور نہ آدم سے آدم ابوالبشر مراد ہے اور نہ احمد سے اس جگہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ہیں اور ایسا ہی ان الہامات کے تمام مقامات میں کہ جو موسیٰ اور عیسیٰ اور داؤد وغیرہ نام بیان کئے گئے ہیں۔ ان ناموں سے بھی وہ انبیاء مراد نہیں ہیں۔ بلکہ ہر ایک جگہ یہی عاجز مراد ہے۔“[3]

1884ء میں رسالت کا دعویٰ

الہام: ”انی فضلتک علی العالمین قل ارسلت الیکم جمیعا میں نے تجھ کو تمام جہانوں پر فضیلت دی کہ میں تم سب کی طرف بھیجا گیا ہوں۔“[4]

---

[1] تذکرہ ص ۴۴، طبع سوم، ضرورۃ الامام ص ۱۳۱، خزائن ج ۱۳ ص ۵۰۲، براہین احمدیہ حصہ ۵ ص ۵۲، خزائن ج ۲۱ ص ۶۶

[2] تذکرہ ص ۷۰، طبع سوم، براہین احمدیہ ص ۴۹۷، خزائن ج ۱ ص ۵۹۰ حاشیہ

[3] مکتوبات احمدیہ ج ۱ ص ۸۲، مکتوب بنام میر عباس علی بحوالہ تذکرہ ص ۷۰ حاشیہ طبع سوم

[4] تذکرہ ص ۱۲۵ طبع سوم، مکتوب حضرت مسیح موعود مرزا مورخہ ۳۰ دسمبر ۱۸۸۴ء، اربعین نمبر ۲ ص ۷، خزائن ج ۱۷ ص ۳۵۳

1886ء میں توحید و تفرید کا دعویٰ

الہام: ''تو مجھ سے ایسا ہے جیسی میری توحید اور تفرید۔''[1] ''تو مجھ سے اور میں تجھ سے ہوں۔''[2]

1889ء میں مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ

''اللہ جل شانہ کی وحی اور الہام سے میں نے مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور یہ بھی میرے پر ظاہر کیا گیا ہے کہ میرے بارے میں پہلے سے قرآن شریف اور احادیث نبویہ میں خبر دی گئی ہے اور وعدہ دیا گیا ہے۔''[3]

1891ء میں مسیح ابن مریم ہونے کا دعویٰ

الہام: ''جعلناک المسیح بن مریم (ہم نے تجھ کو مسیح ابن مریم بنایا) ان کو کہہ دے کہ میں عیسیٰ کے قدم پر آیا ہوں۔''[4] ''ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے''[5]

1892ء میں صاحب کن فیکون ہونے کا دعویٰ

الہام: ''انما امرک اذا اردت شیئًا ان تقول له کن فیکون یعنی تیری یہ بات ہے کہ جب تو کسی چیز کا ارادہ کرے تو اسے کہے کہ ہو جا تو وہ ہو جائے گی۔''[6]

1898ء میں مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ

''بشرنی وقال ان المسیح الموعود الذی یرقبونه والمهدی المسعود الذی ینتظرونه هوانت خدا نے مجھے بشارت دی اور کہا کہ وہ مسیح موعود اور مہدی مسعود جس کا انتظار کرتے ہیں وہ تو ہے۔''[7]

---

[1] تذکرہ ص ۳۸۱ طبع دوم [2] تذکرہ ص ۴۳۶، طبع دوم

[3] تذکرہ ص ۱۷۲، طبع سوم، تبلیغ رسالت ج ۱ ص ۱۵۹، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۰۷

[4] تذکرہ ص ۱۸۶، طبع سوم، ازالہ اوہام ص ۴۳۴، خزائن ج ۳ ص ۴۴۲

[5] دافع البلاء ص ۲۰، خزائن ج ۱۸ ص ۲۴۰

[6] تذکرہ: صفحہ 203 طبع سوم، براہین احمدیہ حصہ ۵ ص ۹۵، خزائن ج ۲۱ ص ۱۲۴

[7] تذکرہ ص ۲۵۷، طبع سوم، اتمام الحجۃ ص ۳، خزائن ج ۸ ص ۲۷۵

1898ء میں امام زماں ہونے کا دعویٰ

’’سو میں اس وقت بے دھڑک کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے فضل اور عنایت سے وہ امام زماں میں ہوں۔‘‘[1]

1900ء تا 1908ء ظلی نبی ہونے کا دعویٰ

’’جب کہ میں بروزی طور پر آنحضرت ﷺ ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں۔ تو پھر کون سا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔‘‘[2]

نبوت ورسالت کا دعویٰ

1. ...... ’’انا انزلناه قريباً من القاديان ہم نے اس کو قادیان کے قریب اتارا ہے۔‘‘ [3]
2. ...... ’’سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔‘‘ [4]
3. ...... ’’میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں۔ یعنی بھیجا گیا بھی اور خدا سے غیب کی خبریں پانے والا بھی۔‘‘[5]
4. ...... ’’خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا۔‘‘[6]
5. ...... ’’وہ قادر خدا قادیان کو طاعون کی تباہی سے محفوظ رکھے گا۔ تا تم سمجھو کہ قادیان اسی لئے محفوظ رکھی گئی کہ وہ خدا کا رسول اور فرستادہ قادیان میں تھا۔‘‘[7]

---

[1] ضرورۃ الامام ص ۲۴، خزائن ج ۱۳ ص ۴۹۵
[2] ایک غلطی کا ازالہ ص ۸، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۲
[3] براہین احمدیہ ص ۴۹۹، خزائن ج ۱ ص ۵۹۳، الحکم ج ۴، ش ۳۰، مورخہ ۲۴/اگست ۱۹۰۰ئ، بحوالہ تذکرہ ص ۳۶۷ طبع سوم
[4] دافع البلاء ص ۱۱، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۱
[5] ایک غلطی کا ازالہ ص ۷، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۱
[6] اربعین نمبر ۳ ص ۳۶، خزائن ج ۱۷ ص ۴۲۶، ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۲۴، خزائن ج ۱۷ ص ۷۳
[7] دافع البلاء ص ۵، خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۵، ۲۲۶

مستقل صاحب شریعت، نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ

1 ”قل یایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا أی مرسل من اللہ اور کہہ کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف خدا تعالیٰ کا رسول ہو کر آیا ہوں۔“[1]

2 ...... ”انا ارسلنا الیکم رسولاً شاہداً علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولاً“ ”ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا ہے۔ اسی رسول کی مانند جو فرعون کی طرف بھیجا گیا تھا۔“[2]

3 ......”یٰسن انك لمن المرسلین علی صراط مستقیم“ ”اے سردار تو خدا کا مرسل ہے راہ راست پر۔“[3]

4 ...... ”فکلمنی ونادانی وقال انی مرسلك الیٰ قوم مفسدین وانی جاعلك للناس اماما وانی مستخلفك اکراما کما جرت سنتی فی الأولین“[4]

5 ”ھو الذی أرسل رسوله بالھدیٰ ودین الحق لیظھره علی الدین کله “[5]

6 ...... ”اب ظاہر ہے کہ ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ، خدا کا مامور، خدا کا امین، اور خدا کی طرف سے آیا ہے۔ جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے۔“[6]

مذکورہ بالا وہ تمام آیات جو آقا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوّت و رسالت حقانیت وصداقت میں نازل ہوئی تھیں، مرزا ملعون نے اُن تمام آیات کا مصداق خود کو بناتے ہوئے صراحتاً نبوّت و رسالت کا دعویٰ کیا۔

---

[1] اشتہار معیار الاخیار ص ۳، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۷۰، منقول از تذکرہ ص ۳۵۲، طبع سوم

[2] حقیقت الوحی ص ۱۰۱، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۵

[3] حقیقت الوحی ص ۱۰۷، خزائن ج ۲۲ ص ۱۱۰

[4] انجام آتھم ص ۷۹، خزائن ج ۱۱

[5] انجام آتھم ص ۷۹، خزائن ج ۱۱

[6] انجام آتھم ص ۶۲، خزائن ج ۱۱ ص ۶۲

قارئینِ کرام! یہ تھے مرزا کے دعوے جنہیں کوئی صاحبِ فطرتِ سلیمہ وصاحبِ عقل ماننا تو درکنار سمجھنے سے بھی قاصر ہے، لہٰذا ان دعوؤں کی حقیقت پر مزید کچھ کہے ہم آخر میں انتہائی اختصار کے ساتھ یہ ذکر کریں گے کہ آخر مرزا نے یہ دعوے کیے کیوں؟

مرزے کے دعوائے نبوت اور ایک شبہ کا ازالہ

قارئین کرام! یہ ایک حقیقت ہے کہ مرزا اپنی ابتدائی زندگی میں نا صرف یہ کہ محمّد رسول اللہ کی ختمِ نبوّت پر ایمان رکھتا تھا بلکہ ختمِ نبوّت کے منکر کو کافر بھی قرار دیتا تھا لیکن، لیکن جیسا کہ ہم نے ذکر کیا کہ پھر تدریجاً مرزا کے دعوؤں کا آغاز ہوا جو دعوائے نبوّت و رسالت بلکہ دعوائے خدائی پر منتج ہوا۔ لہٰذا آج بھی مرزائیوں اور قادیانیوں کا طریقہ واردات یہ ہے کہ وہ مرزا کی ابتدائی زندگی کی تحاریر وفتاویٰ جو ختمِ نبوت کے اقرار اور منکرِ ختمِ نبوت کے کفر کے فتوؤں پر مشتمل ہیں انہیں پیش کر کے عام ومعصوم مسلمانوں کو ورغلانے و بہکانے کے ساتھ ساتھ اپنے کفر و باطل عزائم کو چھپانے کی کوشش کرتے ہیں جس سے خبردار رہنا چاہیے!!!

آخر مرزا نے یہ دعوے کیے کیوں؟

قارئینِ کرام! اگر مرزا کی زندگی، مرزا کے خاندان اور اُس وقت کے حالات کو دیکھا جائے تو ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ مرزا کی اس مکروہ زندگی اور اس کے دعوؤں کے پیچھے تین بنیادی وجوہات ومقاصد تھے:

1. مرزا کا انگریز کا وفادار اور قوم وملت کا غدّار خاندان۔
2. مرزا کی رذیل وخبیث طبیعت وفطرت کہ جو دنیا کی طمع، پیسے، جاہ اور شہرت کی ہوس سے پُر تھی۔
3. اور اس پر مستزاد مرزا کی ذہنی وجسمانی حالت، بیماریاں کہ جس نے مرزا کو مخبوط الحواس بنا دیا تھا۔

انگریز، خاندانِ مرزا اور قادیانیت

قارئینِ کرام! مرزا کے خاندان کا انگریز کے ساتھ کیا رشتہ وتعلق تھا پہلے آپ خود مرزا کی زبانی ملاحظہ فرمالیں پھر ہم کچھ مزید عرض کریں گے۔ مرزا لکھتا ہے:

’’میرے والد صاحب میرا خاندان ابتداء سے سرکارِ انگریز کے بدل و جان، ہوا خواہ اور وفادار رہے

اور گورنمنٹ عالیہ انگریزی کے معزز افسروں نے مان لیا ہے کہ یہ خاندان کمال درجہ پر خیرخواہ سرکارِ انگریز ہے۔[1]

مزید ملاحظہ فرمائیں، مرزا لکھتا ہے: ''میں دعوے سے کہتا ہوں کہ میں تمام مسلمانوں سے اول درجہ کا خیرخواہ گورنمنٹ انگریزی کا ہوں کیونکہ مجھے تین باتوں نے خیرخواہی میں اول درجہ کا بنا دیا ہے۔(1) والد مرحوم کے اثر نے (2) اس گورنمنٹ عالیہ کے احسانوں نے (3) خدا تعالیٰ کے الہام نے۔ اب میں اس گورنمنٹ کے زیر سایہ ہر طرح خوش ہوں۔''[2]

مرزا کی زندگی بھر کی تحریر و تحقیق اور مزعومہ مذہبی خدمات کا خلاصہ

مزید مرزا کی زندگی بھر کی تحریر و تحقیق اور مذہب کے نام پر خدمات کا خلاصہ بھی نوٹ فرمالیں:
''قابلِ توجہ گورنمنٹ ہند'' کے عنوان سے ایک چٹھی ''انجام آتھم'' میں درج کی ہے۔ جس میں مرزا لکھتا ہے کہ:

''واشعنا الكتب فی حماية اغراض الدولة الی بلاد الشام والروم وغيرها من الديار البعيد وهذا أمر لن تجدالدولة نظيرها فی غيرها من المخلصين''

کہ ''دولتِ برطانیہ کے اغراض و مقاصد کی حمایت میں ہم نے بہت سی کتابیں لکھ کر شام اور روم اور دیگر بلاد بعیدہ میں شائع کی ہیں۔ یہ ایک ایسا امر ہے۔ جس کی نظیر حکومتِ برطانیہ کو ہماری مخلص جماعت کے سوا غیر میں نظر نہیں آسکتی۔'' مزید لکھتا ہے: ''میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گذرا اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کیئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب میں مصر، شام، کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیرخواہ ہو جائیں، اور

[1] مجموعہ اشتہارات ج۹،۱۰

[2] تریاق القلوب ص: ب، ج مندرجہ روحانی خزائن ج15 ص4900,491

مہدی خونی اور مسیح خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں۔ ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔'' [1]

قارئینِ کرام! آپ نے ملاحظہ فرمایا!

مرزا کی ان عبارتوں کا ایک ایک جملہ اپنے اندر ایک مکمل داستان رکھتا ہے، اُسوقت کہ جب گورے انگریز، وہ صلیبی انگریز جنہوں نے تجارت کی آڑ میں سرزمینِ ہند میں داخل ہو کر دجل وفریب اور سازش کے تحت مسلمانوں کی ہزار سالہ حکومت کو ختم کر کے ناجائز طور پر قبضہ کر لیا تھا اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ مسلمان محض اپنے ایمان کی کمزوری، بدعملی اور ان میں موجود منافقوں کی وجہ سے ہی شکست سے دوچار ہوئے لیکن پھر ایک وقت آیا جب مسلمانوں پر اُن انگریز صلیبیوں کی حقیقت، اُن کے برِّصغیر میں آنے کے مقاصد اچھی طرح واضح ہو چکے تھے، عوام وخواص میں ایمانی غیرت جاگ اٹھی تھی اور وہ انگریز کے خلاف جہاد پر متفق ہو چکے تھے اور محاذ گرم ہو چکا تھا، میدان سج چکا تھا، انگریز کی غلامی، ظلم وبربریت سے آزادی کی تحریکیں شروع ہو چکی تھیں، جان اور مال کی قربانیاں دی جا رہی تھیں، اُسوقت انگریز کے ٹکڑوں پر پلنے والا مرزا کا یہ خاندان تھا جو سر کے بالوں سے لیکر پاؤں کے ناخنوں تک انگریز کے احسانات کے بوجھ تلے دبا کسی بھی طرح انگریز کے ساتھ اپنی وفاداری اور اسلام ومسلمانوں کے ساتھ اپنی غدّاری ثابت کرنے کے لیے کسی بھی حد تک گرنے کو تیار تھا اور یہی وجہ تھی کہ مرزا اور اُس کے خاندان نے ہر وہ کام کیا جس سے انگریز کے مفادات کو تقویت اور اسلام ومسلمان کمزور ہوں لہٰذا اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ انگریز نے اس خاندان کا باقاعدہ انتخاب کیا، انہیں خریدا اپنے خبیث مقاصد ومفادات کے حصول کے لیے، چونکہ انگریز یہ سمجھ گیا تھا کہ اب برِّصغیر میں اس کی حکومت تھوڑے ہی عرصے کی مہمان ہے لہٰذا وہ جانے سے پہلے کچھ ایسا کرنا چاہتا تھا جس کے ذریعہ ان کی عدم موجودگی میں بھی اُن کا وجود باقی رہے اور وہ تو چلے جائیں لیکن اُن کے پیچھے کوئی ہو جو اُن کے مشن کو جاری رکھے اور مسلمان اختلافات میں الجھے ہی رہیں اور بجائے متحد ہونے کے اُن کا شیرازہ اور بکھرتا ہی چلا جائے بلکہ اور مزید فتنے مسلمانوں میں پھیلیں اس مقصد کے لیے انہوں

---

[1] تریاق القلوب ص15، خزائن ج15 ص156، 155

نے خاص طور پر مرزا اور اُس کے خاندان کا انتخاب کیا اور اسطرح گورے انگریز تو چلے گئے لیکن کالے انگریز چھوڑ گئے جس کی ہمارے معاشرہ میں مختلف شکلیں پیدا کی گئیں جن میں دیسی لبرلز، سیکیولرز کے ساتھ ساتھ سرِ فہرست قادیانی و مرزائی شامل ہیں لیکن دوسری طرف مسلمانوں کا جذبہ ایمان و جہاد بھی عروج پر تھا اور دشمن اچھی طرح اُسے بھاپ چکا تھا ایسی صورت حال میں مسلمانوں میں سے اس ایمانی و جہادی جذبے کو ختم کرنے کے لیے صلیبیوں کو ایک ایسے ایجنٹ کی ضرورت تھی جو صلیبیوں کی حمایت اور مسلمانوں کے عقائد میں بگاڑ پیدا کر کے حکومتِ برطانیہ کے خلاف کی جانے والی جہادی تگ و تاز کو روکنے میں اپنا فعّال کردار ادا کر سکے۔ اس مقصد کے لیے صلیبی انگریزوں کی نظرِ کرم ضلع گورداسپور کے قصبہ قادیان میں مقیم ایک شاطر اور مخبوط الحواس شخص مرزا غلام احمد قادیانی پر ٹھہری۔ جس کا تذکرہ کرتے ہوئے معروف ادیب اور خطیب آغا شورش کاشمیری اپنی کتاب ''تحریکِ ختم نبوت'' میں رقم طراز ہیں کہ:

''انگلستان کی حکومت نے ہندوستان میں برطانوی عمال کی ان یادداشتوں کا جائزہ لینے اور صورتحال کا بلاواسطہ مطالعہ کرنے کے لیے **1869**ء کے شروع میں برٹش پارلیمنٹ کے ممبروں، بعض انگلستانی اخبارات کے ایڈیٹروں اور چرچ آف انگلینڈ کے نمائندوں پر مشتمل ایک وفد ہندوستان بھیجا۔ وفد کا مقصد یہ تھا کہ وہ پتا چلائے کہ ہندوستانی عوام میں وفاداری کیونکر پیدا کی جاسکتی ہے اور مسلمانوں کے جذبہ جہاد کو سلب کر کے انھیں کس طرح رام کیا جاسکتا ہے۔ اس وفد نے واپس جا کر دو رپورٹیں مرتب کیں جن ارکان نے The Arrival of British Empire in India (ہندوستان میں انگریزوں کی آمد) کے عنوان سے رپورٹ لکھی انھوں نے لکھا: ''ہندوستانی مسلمانوں کی اکثریت اپنے روحانی رہنماؤں کی اندھا دھند پیروکار ہے۔ اگر اس وقت ہمیں کوئی ایسا آدمی مل جائے جو'' اپاسٹالک پرافٹ'' Apostolic Prophet (حواری نبی) ہونے کا دعویٰ کرے تو اس شخص کی نبوت کو حکومت کی سرپرستی میں پروان چڑھا کر برطانوی مفادات کے لیے مفید کام لیا جاسکتا ہے۔'' (تلخیصات)

مزید ملاحظہ فرمائی:

(جیسا کہ یہ بات ذکر کی جا چکی ہے کہ) مرزا غلام احمد ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ (پنجاب) کی کچہری میں

ایک معمولی تنخواہ پر (**1864**ء تا **1868**ء) ملازم تھا۔ اُس نے ملازمت کے دوران سیالکوٹ کے پادری مسٹر بٹلر ایم اے سے رابطہ پیدا کیا۔ وہ آپ کے پاس عموماً آتا اور دونوں اندرونِ خانہ بات چیت کرتے۔ بٹلر نے وطن جانے سے پہلے آپ سے تخلیہ میں کئی ایک طویل ملاقاتیں کیں۔ پھر اپنے ہم وطن ڈپٹی کمشنر کے ہاں گیا۔ اس سے کچھ کہا اور انگلستان چلا گیا۔ ادھر مرزا صاحب استعفیٰ دے کر قادیان آ گئے۔ اس کے تھوڑا عرصہ بعد مذکورہ وفد ہندوستان پہنچا اور لوٹ کر محولہ رپورٹیں مرتب کیں۔ ان رپورٹوں کے فوراً بعد ہی مرزا صاحب نے اپنا سلسلہ شروع کر دیا۔ برطانوی ہند کے سنٹرل انٹیلی جنس کی روایت کے مطابق ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ نے چار اشخاص کو انٹرویو کے لیے طلب کیا، ان میں سے مرزا صاحب نبوت کے لیے نامزد کیے گئے۔''[1]

انگریز کا شکر اور اللہ کا شکر ایک ہی ہے (معاذ اللہ)

مرزا اگرچہ اللہ تعالیٰ، رسول اللہ ﷺ، اسلام اور مسلمانوں کا وفادار نہ ہو لیکن انگریز کی وفاداری و تابعداری اُس کی رگ رگ میں رچی اور بسی ہوئی تھی لہٰذا اس سے متعلق مرزا کے جذبات ملاحظہ فرمائیں:

''خدا تعالیٰ نے ہم پر محسن گورنمنٹ کا شکر ایسا ہی فرض کیا ہے۔ جیسا کہ اس (خدا کا) شکر کرنا، سو اگر ہم اس محسن گورنمنٹ کا شکر ادا نہ کریں یا کوئی شر اپنے ارادے میں رکھیں تو ہم نے خدا تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کیا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کا شکر اور کسی محسن گورنمنٹ کا شکر جس کو خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو بطور نعمت عطاء کرے۔ درحقیقت یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں اور ایک دوسرے سے وابستہ ہیں۔''[2]

جہاد اور مرزا: (وفاداری ہو تو ایسی)

مرزا کے نزدیک ''جہاد'' قطعی حرام ہے او یہ مرزا کی زندگی کی واحد رائے ہے جو ابتداء سے انتہا تک ایک ہی رہی کہ ''انگریز کی اطاعت فرض اور انگریز کے خلاف جہاد کرنا قطعی حرام ہے''۔ اور مرزا نے تاحیات اس مؤقف کے خلاف کچھ نہیں لکھا۔ ملاحظہ فرمائیں:

---

[1] تحریک ختم نبوت ص 222,23 مؤلفہ آغا شورش کاشمیری

[2] شہادۃ القرآن ص:84، خزائن ج:6 ص:380

''اور ہر ایک شخص جو میری بیعت کرتا ہے اور مجھ کو مسیح موعود مانتا ہے۔اسی روز سے اس کو یہ عقیدہ رکھنا پڑتا ہے کہ اس زمانہ میں جہاد قطعاً حرام ہے۔ کیونکہ مسیح آچکا۔خاص کر میری تعلیم کے لحاظ سے اس گورنمنٹ انگریزی کا سچا خیرخواہ اس کو بننا پڑتا ہے۔''[1]

قارئینِ کرام! اس سے آپ سمجھ جائیں کہ بٹلر پادری سے ڈپٹی کمشنر کے دفتر میں علیحدگی میں ملاقات، ملازمت سے استعفیٰ، گھر آنا، پھر غیر مرئی ذرائع سے خطیر رقم کا ملنا اور ملتے رہنا اور پھر مرزا قادیانی کا انگریز کی اطاعت کے نعرہ مستانہ کو بلند کرنا،ان کڑیوں کو آپ ملائیں تو اس سے مرزا قادیانی کی جو تصویر نظر آتی ہے وہ قادیانیوں کے ساتھ ساتھ تمام مسلمانوں کے لئے قابل توجہ وفہم ہے۔

مرزا بیماریوں کا گڑھ

اور جہاں تک مرزا کے دعوؤں کی دوسرے وجہ ہے اُس پر ہم اس مضمون پر تفصیل سے لکھ چکے ہیں، اب آیئے تیسری اور آخری وجہ کی طرف جو ہے مرزا کی بیماریوں سے متعلق:

مرزا پر اللہ کی لعنت و پھٹکار کہ دنیا کی شاید کوئی بیماری ایسی نہ ہو جو مرزا کو نہ لگی ہو جس نے مرزا کو مخبوط الحواس بنا دیا تھا لہٰذا مرزا کی بیماریوں کی اجمالی انڈیکس کے لیے ملاحظہ فرمائیں:

اس سے پہلے کہ ہم مرزا کی بیماریوں کی لمبی فہرست ذکر کریں،آپ مرزا کی صحت کے حوالہ سے مرزا کا یہ الہام ملاحظہ فرمالیں:

''ہم نے تیری صحت کا ٹھیکہ لیا ہے۔''[2]

یعنی مرزا کو الہام ہوا کہ اُس کی صحت کا ٹھیکہ اللہ تعالیٰ نے لیا ہے،اب اس شیطانی الہام کی حیثیت ،حقیقت کی دنیا میں ملاحظہ فرمائیں:

مرزا کو درجِ ذیل بیماریاں لاحق تھیں،لہذا معتقدینِ مرزا گنتے جائیں اور شرماتے جائیں،اگر تھوڑی سی بھی شرم باقی ہے تو:

---

[1] ضمیمہ رسالہ جہاد ص:6،خزائن ج:17،ص:28

[2] تذکرہ مجموعہ الہامات ص؛803 طبع دوم

دورے پر دورے، مرض ہسٹیریا کا دورہ، ایسے سخت دورے کہ پڑتے جس کے باعث ٹانگیں باندھنا پڑتیں، خونی قے، مراق، دق، اوپر بھی بیماری اور نیچے بھی بیماری اور وہ بھی پرانی اور دائمی، اعصابی کمزوری، بدترین حافظہ، ضعف دماغ، بے ہوشی، مقعد (پائے خانہ کی جگہ) سے خون، انتہائی کمزوری ولاچاری، سستی نبض اور گھبراہٹ، دم الٹ دینے والی کھانسی، پاؤں کی سردی، سر کے بالوں کی بیماری، گنجا پن، دانت درد، پیر جھسوانا اور بدن دبوانا، دورہ دوران سر، سال بھر سردی لگنا، جوڑوں اور انگوٹھے میں درد رہنا، انگوٹھے کی سوجن، خارش، زبان میں لکنت، چشم نیم باز (نیم اندھا پن)، دل گھٹنے کا دورہ، کثرتِ اسہال (پیچش)، درد گردہ، ذیابطیس اور بال توڑ، آنکھوں میں مائی اوپیا، چکر آنا، سل کی بیماری حتی کہ ہوگئی زندگی سے ناامیدی، ذیابیطس اور پیشاب کی زیادتی، دائمی مریض اور ایک رات میں سو دفعہ پیشاب۔

قارئینِ کرام! یہ تمام بیماریاں وہ ہیں جنہیں مرزا کے بیٹے بشیر احمد اپنی کتاب 'سیرت المھدی' اور مرزا کے صحابی و مفتی قادیان صادق نے اپنی کتاب 'تذکرۃ الحمید' میں تفصیلاً ذکر کیا ہے۔

مرضِ الموت ''ہیضہ''

مرزا کو مرض الموت میں ''ہیضہ'' لاحق ہوا جس کے باعث چار پائی پر ہی فارغ ہوا کرتا تھا۔[1]

آپ نے ملاحظہ کیا کہ مہلک بیماریاں کس طرح عذاب الٰہی بن کر نبی افرنگ کے بدن پر برس رہی ہیں۔ کہیں کھانسی کا حملہ ہے۔ کہیں پیشاب کی یلغار ہے۔ کہیں ذیابیطس کا شب خون ہے۔ کہیں خارش کی اٹھکیلیاں ہیں۔ کہیں درد گردہ کی پٹخیاں ہیں۔ کہیں جونکیں ہم آغوش ہیں۔ کہیں سل و دق گلے کا ہار بنی بیٹھی ہیں۔ کہیں خونی قے کی طوفانی آمد ہے۔ کہیں مراق و ہسٹریا کے تیروں کی بوچھاڑ ہے۔ کہیں دانت درد کی دھاچوکڑی ہے۔ کہیں عارضۂ دل کی جھپٹ ہے۔ کہیں ہیضہ کے کلہاڑے سر پر برس رہے ہیں۔ کہیں دورہ ختم کرنے کے لئے انگریزی نبوت کی ٹانگیں باندھی جا رہی ہیں۔ کہیں بناسپتی نبی کے جسم پر کیچڑ ملا جا رہا ہے۔ اور کہیں کالی بلا دیکھ کر بے ہوشی کے دورے پڑ رہے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمام بیماریاں جھوٹے نبی کو مل کر یوں گھسیٹ رہی ہیں جیسے مری ہوئی چھپکلی کو بہت سے چونٹیاں گھسیٹ کر لے جا رہی ہوں یا مرے

---

[1] سیرۃ المہدی ج اوّل ص ۱۱، ۱۲، روایت نمبر ۱۲

ہوئے کتے کو بہت سی گدھیں کھا رہی ہوں۔

قارئینِ کرام! مرزا کی بیماریوں پر لکھنے والے نے کیا خوب لکھا ہے ملاحظہ فرمائیں:

یہ صرف وہ بیماریاں ہیں جو قادیانی کتابوں میں موجود ہیں۔لیکن ہمارا دعویٰ ہے کہ مرزا قادیانی کو اس کے علاوہ سینکڑوں بیماریاں لاحق تھیں۔جن کی اس وقت تشخیص نہ ہوسکی۔اگر مرزا قادیانی آج کے تشخیصی دور میں ہوتا اور اس کا مکمل میڈیکل چیک اپ ہوتا تو اس کے جسم سے سینکڑوں بیماریاں دریافت ہوتیں۔جن میں سے ''ایڈز'' سرفہرست ہوتی۔یہ شخص پوری دنیا کے ڈاکٹروں کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیتا۔دنیا جہان کے ڈاکٹر اسے دیکھنے کے لئے آتے۔ڈاکٹروں میں لڑائی چھڑ جاتی۔اور ہر ماہر اسے اپنا مریض قرار دیتا اور میڈیکل کے طلباء کہتے کہ اسے ہمارے حوالے کرو۔ہم نے اس پر ریسرچ کرنی ہے۔کوئی محقق کہتا کہ اسے میرے حوالے کرو میں نے اس پر پی ایچ ڈی کا مقالہ لکھنا ہے۔عجائب گھر والے کہتے کہ اسے ہمیں دے دو۔ہم اس پر ٹکٹ لگائیں گے اور کروڑوں روپے کما کر قومی آمدنی میں اضافہ کریں گے۔جس سے کمر توڑ مہنگائی کا توڑ ہوگا۔دنیا بھر کے صحافی اسے دیکھنے کے لئے آتے اور ساری دنیا کی اخباروں میں اس کے انٹرویو چھپتے اور فوٹو شائع ہوتے۔''گنز بک آف ورلڈ ریکارڈ'' میں اس کا نام آتا۔معاملہ عدالتوں تک جا پہنچتا۔حکومت برطانیہ عدالت میں دعویٰ کرتی کہ مرزا قادیانی ہماری تخلیق ہے۔اسے نبی ہم نے بنایا تھا اور دعوائے نبوت کے جرم کی پاداش میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر لعنتوں اور بیماریوں کی بوچھاڑ ہوئی۔اور عدالت انگریز کے موقف کو درست تسلیم کرتے ہوئے مرزا قادیانی کو انگریز کے حوالے کر دیتی اور بیماریوں کا عالمی چیمپئن مرزا قادیانی اپنی تمام لعنتوں، نحوستوں اور بیماریوں کے ساتھ برطانیہ روانہ ہو جاتا اور ہم کہتے: ''جتھے دی کھوتی اتھے جا کھلوتی''۔

مرزا قادیانی کا عبرت ناک انجام

قارئینِ کرام! مرزا قادیانی کے کفریہ عقائد کو مدنظر رکھتے ہوئے سب سے پہلے جماعتِ اہل حدیث کے سرخیل مولانا محمد حسین بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک استفتاء تیار کیا جو انھوں نے اپنے استاد محترم شیخ الکل

فی الکل میاں سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کیا تو انھوں نے اس استفتاء کا تفصیلی جواب دیتے ہوئے مرزا قادیانی اوراس کی ذریت کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا۔مولانا محمد حسین بٹالوی رحمہ اللہ نے اسی فتویٰ پر برِصغیر میں تمام مکاتب فکر کے دوسو سے زائد علماء کے تائیدی دستخط کروا کر مشتہر کیا۔یہی وہ فتویٰ تکفیر ہے جو سب سے پہلے مرزا قادیانی کے خلاف شائع ہوا۔یہی وجہ ہے کہ مرزا قادیانی رقم طراز ہے:''نذیر حسین دہلوی نے تکفیر کی بنا ڈالی ،محمد حسین بٹالوی نے کفار مکہ کی طرح یہ خدمت اپنے ذمہ لے کر تمام مشاہیر اور غیر مشاہیر سے کفر کے فتوے اس پر لکھوائے''۔[1] مرزا قادیانی مزید وضاحت کے ساتھ تحفہ گولڑویہ میں رقم طراز ہے کہ:''مولوی محمد حسین جو اول المکفرین بانی تکفیر کے وہی تھے اوراس آگ کو اپنی شہرت کی وجہ سے تمام ملک میں سلگانے والے میاں نذیر حسین دہلوی تھے۔''[2]

الغرض ان تمام دلائل سے یہ بات پایہ تکمیل تک پہنچتی ہے کہ مرزا قادیانی اوراس کی ذریت کے خلاف سب سے پہلے فتویٰ کفر شائع کرنے اوراس کی بیخ کنی کرنے کی سعادت جماعتِ اہل حدیث کو حاصل ہوئی ہے۔اس بات میں بھی کوئی شک نہیں کہ مرزا قادیانی کے خلاف علمائے دیوبند اور پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیھم نے بھی اہم کردار ادا کیا لیکن اس کے باوجود یہ مانے بغیر چارہ نہیں کہ مرزا قادیانی کے خلاف تحریک ختم نبوت کا آغاز کرنے والے بھی اہل حدیث ہی تھے اور جن کے ساتھ مباہلے میں مرزا قادیانی عبرتناک انجام سے دوچار ہوا وہ بھی اہلِ حدیث ہی تھے۔یہی وجہ ہے کہ جب مولانا محمد حسین بٹالوی، بشیر شہسوانی، سعد اللہ لدھیانوی، عبدالحق غزنوی، قاضی سلیمان منصور پوری اور فاتح قادیان مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے اس کے باطل دعوؤں کی بنیاد پر اسے ہر جگہ رگیدا تو تنگ آکر مرزا قادیانی نے **15** اپریل **1907**ء کو ایک اشتہار بعنوان''مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ'' شائع کیا جس میں مرزا قادیانی رقم طراز ہے کہ:

''بخدمت مولوی ثناءاللہ صاحب،السلام علیکم علی من اتبع الھدی !مدت سے آپ کے پرچہ اہل حدیث

[1] سراج منیر صفحہ 73،مندرجہ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 75

[2] تحفہ گولڑویہ صفحہ 129 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 215

میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے۔۔۔۔۔اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہلاک ہوجاؤں گا کیوں کہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام وہلاک ہوجاتا ہے اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے، تاکہ خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ سنت اللہ کے موافق آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے، جیسے طاعون، ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔۔۔۔اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افتراء ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افتراء کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک! میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کردے اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کردے۔(آمین)

میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں درحقیقت مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں دنیا سے اٹھالے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر، اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر آمین ثم آمین! رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَ بَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِيْنَ [1]

قارئینِ کرام! ذرا غور فرمائیں کہ یہ مرزا غلام احمد قادیانی کا وہ اشتہار تھا جس کے نتیجے میں مرزا غلام احمد قادیانی چند ماہ بعد ہی **26** مئی **1908**ء بروز منگل ہیضہ کے موذی مرض میں مبتلا ہو کر واصل جہنم ہوا۔ جب کہ فاتح قادیان مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ اس کے بعد چالیس سال تک زندہ رہے اور ان کی وفات **1948**ء کو سرگودھا میں ہوئی۔

اَللّٰھمَّ أَرِنا الحقَّ حقّاً وارزُقنا اتّباعَه و أَرِنا الباطِلَ باطلاً وارزُقنا اجتنابَه

---

[1] مجموعہ اشتہارات جلد 2 صفحہ 705 طبع چہارم

علمائے اہلحدیث کی

ردِّ قادیانیت اور تحریک ختم نبوت کے لیے خدمات

عبد الرشید عراقی حفظہ اللہ [1]

ختم نبوت اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد وحی کے انقطاع پر تمام امت کا اجماع ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی قیامت تک نہیں آئے گا۔ اور جو کوئی نبی ہونے کا دعویٰ کرے گا وہ کذاب اور دجال ہو گا۔

قادیان ضلع گورداسپور (مشرقی پنجاب) کے ایک شخص مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا لیکن یہ خود پہلے ختم نبوت کا قائل تھا۔ اور نبوت کا دعویٰ کرنے والے کو کافر سمجھتا تھا۔ چنانچہ اپنی کتاب ''حمامۃ البشریٰ'' میں لکھتا ہے کہ:

''بھلا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبی آئے تو کیسے آئے؟ جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد وحی بند ہو چکی ہے، اور اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نبیوں کو ختم کر دیا ہے۔'' [1]

پھر اسی کتاب کے (صفحہ 79) پر لکھتا ہے:

''مجھے یہ بات زیبا نہیں، کہ میں نبوت کا دعویٰ کر کے اسلام سے خارج ہو جاؤں، اور کافروں سے جا ملوں۔'' [2]

---

[1] معروف مؤرخ، مؤلف کتب کثیرہ

[2] حمامۃ البشریٰ، ص 20، روحانی خزائن: 7/ 200

[3] روحانی خزائن: 8/ 298

قادیانی تحریک کا ظہور

قادیانی تحریک کا بانی مرزا غلام احمد سکھ حکومت کے آخری عہد 1839ء یا 1840ء مشرقی پنجاب کے ضلع گورداس پور کے قصبہ قادیاں میں پیدا ہوا۔ ''کتاب البریہ'' میں مرزا نے لکھا ہے کہ 1857ء کے ہنگامہ میں میری عمر 17، 18 سال تھی۔

اس تحریک کا پس منظر کیا ہے۔ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی (م 1999ء) لکھتے ہیں کہ:

''اس 19 ویں صدی کا اختتام تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنی نئی دعوت وتحریک کے ساتھ منظر عام پر آئے ان کو اپنی دعوت اور اپنے حوصلوں اور بلند ارادوں کی تکمیل کے لیے مناسب زمانہ اور مناسب جگہ ملی تھی۔ طبیبوں کی عام بے چینی، عوام کی عجائب پرستی، معقول ذرائع وانقلاب سے مایوسی، علماء کے وقار واعتماد کا زوال وتنزل، مذہبی بحثوں کی گرم بازاری اور اس کے نتیجے میں عامیانہ ذوق جستجو اور طبیعتوں کی آزادی، ہر چیز ان کے لیے معاون اور سازگار ثابت ہوئی، دوسری طرف حکومتِ وقت نے (جو مجاہدین کی تحریک سے زک اٹھا چکی تھی اور مسلمانوں کے جذبہ جہاد اور جوش مذہبی سے ہراساں رہتی تھی) اس تحریک کا خیر مقدم کیا۔ جس نے حکومت برطانیہ کے ساتھ وفاداری اور اخلاص کو اپنے بنیادی عقائد اور مقاصد میں شامل کیا تھا، اور جس کے بانی کا حکومت کے ساتھ قدیم اور غیر مشتبہ تعلق تھا، ان تمام عناصر اور اسباب نے مل کر وہ مناسب ومعاون ماحول فراہم کیا جس میں یہ تحریک وجود میں آگئی اور اس نے اپنے ہم خیال اور پیرو پیدا کر لیے اور مستقل فرقہ کی بنیاد پڑ گئی۔''[1]

شہید ملت علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ (1987ء) لکھتے ہیں:

''قادیانت اس لیے معرض وجود میں لائی گئی اور اسلام دشمن اور مسلم دشمن قوتوں کے زیرِ سایہ اس کی پرورش و پرداخت کی گئی امت محمدیہ کے تمام دشمنوں نے مالی ودیگر وسائل سے اس کی مدد ومعانت کی۔[2]

---

[1] قادیانیت، ص:18

[2] اسلام اور مرزائیت:13

قادیانی تحریک سلطنت برطانیہ کی پیداوار تھی۔ اور انگریزوں نے مسلمانوں کو ہر لحاظ سے کمزور کرنے کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی کو تیار کیا۔ چنانچہ آغا شورش کاشمیری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''برطانوی ہند کے سنٹرل انٹیلی جنس کی روایت کے مطابق ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ نے چار اشخاص کو انٹریو کے لیے طلب کیا ان میں مرزا قادیانی نبوت کے لیے نامزد کیا گیا۔''[1]

فتنۂ قادیانیت اور علمائے اہلحدیث

فتنہ قادیانیت کی تردید میں سب سے پہلے مشہور اہلحدیث عالم مولانا ابوسعید محمد حسین بٹالوی رحمہ اللہ (1920ء) میدان میں آئے۔ مولانا بٹالوی کا شمار علمائے فحول میں ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ذہانت اور فطانت، فہم و ذکاء، علم اور تفقہ سے حظ وافر عطا فرمایا تھا۔ ان کی ساری زندگی ادیان باطلہ کی تردید میں گزری اور آپ نے پوری تندہی سے تمام باطل فتنوں کا استیصال کیا۔ اور اسلام کی ترجمانی اور دفاع کا فریضہ پوری قوت سے انجام دیا۔

قادیانی فتنہ ان کے سامنے ہی پیدا ہوا تھا۔ ان کے دیکھتے دیکھتے ہی اس نے بال و پر نکالے تھے۔ اپنے عواقب کے لحاظ سے یہ بڑا خطرناک فتنہ تھا۔ اس لیے مولانا بٹالوی نے اس فتنہ کی پوری طرح سرکوبی کی۔ چنانچہ آپ نے مرزا قادیانی کے بارے میں ایک مفصل باحوالہ استفتاء مرتب کیا جس میں اس کی کتابوں سے اس کے عقائد نقل کیے۔ اور سب سے پہلے یہ استفتاء اپنے استاد محترم شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین دہلوی (م **1320**ھ **1902**ء) کی خدمت میں پیش کیا جس کا انہوں نے مفصل جواب لکھا۔ جس میں انہوں نے واضح کیا کہ:

''استفتاء میں درج عقائد کا حامل اور اس کے پیروکار اہل سنت سے خارج ہیں نہ ان کی نماز جنازہ جائز ہے اور نہ مسلمانوں کے قبرستان میں انہیں دفن کیا جائے۔''

اس کے بعد مولانا محمد حسین بٹالوی نے برصغیر (پاک و ہند) کے دو صد سر برآوردہ علمائے کرام سے ان کے دستخطوں سے فتویٰ لے کر شائع کیا۔ علمائے کرام کا متفقہ فتویٰ تھا کہ:

''مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکار دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔''

---

[1] ختم بنوت، ص: 23

مولانا محمد حسین بٹالوی کے بعد قادیانیت کی تردید میں شیخ الاسلام مولانا ابو الوفا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کی خدمات جلیلہ اتنی ہیں کہ ان کی مثال پیش نہیں کی جاسکتی۔ برصغیر کے نامور اہل علم نے قادیانی فتنہ کی تردید میں مولانا امرتسری کی خدمات کا اعتراف کیا ہے۔

علامہ سید سلیمان ندوی (م **1953**ء) فرماتے ہیں کہ:

''اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف جس نے بھی زبان کھولی اور قلم اٹھایا تو اس کے فتنے کو روکنے کے لیے ان کا قلم شمشیر بے نیام ہوتا تھا۔ اور اسی مجاہدانہ خدمت میں انہوں نے عمر بسر کر دی ہے۔'' فجزاه الله عن الاسلام خير الجزاء[1]

مولانا سید نا ابو الحسن علی ندوی رحمہ اللہ (1999ء) لکھتے ہیں کہ:

''مرزا غلام احمد نے جب **1891**ء میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ پھر **1901** میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ تو علماء اسلام نے اس کی تردید و مخالفت شروع کی۔ تردید و مخالفت کرنے والوں میں مشہور عالم مولانا ثناء اللہ امرتسری مدیر اہلحدیث پیش پیش اور نمایاں تھے۔''[2]

بابائے صحافت مولانا ظفر علی خان رحمہ اللہ (م **1956**ھ) فرماتے ہیں:

خدا سمجھائے اس ظالم ثناء اللہ کو جس نے
نہ چھوڑا قبر میں بھی قادیانیت کے بانی کو

---

[1] حاشیہ، یاد رفتگان ص 42

[2] قادیانیت: 28

قادیانی فتنہ کی تردید میں علماء اہلحدیث کی تحریری خدمات

1 مولانا ابوسعید محمد حسین بٹالوی (م 1920)

1 خیالی مسیح اور اس کے فرضی حواری 2 تین گواہ 3 شاعۃ السنۃ 4 مرزا قادیانی 5 مرزائیوں کے بارے میں چند سوالات 6 پاک وہند کے علمائے اسلام کا متفقہ اوّلین فتویٰ۔

2 مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری (م 1948ء)

1 الہامات مرزا 2 صحیفہ محبوبیہ 3 شہادات مرزا 4 فاتح قادیاں 5 عقائد مرزا 6 چیستان مرزا 7 مرقع قادیانی 8 زارقاریاں 9 تاریخ مرزا 10 نکات مرزا 11 محمد قادیانی 12 فیصلہ مرزا 13 ناقابل مصنف مرزا 14 بہاء اللہ اور مرزا 15 علم کلام مرزا 16 عجائبات مرزا 17 اباطیل مرزا 18 تحفہ احمدیہ 19 مکالمہ احمدیہ 20 مراق مرزا 21 لیکھرام اور مرزا 22 نکاح مرزا 23 فتح ربانی درمباحثہ قادیانی 24 تعلیمات مرزا 25 فسخ نکاح مرزائیاں 26 شاہ انگلستان اور مرزا قادیانی 27 ہفوات مرزا 28 ثنائی پاکٹ بک 29 آفتہ اللہ 30 ادیانی مباحثہ دکن 31 عشرہ کاملہ 32 تفسیر نویسی کا چیلنج اور فرار 33 قادیانی نبی کی تحریر فیصلہ کن ہے یا میرا حلف؟

3 مولانا محمد بشیر سہسوانی (م 1336ھ)

1 الحق الصریح فی اثبات حیاۃ المسیح

4 مولانا عبدالرحیم رحیم بخش بہاری (م 1314ھ)

1 دجال قادیانی 2 گولہ آسمانی برکرشن قادیانی 3 تحیر مشن القادیانی فی اثبات الموت الطبیعی بن مریم رسول الربانی

5 مولانا قاضی محمد سلیمان منصور پوری (م 1930ء)

1 غایت المرام 2 تائید الاسلام

⑥ مولانا حاجی محمد اسحاق حنیف امرتسری (م 1969ء)

❶ اباطیل مرزا ❷ بطلان مرزا

⑦ مولانا عبداللہ معمار (م 1950ء)

❶ عالم کباب مرزا ❷ اکاذیب مرزا ❸ برہان حق ❹ مغالطات مرزا ❺ مرزا قادیانی کی راست بیانیوں پر ایک نظر ❻ محمدیہ پاکٹ بک

⑧ مولانا حبیب اللہ کلرک امرتسری (م 1977ء)

❶ عمر مرزا ❷ مرزائیت کی تردید بطرزِ جدید ❸ نزول مسیح (حصہ اول) ❹ مرزا قادیانی نبی نہ تھے مع رسالہ غذائے مرزا ❺ بشارتِ احمدی ❻ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی قرآن دانی مع رسالہ واقعات نادرہ ❼ حلیہ مسیح مع رسالہ ایک غلطی کا ازلہ ❽ معجزہ و مسمریزم میں فرق ❾ حلیہ مسیح مع رسالہ ایک غلطی کا ازالہ ❿ عیسیٰ علیہ السلام کا حج کرنا اور مرزا قادیانی کا بغیر حج کے مرنا ⓫ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ⓬ کا رفع اور آمد ثانی ابن تیمیہ حرانی علیہ الرحمۃ کی زبانی ⓭ مرزا قادیانی مثیل مسیح ⓮ حضرت مسیح علیہ السلام کی قبر کشمیر میں نہیں ہے۔ ⓯ مرزا قادیانی کی کہانی مرزائیوں کی زبانی ⓰ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے 12 نشان

⓱ عون المعبود تردید اوہام مرزا محمود

⑨ مولانا حافظ عبداللہ محدّث روپڑی (م 1964ء)

❶ مرزائیت اور اسلام

⑩ مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی (م 1956ء)

❶ شهادة القرآن ❷ ختم النبوة بعموم الدعوة جامعه الشرعية ❸ صلائے حق ❹ الخبر الصحيح عن قبر المسيح ❺ ختم نبوت اور مرزا قادیاں ❻ مرقع قادیانی ❼ رسائل ثلاثہ (امام زماں، مہدی منتظر، مجدد دوراں) ❽ نزول الملائکہ والروح

علی الارض 9 مرزا غلام احمد قادیانی کی بدکلامیاں 10 سُلم العلوم الالٰی اسراء رسول 11 تردید مغالطات مرزائیت 12 قادیانی مذہب 13 آئینہ قادیانی 15 رحلت قادیانی 16 فیصلہ ربانی برمرگ قادیانی 17 کشف الحقائق

11 مولانا ابوالقاسم سیف بنارسی (م 1949ء)

1 رد مرزائیت 2 قضاء ربانی بردعاء قادیانی 3 غلام احمد قادیانی کے بعض جوابات پر ایک نظر 4 جواب دعوت 5 معیار نبوت 6 نور اسلام بجواب ظہور اسلام 7 دفع اوہام جواب ظہور امام

12 مولانا حافظ محمد محدّث گوندلوی (م 1985ء)

1 ختم نبوت 2 معیار نبوت

13 مولانا حافظ ابوالحسن محمد سیالکوٹی (م 1325ھ)

1 تجلی آسمانی بردجال قادیانی

14 مولانا محمد اسماعیل علی گڑھ (م 1311ھ)

1 اعلان الحق الصریح بتکذیب مثیل المسیح

15 مولانا مصلح الدین اعظمی (م 1402ھ)

1 ختم نبوت کی حقیقت عقل ونقل کی کسوٹی پر 2 مرزا قادیانی اپنے عقائد دعاوی اور تصانیف کے آئینہ میں 3 دجال موعود (100) مدلل جواب 4 مرزا بشیر احمد قادیانی کی کتاب ختم نبوت پر تنقید۔

16 مولانا حافظ محمد عثمان نصیر آبادی (م 1337ھ)

قول الحق معروف بہ المسیح الموعود

17 مولانا محمد یوسف شمس فیض آبادی (م 1357ھ)

1 آفتاب تحقیق 2 جوہر بے بہا و اہل بہاء

(18) مولانا عبدالعزیز ملتانی (م 1919ء)

1. اکاذیب مرزا

(19) مولانا محمد حنیف یزدانی (م 1989ء)

1. مرزائے قادیان اور علمائے اہلحدیث

(20) مولانا حافظ محمد ابراہیم کمیرپوری (م 1989ء)

1. فسانہ قادیان 2. مولانا ثناء اللہ اور مرزا 3. مرزا قادیانی کے دس جھوٹ مع جواب الجواب

(21) علامہ حسین بن محسن انصاری الیمانی (م 1327ھ)

1. فتح ربانی علی ردالقادیانی

(22) مولانا عبدالمجید خادم سوہدروی (م 1959ء)

1. داستانِ مرزا

(23) مولانا محمد حنیف ندوی (م 1987ء)

1. مرزائیت نئے زاویوں سے

(24) مولانا نور حسین گھرباکھی (م 1952ء)

1. ختم نبوت 2. چودھویں صدی کا دجال

(25) مولانا عبداللہ ثانی امرتسری (م 1971ء)

1. فتح حقانی

(26) مولانا محمد رفیق خان پسروری (م 1977ء)

1. ختم نبوت 2. انتخاب الاربعین

27 مولانا عبدالرحیم عظیم آبادی (م 1341ھ)

1 ابطال امامت قادیانی

28 مولانا محمد عبداللہ افضل بہاری (م 1341ھ)

1 تنقیح امامت ربانی برتر دید امامت قادیانی (2 جلد)

29 مولانا حکیم عبدالرحیم اشرف فیصل آبادی (م 1996ء)

1 المنبر (قادیانی نمبر) 2 قادیانی غیر مسلم کیوں؟ 3 قادیانی اور مسلمان 4 ایک غلطی کے ازالہ کی ضبطی

30 مولانا محی الدین لکھوی (1998ء)

1 مرزا قادیانی

31 مولانا صفی الرحمان مبارک پوری (م 2007ء)

1 قادیانیت اپنے آئینے میں 2 فتنہ قادیانیت اور مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ

32 مولانا محمد مدنی بن حافظ عبدالغفور (م 2002ء)

1 مرزائی کافر کیوں؟

33 ڈاکٹر سبطین لکھنوی

1 قادیانی 1967ء سے 1984ء تک

34 علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید (1987ء)

1 القادیانیة (عربی) 2 القادیانیة (انگریزی) 3 اسلام اور مرزائیت

35 مولانا حکیم عبدالرحمان خلیق (م 1997ء)

1 نقصان حج اور مرزا قادیانی

36 مولانا عبد الستار صدری دہلوی (م1386ھ)

1 القول الصحيح في اثبات المسيح

37 مولانا عبد الکریم فیروز پوری (م1946ء)

1 مباہلہ پاکٹ بک 2 حقیقت مرزائیت

38 مولانا الٰہی بخش بڑاکڑی (م1334ھ)

1 عصائے موسیٰ

39 مولانا حکیم محمد علی امرتسری (م1342ھ)

1 سودائے مرزا

40 مولانا حکیم محمد یعقوب پٹیالوی (م1942ء)

1 تحقیق لاثانی 2 عشرہ کاملہ

41 مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ

1 قادیانی کافر کیوں؟

42 مولانا عبد الغفور اثری حفظہ اللہ

1 حنفیت اور مرزائیت

43 مولانا ابو الحسن محمد یحییٰ حافظ آبادی

1 ختم نبوت

44 ڈاکٹر بہاؤ الدین

تحریک ختم نبوت (8 جلد)

(مذکورہ بالا کتاب 76 جلدوں میں مکمل ہوگئی ہے اور غالباً 60 جلدوں تک طبع ہو چکی ہے۔)

مقالہ نگار علماء کرام

بہت سے علمائے اہلحدیث نے قادیانیت کی تردید میں جماعتی رسائل وجرائد اور اخبارات میں بے شمار مضامین لکھے۔لیکن بوجوہ وہ مضامین کتابی شکل میں شائع نہیں ہو سکے۔اور اس کے علاوہ اپنی تقاریر میں فتنہ قادیانی کا قلع قمع کرتے رہے اور کر رہے ہیں۔

❁ مولانا سید محمد داؤد غزنوی (م 1963ء) ❁ شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی (م 1968ء)
❁ مولانا محمد عطاء اللہ حنیف (م 1987ء) ❁ مولانا ابوالمحمود ہدایت اللہ سوہدروی (م 1967ء)
❁ مولانا حافظ محمد اسماعیل روپڑی (م 1962ء) ❁ مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی (م 1999ء)
❁ مولانا قاضی محمد اسلم سیف فیروزپوری (م 1996ء) ❁ پروفیسر حکیم عنایت اللہ نسیم سوہدروی (م 1997ء)
❁ شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانباز (م 2008ء) ❁ مولانا محمد اسحاق بھٹی (م 2015ء)
❁ مولانا حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ ❁ میاں محمد جمیل حفظہ اللہ ❁ مولانا حافظ فاروق الرحمان یزدانی حفظہ اللہ،
❁ مولانا حافظ محمد اسلم شاہدروی حفظہ اللہ ❁ مولانا محمد رمضان یوسف سلفی فیصل آباد (م 2016ء)
❁ پروفیسر حافظ عبدالستار حامد وزیر آبادی حفظہ اللہ ❁ مولانا حافظ عبدالحمید عامر آف جہلم حفظہ اللہ
❁ مولانا حکیم محمد ادریس فاروقی سوہدروی (م 2010ء)

(بشکریہ ضیائے حدیث لاہور، اپریل، مئی 2009ء)

فاتح قادیان

ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کا

قادیانیوں کے ساتھ مباہلے پر ہونے والے مناظرے کا تفصیلی احوال

مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری فاتح قادیان 12 جون 1868ء میں پیدا ہوئے اور 15 مارچ 1948ء کو سرگودھا میں وفات پائی۔ جماعت اہل حدیث کے عظیم عالم دین تھے جو امرتسر میں پیدا ہوئے۔ مسلک اہل حدیث کی ترویج کے لیے تمام زندگی کوشاں رہے۔ اخبار اہل حدیث جاری کیا۔ اور بہت سی کتب لکھیں۔ مشہور تصنیف تفسیر القرآن بکلام الرحمن (عربی) ہے۔ دوسری تفسیر "تفسیر ثنائی" (اردو) ہے۔ فن مناظرہ میں حد درجہ مہارت رکھتے تھے۔ مرزا قادیانی کے ساتھ مباہلہ کیا جس کی بنیادی وجہ قادیانی کذاب کا ایک اشتہار تھا جو اس نے مؤرخہ 15 اپریل 1907ء کو فاتح قادیان علامہ ثناء اللہ امرتسری کے تندو تیز ردود سے تنگ آ کر دیا تھا اور اس کا اختتام ان الفاظ کے ساتھ کیا تھا کہ "اے میرے پیارے مالک! میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے۔ آمین۔ مگر اے میرے کامل اور صادق خدا! اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے۔ حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر۔ مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے۔۔" قادیانی کذاب کی یہ دعا بالکل ایسے ہی تھی جیسا کہ ابوجہل نے غزوہ بدر سے قبل دعا کی تھی کہ "اے اللہ ہمارے اور محمد ﷺ کے دو گروہوں میں سے جو حق پر ہے اس کے حق میں فیصلہ فرمادے" تو جس طرح ابوجہل ذلیل و رسوا ہو کر معرکہ بدر میں جہنم واصل ہوا اسی

طرح مرزا قادیانی مذکورہ اشتہار کے اجراء کے تقریباً ایک سال کچھ ماہ کے بعد ہیضہ کی وبا سے مردار ہو کر جہنم واصل ہوا۔ مرزا کی اس مکروہ موت کے بعد ان کے پیروکار سراسر اس مباہلے سے ہی انکاری ہو گئے کہ یہ تو مباہلہ نہیں بلکہ مرزا کی ایک دعا تھی۔ اور اللہ تعالیٰ نے مرزا کی ہر دعا قبول کرنے کا کوئی وعدہ نہیں کیا تھا۔

فاتح قادیان ثناء اللہ امرتسری نے چونکہ سینکڑوں کامیاب مناظرے کیے تھے۔ انہی کامیاب مناظروں میں سے ایک مناظرہ مرزا کے ایک پیروکار منشی قاسم علی قادیانی سے اسی موضوع پر طے پایا کہ آیا مرزا قادیانی نے جو یہ مباہلے والا اشتہار دیا تھا کیا یہ محض ایک عام دعا تھی یا مباہلہ تھا۔؟ کہ جس میں صادق کی زندگی میں کاذب کی موت کی درخواست کی گئی تھی۔ چنانچہ منشی صاحب نے اپنے اخبار ''الحق'' میں مولانا ثناء اللہ امرتسری کو چیلنج دیا۔ جس کو علامہ ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ نے اپنے اخبار اہل حدیث میں یکم مارچ 1912ء میں قبول کیا۔ جس کے بعد فریقین نے قواعد وضوابط طے کیے اور مناظرے میں فتح پانے والے کو فریق ثانی کی جانب سے مبلغ تین سو روپے بطور انعام یا تاوان دینے کا طے پایا۔ الغرض 15 اپریل 1912ء کی تاریخ مباحثہ کے لئے مقرر ہوئی۔ اور مقام مباحثہ خود منشی قاسم علی (قادیانی مناظر) کی جانب سے شہر لدھیانہ قرار پایا۔ اور منصفین میں فریقین کی جانب سے ایک ایک فرد اور ایک غیر جانبدار غیر مسلم شخصیت طے پائی۔ جس میں اہل حدیث کی جانب سے مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی رحمہ اللہ اور قادیانیوں کی طرف سے منشی فرزند علی صاحب ہیڈ کلرک قلعہ میگزین فیروز پور تھے۔ جبکہ غیر جانبدار شخصیت میں سردار بچن سنگھ صاحب بی اے گورنمنٹ پلیڈر لدھیانہ کو منتخب کیا گیا۔ جسے جناب موصوف نے قبول فرمایا۔ اور منصف ہونے کا حق بھی ادا کیا۔ جس کی تفصیل قارئین مناظرے کی تفصیلی کاروائی میں ملاحظہ کریں گے۔ ان شاء اللہ

ایک اہم لطیفہ اور قدرتی اسرار

یہ لطیفہ احتساب قادیانیت کی جلد 8 میں مذکور ہے جسے حرفاً حرفاً یہاں نقل کیا جاتا ہے تاکہ قارئین اس سے محظوظ ہو سکیں اور دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین اور اپنے پیارے حبیب کے خاتم النبیین ہونے کے اعزاز کی کس طرح حفاظت فرماتا ہے۔

''واقعی بات ہے کہ اللہ رب العالمین کے اسرار اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ اشتہار مذکورہ کی تاریخ بھی

15 اپریل اوراس پر مباحثہ کے لیے بھی **15** اپریل ہی کا اتفاق ہوا۔حدیث میں آیا ہے کہ مسیح موعود دجال کو باب لد میں قتل کریں گے۔محدثین کہتے ہیں کہ باب لد شام کے ملک میں ایک مقام ہے۔مگر مرزا قادیانی چونکہ مسیح موعود ہونے کے مدعی تھے اور پنجاب کے باشندے اور پنجاب سے باہر نہ گئے تھے۔اس لیے انہوں نے اس حدیث کی تاویل ایسی کی جس سے شہر لدھیانہ کی فضیلت بھی ثابت ہوسکتی ہے اوراس مناظرہ پر بھی روشنی پڑتی ہے اس نے لکھا ہے:

"اول بلدة با يعنى الناس فيها اسمها لودهانة وهي أول أرض قامت شر فيها لاهانة فلما كانت بيعة المخلصين حربةلقتل الدجال اللعين باشاعة الحق المبين اشير في الحديث ان المسيح يتقل الدجال علىٰ باب اللد با الضربةالواحد فاللد ملخص من لودهيانة كمالا يخفى على ذوى الفطنة ""[1]

یعنی سب سے پہلے میرے ساتھ لدھیانہ میں بیعت ہوئی تھی۔جو دجال کے قتل کے لیے ایک حربہ(ہتھیار)تھی اسی لیے حدیث میں آیا ہے کہ مسیح موعود دجال کو باب لد میں قتل کرے گا۔پس لد دراصل مختصر ہے لدھیانہ سے۔

مرزا قادیانی نے لدھیانہ میں کس دجال کو قتل کیا؟۔اس کا تو ہمیں علم نہیں وہ جانیں یا ان کے مرید۔ہاں اس سے یہ تو بخوبی ثابت ہوا کہ لدھیانہ کا مقام منتخب ہونا اور فریق ثانی کی تجویز سے ہونا واقعی سر قدرت اپنے اندر رکھتا ہے کہ بقول مرزا قادیانی یہاں دجال قتل ہونا تھا''۔

الغرض شرائط وقواعد طے ہونے کے بعد 17 اپریل 1912ء کو تین بجے مباحثہ شروع ہوا جس میں منکرین ختم نبوت کو منہ کی کھانی پڑی اور اللہ تعالیٰ نے فاتح قادیان علامہ ثناء اللہ امرتسری کو عظیم فتح سے ہمکنار کیا۔اسی مناظرے کی جملہ تفصیلات قارئین آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں۔(ادارہ)

---

[1] رسالةالهدىٰ والتبصرة لمن يراه حاشية ص92،خزائن ،ج 18،حاشية ص341

بیان مدعی

یعنی مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب مولوی فاضل امرتسری کا پرچہ نمبر اول

صاحبان! آج مباحثہ درج ذیل مضامین پر ہے۔

1. 15 اپریل 1907ء والا اشتہار بحکم خداوندی مرزا قادیانی نے دیا تھا۔
2. خدا نے دعا مندرجہ اشتہار مذکورہ کی قبولیت کا الہام کر دیا تھا۔

صاحبان! مرزا قادیانی نے 5 اپریل 1907ء کو اشتہار دیا تھا۔ جس کی پیشانی پر لکھا ''مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ'' اس کے اندر یہ دعا کی:

''اے میرے مالک بصیر وقدیر جو علیم وخبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے۔ اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افتراء ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افتراء کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک! میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر۔۔۔۔۔۔ میں تیرے تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ صاحب میں سچا فیصلہ فرما اور جو تیری نگاہ میں درحقیقت مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے۔''

اس دعا کے بعد جناب ممدوح نے یہ لکھا ہے: ''اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔''[1] اس اشتہار میں مرزا قادیانی نے دو دفعہ فیصلہ کا لفظ لکھا ہے۔ فیصلہ بھی کسی ذاتی معاملہ کا نہیں بلکہ اس معاملہ کا جس کے لیے بقول ان کے خدا نے ان کو مامور کیا تھا۔ چنانچہ آپ خود فرماتے ہیں۔ ''چونکہ میں حق کے پھیلانے کے لیے مامور ہوں۔'' اب غور طلب بات یہ ہے کہ کیا سلسلہ رسالت ونبوت میں اس کی کوئی نظیر ملتی ہے کہ کسی نبی یا

[1] مجموعہ اشتہارات ج،3 ص578-579

مامور نے کسی معاملہ الٰہیہ میں از خود ایسی تحدّی اور فیصلہ کی صورت شائع کی ہو جس کی تحریک خدا کی جانب سے نہ ہو۔ ہرگز اس کی نظیر نہیں ملتی۔ اس لیے کہ اس قسم کے فیصلہ کا اثر اس کے مشن پر پہنچنا ہوتا ہے جس کی تبلیغ کیلئے نبی کو خدا مامور کر کے بھیجتا ہے۔ چنانچہ جناب ممدوح اسی اشتہار میں لکھتے ہیں:

''اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا۔''

مہربانی سے مصنف صاحبان سارا اشتہار ایک دفعہ پڑھنے کی تکلیف گوارا فرمادیں کوئی ایسا معاہدہ یا اعلان کوئی نبی خدا کی تحریک کے بغیر نہیں کر سکتا جس کا اثر اس کے اس مشن پر پڑے جس کے لیے وہ مامور ہو کر آیا ہو۔ قرآن مجید میں اس دعویٰ کے ثبوت کی بہت سی آیات ہیں۔ منجملہ چند ایک یہ ہیں:

1 ۔۔۔﴿وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ (الرعد:38)

ترجمہ: ''۔۔۔کسی رسول کی طاقت نہیں کہ اللہ کے حکم کے بغیر کوئی نشان لادے۔''

2 ﴿وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ، لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ﴾ (الحاقہ:44،45)

ترجمہ۔۔''نبی اگر اللہ کے ذمہ کوئی بات از خود کہہ دے تو اللہ اس کو ہلاک کر دے۔''

3 ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ﴾ (آل عمران:128)

ترجمہ۔۔۔''اے نبی تجھے اختیار نہیں۔''

4 ﴿اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ﴾ (الانعام:57)

ترجمہ ''حکم اللہ ہی کے ہاتھ ہے۔''

5 ﴿اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰى اِلَيَّ﴾ (الانعام:50)

ترجمہ: ''۔۔۔۔میں (نبی) اس کی تابعداری کرتا ہوں جو میری طرف وحی ہوتی ہے۔''

6 ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى، اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى﴾ (النجم:3-4)

ترجمہ: ''۔۔نبی اپنی خواہش سے نہیں بولتا جو کچھ وحی ہوتی ہے وہی کہتا ہے۔''

ان آیات میں جو پچھلی آیت ہے صرف قرآن مجید ہی کی آیت نہیں بلکہ جناب مرزا قادیانی کا الہام بھی

ہے۔ملاحظہ ہو اربعین نمبر 2 ص 36 سطر 21 اربعین نمبر 3 ص 36 سطر 3 اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دینی معاملہ میں کوئی بات خدا کی وحی کے بغیر نہیں کہتے جو کچھ وہ کہتے وہ خدا کی وحی ہوتی ہے یہی معنیٰ اس فقرہ کے بطور الہام مرزا قادیانی ہوں گے کہ مرزا قادیانی کسی دینی معاملہ میں خدا کی تحریک کے بغیر نہیں بولتے۔مختصر یہ ہے کہ مامور بحیثیت مامور مجبور ہے کہ کوئی بات دینی معاملہ میں ایسی نہ کہے خصوصاً کسی امر کو کفر اور اسلام میں فیصلہ کن قرار نہ دے جب تک خدا کی طرف سے اجازت نہ ہو۔

یہاں تک تو میں نے عموماتِ قرآنیہ اور الہاماتِ مرزائیہ سے استدلال کیا ہے اب میں خصوصاً اس امر کے متعلق عرض کرتا ہوں جس میں نزاع ہے۔جناب مرزا قادیانی نے 15 اپریل کو اشتہار مذکور شائع کیا۔25 اپریل 1907ء کے اخبار بدر میں ان کے یہ الفاظ شائع ہوئے۔:

''ثناءاللہ: مرزا قادیانی نے فرمایا: ''یہ زمانہ کے عجائبات ہیں۔رات کو ہم ہوتے ہیں تو کوئی خیال نہیں ہوتا کہ اچانک ایک الہام ہوتا ہے اور پھر وہ اپنے وقت پر پورا ہوتا ہے۔کوئی ہفتہ عشرہ نشان سے خالی نہیں جاتا۔ثناءاللہ کے متعلق جو لکھا گیا ہے۔یہ دراصل ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ایک دفعہ ہماری توجہ اس طرف ہوئی اور رات کو توجہ اس کی طرف تھی اور رات کو الہام ہوا۔''أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ''صوفیاء کے نزدیک بڑی کرامات استجابت دعا ہے۔باقی سب اس کی شاخیں۔''[1]

ان الفاظ سے میرے دونوں دعوے ثابت ہوتے ہیں: (الف)۔۔۔اس دعا کی بنیاد خدا کی طرف سے تھی جس کو دوسرے لفظوں میں یوں کہنا زیبا ہے کہ خدا کے مخفی حکم اور منشاء سے تھی۔(ب)۔۔۔اس دعا کی قبولیت کا وعدہ تھا اگرچہ اثبات مدعا کے لیے اتنا ہی کافی ہے مگر میں اس کو ذرا اور تفصیل سے بتلانا چاہتا ہوں۔

مرزا قادیانی کا عام طور پر الہام ہے کہ مجھے خدا نے فرمایا ہے۔''اجیب کل دعائک الا فی شرکائک''[2] یہ بھی دعویٰ ہے کہ میرا بڑا معجزہ قبولیت دعا ہی ہے۔چنانچہ ان کے آرگن رسالہ ریویو، ج 6

---

[1] ملفوظات، ج:9،ص:270

[2] میں (خدا) تیری ہر ایک دعا قبول کروں گا سوا تیرے شریکوں کے حق میں (تریاق القلوب،ص 38،خزائن،ج 15،ص 210)

نمبر 5 ص 92 بابت مئی 1907ء سے نقل کرتا ہوں۔

''حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) دعا کی قبولیت کا ایک ایسا قطعی ثبوت پیش کرتے ہیں، جو آج دنیا بھر میں کسی مذہب کا کوئی ماننے والا پیش نہیں کر سکتا اور وہ ثبوت یہ ہے کہ وہ خدا کے حضور میں دعا کرتے ہیں اور اس دعا کا جواب پاتے ہیں اور جو کچھ جواب میں ان کو بتایا جاتا ہے۔ اس کو قبل از وقت شائع کر دیتے ہیں۔ پھر ان شائع شدہ امور کے بعد واقعات تائید کرتے ہیں اور یہ تائید ایسی ہوتی ہے کہ جس پر کوئی انسانی کوشش اور منصوبہ پہنچ نہیں سکتا اور ایسے ہی اعجازی اور فوق الطاقت طور پر وہ امر ظہور پذیر ہوتا ہے وہ مدت سے بات کو شائع کر رہے ہیں کہ ان کے منجانب اللہ ہونے کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ ان کی دعائیں قبول کی جاتی ہیں۔''

ہاں! اس میں شک نہیں کہ مرزا قادیانی کے اشتہار 15 اپریل میں یہ فقرہ بھی ہے کہ: ''یہ کسی الہامی یا وحی کی بناء پر پیشگوئی نہیں۔'' اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت مرزا قادیانی کو اس تحریکِ الٰہی کا علم نہ تھا۔ جس نے مخفی طور پر ان کے قلب پر یہ اثر کیا تھا جس وقت انہوں نے یہ اشتہار دیا۔ لیکن بعد میں ان کو خدا کی طرف سے بتلایا گیا تو انہوں نے اعلان کیا کہ اس کی بنیاد خدا کی طرف سے ہے۔ میری اس تطبیق کی قطعی دلیل مرزا قادیانی کی وہ تحریر ہے جو میرے خط کے جواب میں بذریعہ ڈاک میرے پاس پہنچنے کے علاوہ اخبار بدر 13 جون 1907ء میں چھپی تھی۔ جس میں یہ الفاظ ہیں:

''مشیت ایزدی نے حضرت حجت اللہ (مرزا قادیانی) کے قلب میں ایک دعا کی تحریک کر کے فیصلہ کا ایک اور طریق اختیار کیا۔'' (ص 2 کالم 1)

اس تحریر سے صاف ظاہر ہے کہ اس دعا کی تحریک ان کے دل میں خدا نے کی تھی۔ یہی معنیٰ ہیں خدا کے حکم سے ہونے کے۔ ممکن ہے اس وقت جناب ممدوح کو اس کا علم نہ ہوا۔ عدم علم سے عدم شئے لازم نہیں آتا۔ (ملاحظہ ہو براہین احمدیہ حصہ پنجم، ص 180، خزائن ج 21، ص 350) اس لیے ممدوح نے تحریک اول میں نفی فرمائی۔ لیکن بعد کے الہامات اور علامات خداوندی سے ان کو معلوم ہوا کہ اس کی تحریر خدا کی طرف سے اس کی قبولیت کا وعدہ بھی تھا۔ انہوں نے کھلے الفاظ میں اظہار کیا کہ اس کی بنیاد خدا کی طرف سے

ہے۔ بلکہ اس کی قبولیت کا الہام بھی شائع کیا: ﴿اُجِیبُ دَعوَۃَ الدَّاعِ﴾ اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید میں خدا فرماتا ہے میں دعا کرنے والوں کی قبول کرتا ہوں۔ مرزا قادیانی کی توجہ پر یہ الہام ہونا اس بات کی صاف دلیل ہے کہ جناب موصوف کو اس دعا کی قبولیت کا الہام قطعی ہو چکا تھا۔ مسلمانوں کے اعتقاد میں الہام بالفاظ قرآنی ہوتو بہت زیادہ قوت رکھتا ہے بہ نسبت دیگر الفاظ کے۔ الہام مذکورہ چونکہ الفاظ قرآنی میں ہے اس لیے قطعی قبولیت کو ثابت کرتا ہے۔ فریق ثانی کو میری تطبیق پسند نہ ہوتو اس اثبات ونفی میں تطبیق دینا ان کا فرض اول ہے۔ کیونکہ وہ مرزا قادیانی کے مصدّق ہیں اور قرآن میں غلط الہامات کی علامات یہی مذکور ہے کہ ان میں نفی اثبات کا اختلاف ہوتا ہے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ قائل ایک کلام میں کاذب ثابت ہوتا ہے۔ پس فریق ثانی کا بحیثیت مصدّق فرض ہے کہ اس اختلاف میں پابندی قواعد علمیہ واصول مسلّمہ محدثین ومبصرین تطبیق دے ابوالوفاء ثناءاللہ بقلم خود!

جواب دعویٰ

یعنی منشی قاسم علی احمدی قادیانی کا پرچہ نمبر اول

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم رب یسرو تمّم بالخیر!

جناب مولوی فاضل صاحب نے اپنے مضمون کو جس تمہید سے شروع کیا ہے اس سے نفس دعویٰ مولوی صاحب کو کوئی تعلق نہیں۔ یہ تمام وعظ ولیکچرار اس دعویٰ کو کہ: ''5 اپریل والا اشتہار مرزا قادیانی نے حکم خداوندی دیا تھا اور دعا مندرجہ اشتہار مذکور کی قبولیت کا خدا نے وعدہ فرمایا تھا۔'' کسی طرح ثابت نہیں کرتا۔

مولوی صاحب یعنی مدعی کا فرض تھا کہ وہ اپنا دعویٰ دوطرح سے ثابت فرماتے اول ایسا حکم منجانب اللہ وہ اس اشتہار کے متعلق پیش کرتے جس میں وہ مرزا قادیانی کو خدا نے یہ حکم دیا ہوتا کہ تم ایسی درخواست ہمارے حضور میں پیش کرو۔ یا مرزا قادیانی نے کہیں فرمایا ہوتا کہ اشتہار مورخہ 15 اپریل 1907ء میں نے حسب الحکم خداوندِ کریم شائع کیا ہے۔ جبکہ یہ دونوں صورتیں مولوی صاحب نے پیش نہیں فرمائی ہیں تو میں نہیں سمجھ سکتا کہ یہ دعویٰ کس طرح ثابت ہوگیا کہ 15 اپریل والا اشتہار بحکم خداوندی تھا۔ نہ کوئی حکم خدا

وندی اس کے متعلق موجود ہے۔نہ مولوی صاحب نے ایسا حکم پیش فرمایا ہے۔ہاں مولوی صاحب نے خصوصیت کے ساتھ اس امر کے متعلق دو دلیلیں پیش کی ہیں۔جو ایک تو بدر مؤرخہ 15 اپریل 1907ء کی ہے اور دوسری بدر 13 جون 1907ء کی جس میں آپ نے بخیال خود یہ ثابت فرمایا کہ 15 اپریل 1907ء والا اشتہار بحکم خداوندی تھا اور وہ دلیلیں یہ ہیں:

❶۔۔۔25 اپریل کے بدر میں مرزا قادیانی کی کلام شائع ہوئی ہے جس میں یہ لکھا ہے کہ مرزا قادیانی نے یہ فرمایا ہے کہ ثناء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے وہ دراصل ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے۔

❷۔۔۔13 جون کے بدر میں جو خط ایڈیٹر صاحب بدر نے بجواب مولوی صاحب شائع کیا ہے۔اس میں لکھا ہے کہ:

''مشیت ایزدی نے حضرت مرزا قادیانی کے قلب میں ایک دعا کی تحریک کر کے فیصلہ کا ایک اور طریق اختیار کیا۔''

ان دونوں دلیلوں سے اپنا دعویٰ آپ اس طرح ثابت فرماتے ہیں کہ چونکہ اشتہار 15 اپریل والے کے بعد 25 اپریل کے بدر میں مرزا قادیانی نے ایسا فرمایا ہے کہ ثناء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے وہ ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا ہی کی طرف سے ہے۔پس بعد شائع کر دینے اشتہار کے مرزا قادیانی کو خدا نے بتا دیا کہ یہ اشتہار میرے حکم سے ہے۔سو اس کا جواب تو یہ ہے کہ:

دعویٰ مولوی صاحب نے فرمایا کہ 15 اپریل والا اشتہار حکم خداوندی دیا تھا اس سے صاف ظاہر ہے کہ اشتہار دینے سے پہلے وہ حکم مرزا قادیانی کو ملا ہوگا جس کی بنا پر اشتہار دیا گیا اور عقل بھی اس کی مقتضی ہے کہ حکم پہلے ہو تعمیل اس کے بعد میں ہونی چاہیے مگر مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ نہیں تعمیل تو پہلے ہی مرزا قادیانی نے کر دی تھی۔گو حکم بخیال مولوی صاحب 15 اپریل والی تعمیل کا 25 کو بعد میں صادر ہوا تھا۔ حیرت ہے کہ ایسی نظیر غالباً کسی جگہ نہیں ملے گی کہ حکم سے پہلے ہی تعمیل ہو جائے اور حکم تعمیل کو دیکھنے کے بعد حاکم کی طرف سے صادر ہو۔

بہر حال مولوی صاحب یہ خود مانتے ہیں کہ اشتہار 15 اپریل والے میں تو بیشک یہ لکھا ہوا ہے کہ یہ اشتہار کسی حکم کی بنا پر نہیں بلکہ میری طرف سے بصورت درخواست یا عرضی کے ہے اور یہ بھی مولوی صاحب تسلیم فرماتے ہیں کہ جس وقت اشتہار دیا گیا اس وقت تو ان کو یہ علم نہیں تھا کہ میں خدا کے کسی حکم کی تعمیل کر رہا ہوں بعد تعمیلِ حکم حاکم نے ان کو بتایا کہ یہ ہمارے حکم سے تم نے اعلان کیا ہے پھر مرزا قادیانی نے بھی فوراً شائع کر دیا کہ یہ درخواست میری خدا کے حکم کے مطابق ہے جس کا آج پتہ لگا ہے۔ سبحان اللہ کیا عجیب استدلال ہے کہ حکم دس روز بعد دیا جائے یا دس روز بعد اس کا پتہ لگے مگر ملازم یا خادم قبل صدور حکم کی تعمیل کر کے رکھ دے۔ لہٰذا یہ استدلال دعویٰ مولوی صاحب کو کسی طرح بھی ثابت نہیں کر سکتا۔ اس میں کہیں بھی یہ تو نہیں لکھا کہ 15 اپریل والا اشتہار بحکم خداوندی دیا گیا ہے 25 اپریل کے بعد میں صرف اتنا لکھا ہے کہ ثناء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے وہ دراصل ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے ہے۔ 15 اپریل والے اشتہار میں لکھا جانا اس میں کہاں درج ہے۔ دعویٰ تو 15 اپریل والے اشتہار کے متعلق ہے جو خاص ہے اور دلیل ایک عام پیش کرتے ہیں جس میں مولوی ثناء اللہ صاحب کے متعلق یوم تقریر سے پیشتر جو لکھا گیا ہے اس کا منجانب اللہ بنیاد رکھا جانا بتایا ہے۔ دوم 13 جون والے بدر میں جو لفظ ''مشیت ایزدی'' ہے اس سے مولوی صاحب اس اشتہار کا بحکم خداوندی دیا جانا ثابت کرتے ہیں۔ جو یہ بھی درست نہیں مشیت ایزدی کو تو رضا الٰہی بھی مستلزم نہیں۔ چہ جائیکہ وہ بحکم خداوندی ہو۔ مولوی صاحب نے ترک اسلام کے ص 35 پر مشیت اللہ کے متعلق تحریر فرمایا ہے کہ:

''مشیت اللہ خدا کے قانونِ مجریہ کا نام ہے۔ جو خدا کی رضا کو مستلزم نہیں۔ ص35 اور ہم بلند آواز سے کہتے ہیں کہ زانی زنا کرتا ہے تو اس کی مشیت سے کرتا ہے چور چوری کرتا ہے تو اس کے قانون سے کرتا ہے۔''

پھر میں نہیں سمجھتا ہے کہ مشیت ایزدی کو رضا الٰہی کا لازم نہ ہونا مان کر بھی صرف لفظ مشیت ایزدی سے اپنا سے اپنا دعویٰ ثابت کر دیا جائے کہ یہ اشتہار بحکم خداوندی سے تھا مشیت ایزدی سے تو زنا اور چوری بھی منسوب ہو سکتی ہے۔ اگر مرزا صاحب کے اشتہار مشیت ایزدی سے دیا جانا لکھا ہے تو اس کو رضا الٰہی کیوں سمجھ لیا گیا۔ والسلام!

اگر یہ بات ثابت ہوجائے کہ ڈائری مورخہ 25 اپریل مرزا قادیانی کے اشتہار 15 اپریل والے کے متعلق ہے بے شک اس میں مولوی صاحب سچے ہوں گے اور میں جھوٹا ثابت ہوا۔ کیونکہ خدا نے ہی اشتہار اپنے حکم سے دلوایا اور پھر اس کے متعلق منظوری کا اعلان بھی کردیا تو ایسی صورت میں مرزا صاحب ہی کا معاذ اللہ [1] جھوٹا ہونا لازم آتا ہے۔

پس نہ تو بدر مورخہ 25 اپریل سے یہ ثابت ہوا کہ وہ 15 اپریل والا اشتہار بحکم خداوندی تھا نہ 13 جون کے لفظِ مشیت سے یہ مدعا نکلا کیونکہ مشیت میں رضاء الٰہی کی ضرورت نہیں تو پھر حکم کیسا؟ دوسرا دعویٰ کہ اس کی قبولیت کا الہام ہوچکا تھا نہ ہی مرزا قادیانی کی اس ڈائری مندرجہ بدر مورخہ 25 اپریل سے ثابت کیا گیا ہے کہ اس میں لکھا ہے کہ ﴿أجيب دعوة﴾ پس خدا نے دعا قبول فرمالی۔ گو اب مکمل تعمیل ہوگئی۔ پہلے تو خدا کے حکم سے اشتہار دیا پھر خدا نے دعا مندرجہ اشتہار کی قبولیت کا الہام بھی کردیا۔ فیصلہ شد۔ مگر میں اس کو سراسر واقعات کے خلاف ثابت کرتا ہوں۔

1 ۔۔۔ یہ تمام مغالطہ مولوی صاحب کو اس ڈائری کے 25 اپریل والے بدر میں شائع ہونے سے پیدا ہوا ہے جو کہ دراصل 25 اپریل کی نہیں اس لیے 25 اپریل کے بدر میں جو تقریر مرزا قادیانی کی ڈائری سے مولوی صاحب نے اپنے استدلال میں پیش کی ہے وہ دراصل 25 اپریل کی نہیں بلکہ 14 اپریل کی ہے جو اشتہار سے ایک روز پیشتر کی ہے جس حالت میں اشتہار اس تقریر سے پہلے لکھا ہی نہیں گیا تھا تو اس کی نسبت تقریر ایک روز پہلے کی ہے۔ کیونکر ہوسکتی ہے۔ اشتہار 15 اپریل کو ہی لکھا اور 18 اپریل کو شائع کیا۔ ڈائری مذکور 14 اپریل کی اور الہام مذکور 13 اور 14 اپریل کی درمیانی شب کا ہے تو گویا نہ الہام کے وقت نہ اس تقریر کے وقت جو 14 اپریل بعد عصر کے ہے۔ یہ اشتہار لکھا تو پھر کیسے کہہ سکتے ہیں کہ اس تقریر کا تعلق اس تحریر سے ہے جو تقریر سے ایک روز اور الہام سے قریباً دو روز بعد کہی گئی۔ باقی میں دوسرے پرچہ میں لکھوں گا۔ مولوی صاحب نے جو دلائل علاوہ ازیں لکھنے ہوں وہ بھی لکھ دیں۔ کیونکہ مجھے پھر بجز دوسرے پرچہ کے جواب کا موقع ان کے متعلق نہیں ہوسکتا۔ [2]

---

[1] ابھی معاذ اللہ باقی ہے

[2] قاسم علی 17 اپریل 12ء

پرچہ نمبر 2

یعنی ثنائی پرچہ نمبر 2

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، نحمدہ ونصلی! جناب منصف صاحبان ومنشی قاسم علی صاحب میری تمہید کو آپ نے بے تعلق بتلایا۔ حالانکہ وہ ایک عام قانون کی شکل میں تھی جس کے پیچھے تمام دنیا کی جزئیات داخل ہوا کرتی ہیں۔ یہ طریقہ قانون اور شریعت دونوں میں مروج ہے۔ بہر حال جو کچھ آپ سے بن پڑا کہا۔ آپ نے زور دیا کہ 25 کے بدر میں 14 تاریخ کی ڈائری ہے مگر میرے مخاطب صاحب نے یہ نہیں بتایا کہ اس کا کیا مطلب ہے کہ ثناء اللہ کی بابت جو لکھا گیا جس کی قبولیت کا جناب باری تعالیٰ نے مرزا قادیانی سے وعدہ فرمایا تھا اس کا نشان نہیں دیا۔ میرے مخاطب کا فرض تھا کہ 14 تاریخ کی ڈائری والا مضمون بتلاتے۔۔ ان ڈائری نویسوں کا تو یہ حال ہے کہ 14 تاریخ کی ڈائری لکھ کر صفحہ 8 پر 11 تاریخ کی لکھ دی۔ اگر دنیا میں کوئی مقام ایسا ہے کہ 15 اور 14 تاریخ کے بعد 11 آتی ہو تو یہ بھی علی الترتیب ہو سکتی ہے۔ میں بتاتا ہوں کہ اشتہاروں کے لکھنے کا اور اشاعت کا طریق کیا ہوتا ہے 15 تاریخ کا اشتہار ہے اور 17 تاریخ کے الحکم میں شائع ہوتا ہے۔ اخباروں کے مطالعہ کرنے والے خوب جانتے ہیں کہ اخبار ہندوستان وطن وغیرہ کی تاریخ اشاعت جمعہ ہے مگر عموماً جمعرات کو پہنچ جاتے ہیں لہٰذا 17 تاریخ کے الحکم کو ایک روز آنے میں دیر ہوئی ہوگی یہ سب ڈائری ملا کر 14 کی ڈائری اسی اخبار الحکم میں لکھی گئی ہوگی۔ اور وہ مرزا قادیانی کی لکھی ہوئی ہے۔ بھلا خود فرمایئے کہ 15 کا اشتہار کتابت کب ہوا۔ پریس میں کب گیا اور پھر کب چھپ کر تیار ہوا؟

18 تاریخ والا اخبار کم سے کم 12 تاریخ کو لکھا جاتا ہے۔ خصوصاً جناب مرزا قادیانی کی طرز تحریر سے صاف ظاہر ہے کہ جناب ممدوح اپنے مسودوں کو دو دو چار چار مہینے پہلے لکھا کرتے تھے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ پیغام صلح جو لاہور میں ان کے انتقال کے بعد پڑھا گیا تھا۔

خواجہ کمال الدین کو چند متفرق یاداشتوں کی صورت میں نوٹ ملے تھے۔ علاوہ اس کے جناب موصوف

کی یہ بھی عادت تھی کہ مضمون میں بہت کچھ ردوبدل کیا کررتے تھے۔حتیٰ کہ پتھر پر بھی کانٹ چھانٹ کرتے تھے۔ پریس کا تجربہ رکھنے والے اس بات کی شہادت دے سکتے ہیں کہ مصنف کی عبارت کی نوعیت اس وقت تک نہیں بدلتی جب تک کہ کانٹا چھانٹا نہ جائے۔آپ فرماتے ہیں کہ مشیت اللہ سے تمام کاروبار ہوتے ہیں۔چوری کرنا،زنا وغیرہ سب پر ہوتا ہے تو کس طرح استدلال کر سکتے ہو۔میرے دوست خط کے الفاظ سامنے ہیں میں اپنے خط کا مختصر مضمون پہلے سناتا ہوں۔مرزا قادیانی نے اشتہار دیا تھا کہ میں کتاب حقیقت الوحی لکھی ہے۔اس میں مباہلہ کے لیے تمام عالموں کو دعوت دی ہے اور شرائط مفصل لکھی ہیں۔جس کو وہ کتاب نہ ملی ہو وہ منگوالے۔چونکہ اس میں میرا ذکر بھی تھا اس لیے میں نے عریضہ لکھا کہ کتاب مذکورہ بھیجیئے تاکہ حسب منشاء آپ کے مباہلہ کی تیاری کروں۔اس خط کا جواب آیا کہ آپ کا رجسٹری شدہ کارڈ **3** جون **1907**ء کو حضرت مسیح موعود کی خدمت میں پہنچا۔۔۔۔یہ الفاظ مفتی محمد صادق صاحب کے بحیثیت سررشتہ دار مرزا قادیانی کے ہیں۔گو میرے دوست نے یہ کھلے لفظو میں نہیں کہا کہ یہ خط مفتی صاحب کا ہے مرزا قادیانی کا نہیں لیکن بطور پیش بندی کہتا ہوں کہ خط مذکور بطور سررشتہ داری کے ہے،ورنہ میرے مخاطب تو مرزا قادیانی تھے۔چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

’’آپ کا خط حضرت مسیح موعود کی خدمت میں پہنچا جس کے جواب میں آپ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ آپ کی طرف حقیقت الوحی بھیجنے کا ارداہ اس وقت ظاہر کیا گیا تھا جس وقت مباہلہ کے واسطے لکھا گیا تھا۔تاک مباہلہ سے پہلے پڑھ لیتے مگر چونکہ آپ نے اپنے لیے واسطے تعین عذاب کی خواہش ظاہر کی اور بغیر اس کے مباہلہ سے انکار کر کے اپنے فرار کی راہ نکالی اس واسطے مشیت ایزدی نے آپ کو اور راہ سے پکڑا اور حضرت حجۃ اللہ مرزا قادیانی کے قلب میں آپ کے واسطے ایک دعا کی تحریک کی اور دوسرا طریق اختیار کیا۔‘‘

منشی صاحب اس تحریک کو جو مشیت خداوندی سے مرزا قادیانی کے دل میں ہوئی دنیا کی دوسری باتوں سے مشابہت دیتے ہیں میں ایسا کرتا تو مجھ سے بدتہذیبی کی وجہ سے معافی منگائی جاتی۔

میرے دوست!ایک ایسا بزرگ اور مدعی جس کا دعویٰ ہے:’’أنا خاتم الأولیاء لا ولي بعدي‘

میں خاتم الاولیاء ولیوں کا ختم کرنے والا ہوں۔ میرے بعد کوئی ولی نہ ہوگا۔[1] جس کا یہ وعدہ ہے کہ میرا قدم ایسے منارے پر ہے جس پر سب بلندیاں ختم ہوچکیں۔[2] جس کا یہ دعویٰ ہو کہ میرے مقابل کسی قدم کو قرار نہیں۔جس کا یہ دعویٰ ہو کہ دعا کا قبول ہونا اول علامت اولیاءاللہ سے ہے۔[3] اس کی دعا کو جو خدا کی تحریک سے اس کے دل میں پیدا ہوا، آپ دنیا کی دیگر بدکاریوں سے مشابہت دیتے ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس کا کیا جواب ہوسکتا ہے خیر میں اس کا جواب اسلامی لٹریچر سے دیتا ہوں۔ انبیاء علیہم السلام کے دلوں میں جو خدا کی طرف سے کسی مذہبیفیصلہ کے لیے تحریک ہوتی ہے تو وہ وحی الٰہی سے ہوتی ہے یہی معنیٰ ان کے معصوم اور بے گناہ ہونے کے ہیں۔ اس مضمون کے ثابت کرنے کے لیے میں نے تمہید بیان کی تھی۔جس کو آپ نے بے تعلق کہہ کر چھوڑ دیا۔اگر آپ نے کتاب صحیح بخاری پڑھی ہوتی تو آپ تصدیق کرتے کہ عمومات قرآنیہ اور حدیثیہ سے مسائل کا ثبوت کیسے دیا جاتا ہے۔ جناب مرزا قادیانی بھی اس طریقِ استدلال کو اپنی تصانیف میں عموماً استعمال کرتے ہیں جہاں کہیں قرآن شریف میں ذکر آتا ہے کہ ہم نے پہلے کسی آدمی کے لیے ہمیشگی نہیں کی۔کسی آدمی کو بغیر کھانے پینے کے پیدا نہیں کیا تو مرزا قادیانی فوراً حضرت مسیح کی موت کا ثبوت دینا شروع کردیتے ہیں۔ اس طریق کا استدلال کرنا پرانا معقولی اور اصولی طریقہ ہے کیا آپ کو یاد نہیں امرت سر کے مباحثہ عیسائیاں میں مرزا قادیانی کے دلائل کی نوعیت کیا تھی؟ یہی کہ عام حالت حضرات انبیاء علیہم السلام کی جو قرآن شریف میں بیان کی گئی ہے جس میں حضرت مسیح کا کوئی خاص ذکر نہیں بطور اصول موضوعہ لے کر جناب مسیح علیہ السلام کی الوہیت کو باطل کیا۔ بہرحال اسلامی لٹریچر سے واقف اور سننے والے ان الفاظ کو سنتے ہی فیصلہ کرسکتے ہیں کہ ایک مامور کے دل میں منجانب اللہ تحریک ہونا یا دوسرے لفظوں میں یوں سمجھئے کہ کفر اور اسلام کے متعلق فیصلہ متحدّیانہ کا چیلنج دینا بغیر وحی خدا اور الہام کے نہیں ہوتا۔ یہی مضمون آیت کریمہ:﴿وَلَوۡ تَقَوَّلَ عَلَيۡنَا بَعۡضَ ٱلۡأَقَاوِيلِ﴾ کا ہے۔میں نے آیت قرآنیہ کے علاوہ مرزا قادیانی کا الہام

---

[1] خطبہ الہامیہ۔ص70،خزائن،ج16 ص70

[2] خطبہ الہامیہ ص75،خزائن ج16،ص70

[3] تریاق القلوب،ص23،خزائن ج15 ص171

بالفاظ قرآن بھی لکھوایا تھا کہ جناب موصوف کو کئی ایک مقامات پر الہام ہوا ہے۔﴿وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ﴾ (تذکرہ ص 378 طبع سوم) جس کا مطلب میں نے صاف لفظوں میں بتلایا تھا کہ جناب مرزا قادیانی کی نسبت بقول ان کے خدا فرماتا ہے کہ مرزا قادیانی بغیر وحی کے نہیں بولتے۔ اس آیت اور الہام کی تفسیر بتلانے میں میں نے دینی معاملہ کا لفظ بڑھایا تھا کیونکہ انبیاء علیہم السلام اور مامورانِ باری تعالیٰ کو اپنی ضروریات طبعیہ میں بولنے کے لیے وحی یا الہام کی ضرورت نہیں ہوتی۔ دینی معاملہ میں بغیر وحی کے نہیں بولتے۔ خصوصاً کسی ایسے معاملہ کی نسبت جو اشد مخالفوں کے سامنے بطور فیصلہ ظاہر کیا جائے۔ مرزا قادیانی مجھ کو اپنے مخالفوں میں بڑھا ہوا مخالف خیال کرتے ہیں۔ [1]

دوستو! خود ہی غور کرو مثنیٰ وفرادا غور کرو۔ خلوت اور جلوت میں غور کرو۔ ایک ایسے اشد مخالف کے مقابلہ میں ایک مامور خدا فیصلہ کی صورت شائع کرتا ہے اور اس کی بابت قرار کرتا ہے کہ مشیت ایزدی سے یہ تحریک میرے دل میں ہوئی۔ اس کو آج منشی قاسم علی صاحب دنیا کے دیگر واقعات مثلاً زنا چوری وغیرہ سے تشبیہ دیتے ہیں ہمارے ثانی پریذیڈنٹ خصوصاً اس خیال کو ملحوظ رکھیں۔ شروع میں آپ نے عجیب منطق سے کام لیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں ایسا ہونا چاہیے تھا کہ مرزا قادیانی کو پروردگار حکم دیتا کہ ہمارے حضور میں درخواست پیش کرو۔

پیغمبرِ اسلام علیہ السلام کی جتنی پیشگوئیاں موجود ہیں جن کو آپ بھی کفر و اسلام کے مباحثہ میں پیش کیا کرتے ہیں کیا کوئی ایسی آیت، حدیث دکھا سکتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کو حکم ہوا ہو کہ تم میرے سامنے درخواست پیش کرو۔ درخواست کی ضرورت ہے تو آپ اٹھتے ہی اس آیت کی تفسیر کر دیجیے جس میں روم (سلطنت روما) کے مغلوب ہونے اور مغلوب کے بعد غالب ہونے کی پیشگوئی مذکور ہے کیا یہ پیشگوئی قرآنی فیصلہ نہ تھا۔ جناب پیغمبر خدا علیہ السلام نے بدر کی لڑائی میں فرمایا تھا کہ ابوجہل یہاں گرے گا۔ فلاں وہاں گرے گا۔ کیا اس کے لیے کوئی درخواست تھی؟ دوسرا یہ کہ بقول آپ کے ایسا ہوتا کہ: ''اشتہار مورخہ 15 اپریل میں (مرزا)

[1] تتمہ حقیقت الوحی ص 30، ج۔ خزائن 22 ص 462

نے حسب الحکم خدا شائع کیا۔خدا کا شکر ہے کہ صدارت کی کرسی پر تینوں صاحب ذی علم وصاحب فضل ہیں۔وہ جانتے ہیں کہ علم بیان میں ایک مضمون مختلف عبارت اور مختلف اشاروں سے ادا کیا جاتا ہے۔مضمون ادا کرنے والے کو کوئی نہیں کہہ سکتا کہ تم نے اس طریق سے کیوں ادا نہیں کیا۔ایک مضمون مختلف الفاظ میں ادا ہوسکتا ہے۔میرے پیش کردہ حوالوں کو غور سے ملاحظہ کر کے انصاف کریں کہ ان الفاظ سے منجانب اللہ ہونا پایا جاتا ہے یا نہیں:

در خانہ اگر کس است یک حرف بس است

ابوالوفاء ثناء اللہ بقلم خود!

پرچہ مدعا علیہ نمبر 2

یعنی قاسم علی پرچہ دوم

عالی جناب پریذیڈنٹ صاحب و میر مجلسان و مولوی صاحب: آپ کا دعویٰ جو بحروف جلی ایک بورڈ کے اوپر لکھ کر سامنے لگا دیا گیا ہے۔وہ یہ ہے کہ 15 اپریل 1907ء والا اشتہار حکم خداوندی مرزا قادیانی نے دیا تھا۔دوسرا دعویٰ خدا نے الہامی طور پر جواب دیا تھا کہ میں نے تمہاری یہ دعا قبول فرمالی۔یہی دعویٰ آپ نے اپنے پہلے پرچہ میں پہلے ہی صفحہ پر تحریر فرمایا ہے۔اس کے ثبوت میں آپ کی طرف سے جو علم بیان کے قاعدہ ہے یا آپ کے کسی خاص قانون سے اس طریق سے ایسے خاص دعویٰ کا استدلال بھی ہوکر ثابت کیا جاسکتا ہے اور عدالت اس قسم کے دلائل پر ہی غور کر کے آپ کے دعویٰ کو ثابت شدہ تسلیم کرنے کے بعد 20 پونڈ یا 300 روپیہ آپ کو دے سکتی ہے تو میرے خیال میں کسی قانون شہادت وغیرہ کی بھی گورنمنٹ کو ضرورت نہیں رہنی چاہیے۔یہ ایک بدیہی بات آپ کے سامنے پیش کی گئی ہے کہ اشتہار 15 اپریل والا 17 اپریل کے الحکم اور 18 اپریل کے بدر میں شائع ہوا اور اس اشتہار کے نیچے دونوں اخباروں میں یہ الفاظ لکھے ہوئے ہیں۔مرقومہ 15 اپریل 1907ء اگر اس اشتہار کو 15 اپریل سے اول کا سمجھا جاتا تو ایک امر واقعہ کے مقابلہ میں اس کے سامنے کوئی قیاسی دلائل پیش نہیں ہونے چاہئیں۔اس اشتہار کے بحکم

خداوندی دینے پر آپ نے 25 اپریل کے بدر کی ڈائری پیش فرما کر یہ ثابت کرنا چاہا کہ تحریر اشتہار سے تقریر 25 اپریل چونکہ بعد کی ہے اس لیے ثابت ہوا کہ اس تقریر کا تعلق اسی 25 اپریل والے اشتہار سے ہے دوسری دلیل اس کے بحکم خداوندی ہونے کی آپ نے 13 جون کے اخبار بدر کے ایک فقرہ سے جس میں مشیت ایزدی سے اس دعا کا حضرت مرزا قادیانی کے قلب میں آنا لکھا ہے۔ محض ایک لفظ مشیت پر آپ اس کو بحکم خداوندی فرماتے ہیں حالانکہ لفظ مشیت آپ کے مسلمہ معنوں کے لحاظ سے جن کی تشریح آپ نے اپنی کتاب ترکِ اسلام بجواب دھرم پال میں یہ کی تھی کہ مشیت ایزدی کے لیے خدا کی رضامندی کا ہونا ضروری نہیں۔ دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ خدا کے ارادہ اور مشیت سے ہو رہا ہے۔ زانی زنا کرتا ہے۔ چور چوری کرتا ہے تو بھی خدا کی مشیت سے کرتا ہے۔ یہ آپ کی تشریح مشیت کے متعلق بروئے شرط نمبر 14۔ آپ کے مسلّمات سے کی گئی۔ جس کو آپ نے ہماری مسلّمہ کہہ کر فرمایا کہ مرزا قادیانی کے اشتہار اور الہام کو میں زنا اور چوری کے ساتھ مشابہت دیتا ہوں۔ حالانکہ یہ مرزا قادیانی کے الہام وغیرہ کے متعلق نہیں بلکہ آپ نے جو مشیت کے لفظ سے اپنا یہ دعویٰ کہ اشتہار حکم خداوندی دیا تھا ثابت کرنا چاہا۔ اس کے باطل کرنے کے لیے میں نے آپ کو توجہ دلائی کہ مشیت کے واسطے تو رضامندی الٰہی بھی ضروری نہیں۔ چہ جائیکہ اسے حکم خداوندی کہا جائے۔ ڈائری کے متعلق آپ نے جو اعتراض فرمایا ہے کہ وہ غیر مسلسل ہے آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہ ڈائری کسی پٹواری یا گرداور قانون گو یا نائب تحصیلدار بندوبست کی نہیں ہے کہ جس نے ٹریول (سفر) کر کے ٹریولنگ الاؤنس حاصل کرنا ہو یہ ڈائری ایک ریفارمر کی ہے۔ یہ ڈائری ایک قوم کے پیشوا کی ہے جس کی قوم کو اس کی تقریروں اور تحریروں کا پہنچانا سب سے بڑا ضروری فرض ان آرگنوں کا ہے جو اس کے مشن والوں کی طرف سے شائع ہوتے ہیں۔ وہ لوگ مختلف ڈائریوں کو جس کو اس کے مختلف مرید مختلف تاریخوں میں لکھتے تھے اور جب کبھی اخبار والوں کو دیتے تھے تب ہی وہ اس کو شائع کر دیتے تھے۔ بس ان کا صرف کام یہ تھا کہ جس تاریخ کو کوئی ڈائری ہو کوئی تقریر ہو اس تاریخ کو اول میں لکھ دیں۔ یہ خاص اسی اخبار میں نہیں بلکہ اگلے اور پچھلے پرچوں میں بھی اندراج ڈائری کا ایسا ہی سلسلہ رہا ہے خود 25 اپریل کے بدر میں صفحہ 4 کے اوپر ایک ڈائری شروع ہوئی جو اس 21 اپریل کی ہے اور پھر صفحہ 7 پر

15 اپریل کی ڈائری شروع ہوئی ہے تو آپ کے اس اعتراض کا کہ 21 کے بعد 15 آسکتی ہے؟ جواب دینا ایک ایسے شخص کے لیے کہ جو اپنا دستور نہ صرف آپ کی وجہ سے بلکہ ہمیشہ سے ایسا ہی جانتا ہے ضروری نہیں۔9 مئی کے بدر میں صفحہ پر بقیہ ڈائری 25 اپریل کی شروع ہوئی ہے اور وہ 11 اپریل کی ہے مگر اس کے صفحہ 5 پر اپریل کے بعد 20 مارچ کی ڈائری شروع ہوئی ہے اور وہ تو گیارہ اپریل کی ہے مگر اس کے صفحہ 5 پر اپریل کے بعد 20 مارچ کی ڈائری شروع ہوئی ہے تو گیارہ اپریل کے بعد مارچ آیا کرتا ہے؟ پس ڈائری کا غیر مسلسل ہونا آپ کے اثبات دعویٰ کے واسطے موجود دستور کے مطابق کوئی مفید نہیں ہوسکتا۔پس اشتہار 15 اپریل کو لکھا گیا۔17، 18 اپریل کو شائع ہوا۔اور یہ ڈائری 14 اپریل کی ہے جس کو اشتہار مذکور سے عقلاً یا قانوناً شرعاً کوئی تعلق نہیں۔یہ ایک فیکٹ ہے ہوگا یا ہوگی۔یا مرزا قادیانی کا یہ دستور تھا کہ پہلے ہی لکھ لیتے تھے یا پتھروں پر کاٹ دیتے تھے وہ کچھ کرتے تھے۔موجودہ دعویٰ جس دستاویز کی بنا پر آپ ثابت کرنا چاہتے ہیں وہ مشکوک یا جعلی نہیں ہے۔الہام جو اس ڈائری میں درج ہے:﴿أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ﴾ جس کی بنا پر آپ اس دعا اشتہار والی کو قبول شدہ یا وعدہ قبولیت قرار دیتے ہیں۔یہ الہام 17 اپریل کے الحکم اور 18 اپریل کے بدر کے ص 2، 3 پر 14 تاریخ کو ہو چکا ہو لکھا گیا ہے۔پس 14 تاریخ کو جب الہام کا ہونا بدر الحکم میں شائع ہو چکا ہے۔اس کو 15 تاریخ کے کاغذ کے متعلق قرار دینا کسی طرح بھی جائز نہیں۔

جناب پریذیڈنٹ و مولوی صاحب! یہ اشتہار جو اس وقت متنازعہ ہے اس کی اصلیت کیا ہے؟ اس کی اصلیت خود اشتہار کے اندر لکھی ہے اور وہ الفاظ میں ہے کہ یہ کسی وحی یا الہام کی بنا پر پیشگوئی نہیں بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے۔یہ ایک درخواست ہے یہ ایک استغاثہ ہے۔ایک فریق کی طرف سے دوسرے فریق کے خلاف تمام حاکموں کے حاکم کے حضور اور اس سے یہ استدعا کی گئی ہے کہ مجھ میں اور ثناءاللہ میں سچا فیصلہ فرما۔یہ کوئی قطعی فیصلہ نہیں یہ کسی حکم الٰہی کے ماتحت نہیں، یہ کسی الہام کی بنا پر نہیں بلکہ ایک شخص جو اپنے آپ کو مظلوم سمجھتا ہے وہ عدالت میں دادخواہ ہوتا ہے۔یہ امر کہ اشتہار مذکور الہامی نہیں۔آپ نے 26 اپریل 1907ء کے اہل حدیث میں خود بھی تسلیم کیا ہے کہ اس مضمون کو بطور الہام کے شائع نہیں کیا جو اسی اشتہار کے جواب میں ہے۔پس اس اشتہار کی حیثیت ایک استغاثہ یا عرضی دعویٰ کی

ہے۔اس اشتہار میں جو استدعا کی گئی ہے جس کو آپ نے صورت فیصلہ سے نامزد کیا ہے اس کے متعلق اور اس دعا کے متعلق 26 اپریل 1907ء کے اہلحدیث میں آپ نے یہ لکھا ہے کہ تمہاری یہ دعا کسی صورت میں فیصلہ کن نہیں ہوسکتی اور یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں اور نہ کوئی دانا اس کو منظور کر سکتا ہے۔ یہ امور میں نے محض اس لیے لکھائے ہیں کہ آپ نے بارہا مرزا صاحب کی قبولیت دعا کے متعلق بڑا زور دیا ہے ورنہ نفس مقدمہ متنازعہ سے اس کو چنداں تعلق نہیں۔ مرزا صاحب نے جب خود درخواست مذکور میں ہی لکھ دیا ہے کہ یہ الہامی یا وحی جس کو آپ حکم یا الہامی نام سے تعبیر فرماتے ہیں کسی بنا پر نہیں۔ ادھر 25 اپریل والے اخبار کی ڈائری اشتہار سے ایک روز پہلے کی ادھر خود 26 اپریل 1907 کے اہلحدیث میں آپ نے بھی اس کو غیر الہامی مان لیا ہے پھر کیونکر یہ دعویٰ ثابت ہوسکتا ہے کہ اشتہار مذکور بحکم خداوندی تھا جس کو آپ الہام کے معنوں میں لیتے ہیں۔ جیسا کہ 9 فروری 12 کے اخبار اہلحدیث میں ص 7 کالم 3 پر آپ نے یہ لکھا ہے۔ مرزا قادیانی کو خدا نے الہام کیا کہ امت مرحومہ کو ایک واضح راستہ دکھاؤ۔ اس لیے مرزا قادیانی نے بحکم خداوندی 15 اپریل 1907ء کو ایک اشتہار دیا، پس الہام کی بناء پر یہ اشتہار دیا گیا نہ کوئی الہام اس اشتہار والی دعا کی قبولیت کا پہلے یا پیچھے ہوا۔ آپ نے ایک بات فرمائی ہے کہ ڈائری میں چونکہ کسی پہلی تحریر کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے تو مجھ سے آپ اس تحریر کا پتہ دریافت فرماتے ہیں کہ بجز اس اشتہار کے وہ کونسی تحریر ہے جس کے متعلق 25 اپریل والی ڈائری میں یہ لکھا ہے کہ ثناء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے ہماری طرف سے نہیں بلکہ اس کی بنیاد خدا کی طرف سے رکھی گئی ہے۔ جناب مولوی صاحب آپ خود اس تحریر کو لکھواتے ہیں اور پھر مجھ سے دریافت فرماتے ہیں۔ عالی جناب پریذیڈنٹ صاحبان! یہ ڈائری جیسا کہ دستاویزات سے ثابت شدہ ہے کہ 14 اپریل 1907ء وقت عصر کی ہے اور اس میں کسی تحریر کا ذکر ہے جو مولوی ثناء اللہ کے متعلق لکھی گئی ہو اور یہ بھی ثابت شدہ ہے کہ اشتہار متنازعہ 15 اپریل کو لکھا گیا اور 18 اپریل 1907ء کو ڈاک خانہ میں ڈالا گیا۔ ان اخبارات میں جو 17 یا 18 کو شائع ہوئے یہ تو دستاویز کا ثبوت ہے۔ اس کے مقابلہ میں آپ کے محض قیاس کو ایسا ہوا ہوگا یا یہ بات ہوگی آپ کے دعوے کو ثابت نہیں کرتے۔ ہاں میں آپ کو بتلا دوں کہ وہ تحریر جو 14 اپریل والی ڈائری سے آپ کے متعلق پہلے شائع کی جاچکی تھی وہ وہی ہے جو آپ

نے اہلحدیث مورخہ 19 اپریل 1907ء میں نقل فرمائی ہے جو مرزا قادیانی کی طرف سے 14 اپریل 1907ء کے بدر میں شائع ہو چکی اور نیز حقیقت الوحی میں بھی آپ کے متعلق 14 اپریل سے پہلے چند امور لکھے جا چکے تھے۔ پس یہ ڈائری ان تحریروں سے تعلق رکھتی ہے نہ کہ اس تحریر سے جو ڈائری کے بعد کی ہو۔ اور وہ 15 اپریل 1907ء والا اشتہار ہے۔ آپ نے ایک دلیل اور بھی اس اشتہار کی قبولیت کے متعلق پیش کی ہے جو ایک خاص مقدمہ کے بارے میں مرزا قادیانی کو ہوا تھا۔ اور وہ شحنہ حق ص 43 اور حقیقت الوحی ص 353 وغیرہ کتابوں میں موجود ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ ایک زمیندار کے مقدمہ میں جو شریکوں کیساتھ تھا میں نے دعا کی کہ مجھے خدایا اس میں فتح دے تو خدا نے جواب دیا ((اجیب کل دعائک الا فی شرکائک)) میں تیری سب باتیں مانوں گا مگر شریکوں کے بارہ میں نہیں سنوں گا۔ یہ الہام ایک خاص مقدمہ کے متعلق ہے اور مرزا قادیانی کے دعویٰ مسیحیت سے بہت پہلے کا ہے۔ اس میں شریکوں کے خلاف دعا قبول کرنے سے انکار کیا گیا ہے۔ اگر یہ الہام عام ہوتا تو چاہیے تھا کہ شریکوں کے متعلق بھی آئندہ کوئی دعا قبول نہ کی جاتی۔ جیسا کہ دیوار کے مقدمہ میں جو شریکوں کے ساتھ تھا یہ دعا کی گئی کہ مجھے اس میں فتح ہو۔ تو وہ دعا قبول ہوئی جس کے لیے بڑا لمبا الہام ہوا جو حقیقت الوحی کے ص 266، 267 پر درج ہے اور مرزا صاحب اس میں کامیاب ہوئے۔ پس اگر وہ الہام جو شریکوں کے متعلق تھا عام ہوتا تو مرزا صاحب اس حکم الٰہی کے خلاف شریکوں کے مقدمہ میں ہی کیوں شریکوں کے خلاف دعا کرتے اور کیوں خدا تعالیٰ اس دعا کو قبول کرتا۔ پس نہ وہ الہام عام تھا۔ نہ وہ آپ کے اس دعویٰ کے متعلق کہ 15 اپریل والے اشتہار کی دعا قبول کی گئی اور نہ اس سے یہ دعویٰ ثابت کہ 15 اپریل والا اشتہار بحکم خداوندی دیا تھا اور نہ اس دعا کی قبولیت کا الہامی وعدہ ہو چکا تھا۔ دعویٰ آپ کا اس دعا کے متعلق ہے جو 15 اپریل والے اشتہار میں مرزا صاحب نے شائع کی ہے کہ وہ قبول ہو گئی اور اس کی قبولیت کا خدا نے الہام کیا۔ پس یہ دعویٰ اس الہام سے جو شرکاء کے متعلق اور ایک خاص مقدمہ سے تعلق رکھتا ہے جس کے خلاف ایک دوسری نظیر شرکاء کے خلاف مقدمہ فیصل ہو کر صاف بتا چکے کہ وہ وعدہ نہ دائمی تھا نہ عام۔ ورنہ خدا دعا کیوں قبول کرتا اور کیوں پھر مرزا صاحب شرکاء کے خلاف دعا ہی کرتے۔ مرزا صاحب کا یہ مذہب نہیں ہے کہ میری تمام دعائیں قبول

ہوتی ہیں اس کے لیے حقیقت الوحی ص 320 ص 327 اور رسالہ فیصلہ آسمانی مطبوعہ بار سوم ص 19 اور تریاق القلوب ص 151 ملاحظہ ہو جن سے صاف لکھا ہے کہ میری اکثر دعائیں قبول ہوتی ہیں اور وہ دعائیں جن کو خدا اپنی مصلحت سے میرے حق میں مفید سمجھتا ہے قبول فرماتا ہے۔

آخر میں جناب پریذیڈنٹ صاحب کی توجہ اس دعویٰ کی طرف جس کے متعلق یہ مباحثہ ہے دلا کر نہایت ادب سے عرض کرتا ہوں کہ آپ بمشورہ اپنے مشیران جو آپ کی امداد کے لیے آپ کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں بخوبی غور فرمالیں کہ دونوں دعوے 14 اپریل والی ڈائری اور 14، 13 اپریل والی درمیانی شب والے الہام اور مولوی صاحب کے 26 اپریل والے اہل حدیث اور خود اس اشتہار کے اندرونی فقروں سے اور دستاویزات جن کا حوالہ میں نے اپنے بیان میں دیا ہے۔ ان کو ملاحظہ فرما کر فیصلہ فرما سکتے ہیں کہ کیا یہ دعویٰ ثابت ہوگئے۔ اس کے بعد جو مولوی صاحب نے بیان فرمانا ہے وہ ان ہی کی تردید ہوگی۔ کوئی نئی دلیل پیش کرنے کا ان کو حق نہ ہوگا۔ کیونکہ اب اس کے ڈیفنس کا مجھے کوئی موقعہ نہیں ملے گا۔ فقط!

عاجز قاسم علی بقلم خود

17 اپریل 1912

بیان مدعی

یعنی ثنائی پرچہ نمبر 3

جناب صدر انجمن صاحبان و برادران! دعویٰ یہ تھا کہ مرزا قادیانی کا اشتہار 15 اپریل خدا کے حکم سے تھا یہ بات یقینی ہے کہ میں مرزا قادیانی کو مامور خدا نہیں سمجھتا پھر جو میں نے یہ دعویٰ کیا کہ ان کا اشتہار خدا کے حکم سے تھا اس کے کیا معنی؟ صاف ظاہر ہے کہ میرا یہ دعویٰ ان کے مسلّمات اور خیالات پر ہے۔ پس اہلِ حدیث 26 اپریل 1907ء کا حوالہ دیکر منشی قاسم علی صاحب کا یہ کہنا کہ میں نے خود اس اشتہار کی بابت یہ لکھا ہے کہ یہ الہام سے نہیں میرے دعوے کے کسی طرح مخالف نہیں۔ وہ لکھنا میرا اپنا مذہب ہے اور ثابت کرنا مرزا قادیانی کے خیالات کا عکس ہے۔ علاوہ اس کے 20 اپریل کی تحریر لکھنے تک جو میں نے یقیناً 18، 19

اپریل کولکھی ہوگی۔25 اپریل کا بدر میرے پاس نہیں پہنچا تھا۔جس کی بنا پر میں نے آج دعویٰ کیا ہے میرے دعویٰ کا ثبوت دوطرح پر تھا۔ایک دلائل عامہ دوسرے دلیل خاص سے دلائل عامہ میں میں نے حضرات انبیاء کا طریق اورخصوصا مرزا قادیانی کے عام دعویٰ اوراالہامات کو بیان کیا تھا جس میں ایک آیت قرآن اورالہام﴿وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ﴾''أجيب كلّ دعائك، إلّا ۔۔الخ''اس الہام کا جواب دینے میں میرے دوست کو بہت الجھن ہوئی ہے۔

جناب پریذیڈنٹ صاحب! یہ الہام دوفقروں پر مشتمل ہے ایک مستثنیٰ دوسرا مستثنیٰ منہ مستثنیٰ میں حکم ہے تیری دعا شریکوں کے بارہ میں قبول نہ ہوگی۔مستثنیٰ منہ کا حکم ہے۔کہ تیری وہ تمام دعائیں جوشریکوں کے سوا اورلوگوں کے حق میں ہوں گی میں ضرورقبول کروں گا۔اس لیے میں نے عرض کیا تھا کہ میں مرزا قادیانی کا شریک نہیں ہوں۔آپ نے بتلایا ہے کہ 25 اپریل والے بدر میں جو14 اپریل کی ڈائری ہے۔اس میں جس تحریر کا آپ کے متعلق ذکر ہے وہ حقیقت الوحی میں 14 اپریل سے پہلےلکھی جاچکی ہے۔اس کے متعلق 14 اپریل کا بدر صفحہ 4 پیش کرتا ہوں جس میں مرزا قادیانی حقیقت الوحی کی بابت لکھتے ہیں کہ ہماری کتاب حقیقت الوحی 20،25 روز تک شائع ہوجائے گی۔اب منصف صاحب غورفرمائیں کہ جس کتاب کو ابھی شائع ہونے میں کئی روز باقی ہوں وہ 14 اپریل سے پہلے کیونکہ شائع ہوچکی تھی۔حقیقت الوحی کے سرورق صفحہ پر مطبوعہ تاریخ اشاعت 30 اپریل 1907 ہےمگر قلمی سرخی سے 15 مئی بنائی گئی ہے۔(دیکھوخزائن ج22 ص1)یہ توآپ کے اس حصہ کا جواب ہے۔اس کے علاوہ آپ نے کوشش کی ہے کہ 25 اپریل کے بدر والی ڈائری میں جس تحریر کا ذکر ہے اس کا ثبوت دیں۔اس ثبوت کے لیے آپ نے 14 اپریل کے بدر صفحہ 4 کا نام لیا ہے جو میرے ہاتھ میں ہے اور منصف صاحبان مہربانی فرما کر اس کو ملاحظہ فرمائیں کہ کوئی تحریر ایسی ہے جس کو میرے متعلق کہہ سکیں ؟ جس کا جواب مرزا قادیانی کو بصورت الہام یہ ملا تھا۔''اجیب دعوۃ الداع'' جوصاف ظاہر کرتا ہے کہ وہ تحریر میری کوئی دعا کی صورت میں ہے آپ نے شروع میں یہ بھی کہا ہے کہ اس قسم کے دلائل عامہ پر ہی غور کر کے عدالت فیصلہ نہیں کرتی۔جناب والا اس ہی کے لفظ پر غور کیجئے۔میں نے ہی سے کام نہیں لیا۔میں نے صرف دلائل عامہ ہی بیان نہیں کیے۔بلکہ

خاص اس امر کے متعلق بھی بیان کیے۔آپ جو اس اشتہار کو بمنزلہ ایک استغاثہ غیر مقبولہ کے قرار دیتے ہیں حقیقت میں یہ بات مرزا قادیانی کے کل دعاوی پر پانی پھیرتی ہے۔میں نے ریویو مئی 1907ء کے صفحہ 192 سے حوالہ نقل کیا تھا کہ مرزا قادیانی کا بڑا معجزہ قبولیت دعا ہی ہے اور یہ ایسا معجزہ ہے کہ وہ اس معجزہ کے مقابلے کے لیے ہم مسلمانوں کے علاوہ تمام دنیا کے مخالفوں کو چیلنج دیتے ہیں۔میں نے 13 جون کے بدر سے یہ دلیل نقل کی تھی کہ مرزا قادیانی کے دل میں خدا نے میرے متعلق دعا کرنے کی تحریک پیدا کی میرے مخاطب فرماتے ہیں کہ وہ بقول میرے مشیت کا مفعول ہے جو دنیا کے ہر ایک واقع سے تعلق رکھتی ہے۔مگر جناب پریذیڈنٹ صاحبان! میں نے یہ بات بالتصریح بتلائی ہے اور قرآنی حوالوں سے ثابت کیا ہے کہ کوئی مامور خدا کسی ایسے فیصلے کے لیے جو اس کے مشن پر اثر ڈالتا ہو از خود اظہار نہیں کر سکتا۔ترک اسلام میں جو میں نے لکھا ہے وہ یہ ہے کہ مشیت خدا کے قانون کا عام ہے جو مخلوق میں جاری ہے۔لیکن وہی قانون جب مذہبی رنگ میں انبیاء علیہم السلام کے قلوب طیبہ پر اثر کرتی ہے تو مذہبی رنگ میں ایک دلیل کا حکم رکھتی ہے۔مثال کے لیے ہمارے خواب اور حضرات انبیاء علیہم السلام کے خوابوں میں جو فرق ہے وہی فرق ان دو مشیتوں میں ہے عام حالت اور خاص قلوب انبیاء سے تعلق رکھتے ہیں۔

باقی جو آپ نے ڈائری کی بے ترتیبی کی بابت لکھا ہے مجھے اس کے جواب دینے کی ضرورت نہیں۔ ہمارے معزز ثالث صاحبان قانون پیشہ ہیں۔ان کے پاس اس قسم کے کئی ایک مقدمات آئے ہوں گے۔ جن میں ایسی بے ترتیب ڈائریاں پیش ہو کر فیل یا پاس ہوئی ہوں گی۔

تریاق القلوب ص 151 ،خزائن ج 15 ص 469 کا بیان مرزا قادیانی کا اپنی دعاؤں کی نسبت ہے۔بھلا اگر ساری دعائیں مرزا قادیانی کی قبول نہ ہوتیں تو معجزہ ہی کیا تھا۔جب کہ حقیقت الوحی باب اول دوم وسوم میں خود لکھتے ہیں کہ بعض خواب اور کشف بدکار یعنی رنڈیوں اور فاحشہ عورت کے بھی سچے ہوتے ہیں۔فرماتے ہیں سچا وہی ہے جس کے کل سچے ہوں۔''

ہمارے معزز ثالث صاحبان قانونی طور پر جانتے ہیں کہ کسی دستاویز کا سچا ہونا اس پر موقوف ہے کہ اس میں کوئی لفظ مشکوک نہ ہو میں نے جہاں تک سوچا ہے آپ نے میرے پیش کردہ دلائل کا جواب نہیں

دیا۔ میری دلیل مختصر لفظوں میں یہ ہے انبیاء و مامور خدا کوئی ایسا فیصلہ جو مخالفوں پر حجت کا اثر رکھتا ہو اور اس کے خلاف ہونے سے ان کے دین اور مشن پر خلاف اثر پہنچتا ہو، بلا اذن خدا شائع نہیں کر سکتے۔

مرزا قادیانی نے جو اس اشتہار میں الہام یا وحی کی نفی کی ہے اس کی ایک وجہ تو پہلے پرچہ میں عرض کر چکا ہوں۔ دوسری وجہ وہ ہے جو صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور کے ساتھ ان کا معاہدہ ہوا تھا کہ میں الہام جتا کر کسی کی موت کی پیش گوئی نہیں کروں گا، اس لیے انہوں نے اس اشتہار میں الہام کا نام نہیں لیا بلکہ نفی کر دی۔ **25** تاریخ کے بدر میں الہام کے ساتھ اس کی تعبیر کر دی۔ تا کہ وہ اس قاعدہ سے جو انبیاء علیہم السلام کا میں نے بتلایا ہے حجت ہو سکے۔ بس اب میں ختم کر کے فیصلہ معزز ثالثوں کے سپرد کرتا ہوں۔

ابو الوفاء ثناء اللہ بقلم خود!

سرپنچ کا مختصر فیصلہ

چونکہ دونوں منصفوں جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب اور منشی فرزند علی صاحب میں اختلاف رہا تو سردار بچن سنگھ صاحب بی اے پلیڈر سرپنچ کو مداخلت کا موقع ملا۔ چنانچہ جناب موصوف کا مختصر فیصلہ یہ ہے۔:

میری رائے ناقص میں حسب دعویٰ حضرت مرزا قادیانی:

1۔۔ ''**15** اپریل **1907**ء والا اشتہار بحکم خداوندی مرزا قادیانی نے دیا تھا۔''

2۔۔۔ ''خدا نے الہامی طور پر جواب دیا تھا کہ میں نے تمہاری یہ دعا قبول فرمالی۔'' **21** اپریل **1912**ء

دستخط سردار بچن سنگھ صاحب بی اے پلیڈر (بحروف انگریزی)

مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی

منصف فریق محمدی کا حلفیہ فیصلہ

باسمہ!

فیصلہ حلفی خاکسار (ابراہیم سیالکوٹی) منصف مقرر کردہ از جناب مولوی ثناء اللہ صاحب (مولوی فاضل) امرتسری مدعی:

دعویٰ نمبر **1**: اشتہار **15** اپریل **1907**ء مرزا قادیانی نے بحکم خدا لکھا۔

دعویٰ نمبر **2**: خدا نے دعا مندرجہ اشتہار کی قبولیت کا الہام کر دیا تھا۔

اثبات دعویٰ: بذمہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری۔ مدعی

ڈیفنس: بذمہ منشی قاسم علی صاحب دہلوی ایڈیٹر الحق دہلی۔ مدعا علیہ

مولوی صاحب مدعی نے اثبات دعویٰ میں دو قسم کے دلائل پیش کیے ہیں عام اور خاص، عام یہ کہ کوئی رسول برحق بغیر اجازت الٰہی کوئی ایسا امر اپنے مخالفین کے سامنے بطور تحدی پیش نہیں کر سکتا جو جس کے مخالفین میں صدق اور کذب کے متعلق امتیازی نشان رکھتا ہو۔ اس پر مولوی صاحب موصوف نے چند آیات قرآنی پیش کیں۔ جن میں سے ایک ایسی آیت بھی ہے جس کی نسبت مرزا قادیانی کا بھی دعویٰ ہے کہ وہ مجھے بھی الہام ہوئی ہے اور اس کا مضمون یہ ہے کہ یہ پیغمبر اپنی خواہش سے نہیں بولتا جو کچھ بولتا ہے وہ وحی خدا ہے۔ چونکہ مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ وہ رسول برحق ہے اور اس اشتہار **15** اپریل **1907** میں طریقہ فیصلہ ایسا مذکور ہے۔ جو متحدّیانہ ہے اور حق و باطل میں امتیاز کرنے والا ہے اس لیے لامحالہ ماننا پڑے گا کہ مرزا قادیانی کی یہ دعا خداوند تعالیٰ کی تحریک اور محض اشارہ سے تھی۔

دیگر دلیل عام یہ بیان کی ہے کہ مرزا قادیانی نے بالخصوص اپنی دعاؤں کی قبولیت کے متعلق نہایت زور سے متحدّیانہ دعویٰ کیا ہے (ملاحظہ ہو ریویو بابت مئی **1907** وغیرہ کتب جن کا مولوی صاحب نے پتہ دیا) لہٰذا یہ دعا ان دعوؤں کے سلسلہ میں جو ضرور ضرور مقبول ہوں۔ سب سے پہلے درجے پر ہونی چاہیے۔ کیونکہ

اس کا اثر اس مشن پر پڑتا ہے جس کے لیے مرزا قادیانی مامور کیے گئے۔

دلیل خاص: جو مولوی صاحب نے بیان کی ہے وہ یہ ہے کہ خاص اسی دعا کی قبولیت کا الہام مرزا قادیانی کی طرف سے اخبار بدر قادیاں مؤرخہ 25 اپریل 1907ء میں طبع ہو چکا ہے جس میں یہ بھی ظاہر کیا گیا ہے کہ درحقیقت اس کی بنیاد خدا کی طرف سے رکھی گئی ہے۔ نیز اس اخبار مورخہ 13 جون 1907ء میں جو خط مولوی ثناء اللہ صاحب مدعی کے نام طبع ہوا ہے۔ اس میں تشریح کی گئی ہے کہ اس طریق فیصلہ (15 اپریل 1907ء) کے اشتہار کی دعا کی تحریک مشیت ایزدی سے ہوئی ہے۔ پس میرا یہ دعویٰ بھی ثابت ہے کہ مرزا قادیانی نے یہ دعا خدا کی تحریک سے کی اور یہ بھی کہ اس کی قبولیت کا الہام آپ کو ہو گیا تھا۔ مولوی صاحب مدعی نے اپنے اثبات دعویٰ کے ضمن میں بطور دفع دخل یہ بھی بیان کر دیا ہے کہ بیشک اس اشتہار میں مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ یہ پیشگوئی کسی الہام سے نہیں کی گئی۔ لیکن یہ فریق ثانی کو مفید نہیں۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ اس کلمہ میں اور 25 اپریل کی ڈائری میں تعارض ہے اور تطبیق دونوں میں اس طرح ہو سکتی ہے کہ اشتہار لکھتے وقت خدا تعالیٰ نے ان پر یہ ظاہر نہیں کیا تھا۔ لیکن بعد میں الہام کر دیا چونکہ عدم علم سے عدم شے لازم نہیں آتا۔ دیگر یہ کہ چونکہ مرزا قادیانی صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر گورداسپوری کی عدالت میں ایک خاص مقدمہ میں باضابطہ اقرار داخل کر چکے تھے کہ کسی شخص کے حق میں ڈروالا الہام ظاہر نہیں کروں گا۔ اس لیے بھی مرزا قادیانی نے نفی الہام کی مصلحت سمجھی۔ کیونکہ وہ میری موت کے متعلق تھی۔ یہ ہے خلاصہ ان کے اثبات دلائل کا اب اس ڈیفنس کا خلاصہ بیان کرتے ہیں جو فریق ثانی نے پیش کیا۔

فریق ثانی یعنی منشی قاسم علی صاحب نے مولوی صاحب کی پہلی دلیل عام کا کوئی جواب نہیں دیا اور تردید نہیں کی۔ جس سے یہ ظاہر ہو جاتا ہے کہ رسول برحق کبھی خدا کی اجازت کے بغیر بھی اپنے مخالفین کے ساتھ طریق فیصلہ کر سکتا ہے۔ دوسری دلیل عام کا جواب انہوں نے یہ دیا ہے کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ ہر دعا کی قبولیت کا نہیں ہے بلکہ اکثر دعاؤں کا ہے اور الہام: ”أجيب كلّ دعائك، إلّا في شركائك“ کا یہ جواب دیا کہ یہ خاص واقعہ کے متعلق ہے جس کے جواب میں مولوی صاحب مدعی نے کہا کہ اس کلام کے دو جز ہیں ایک مستثنیٰ منہ۔ دوسرا مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ کلیہ ہے جس میں سے صرف اس دعا کو مستثنیٰ کیا گیا ہے جو مرزا قادیانی

کے کنبہ کے متعلق ہو۔اور چونکہ میں (مولوی صاحب مدعی) مرزا قادیانی کے کنبہ میں سے نہیں۔اس لیے میرے حق میں استثنائی صورت نہیں ہوگی۔ بلکہ وہی مستثنیٰ منہ کی کلیت میرے حق والی دعا پر صادر آئے گی۔منشی قاسم علی صاحب کے اس عذر سے ہماری تسلی نہیں ہوسکتی۔کیونکہ جب مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ میرا سب سے بڑا معجزہ یہ ہے کہ میری دعائیں قبول ہوتی ہیں تو یہ معجزہ ایسی دعا کی قبولیت کے لیے ضرور ظاہر ہونا چاہیے۔جو مرزا قادیانی کی صداقت کا نشان ہے۔یہ امر کوئی معمولی نہیں جس کی طرف سے بے پروائی کو دخل دے سکیں اور بیشک الہام: ''أجیب کلّ دعائک، إلّا فی شرکائک (یعنی میں تیری ہر دعا قبول کروں گا مگر وہ جو تیرے کنبہ کے لوگوں کے حق میں ہو) سوائے استثنائی صورت کے اپنے عموم پر ہی قائم ہے اور مولوی صاحب والی دعا اس عموم میں داخل ہے۔

منشی قاسم علی صاحب نے مولوی صاحب مدعی کی پہلی دلیل خاص کا جواب یہ دیا ہے کہ **25** اپریل کی بدر والی ڈائری **14** اپریل کی ہے اور اشتہار زیر بحث **15** اپریل کو لکھا گیا ہے۔اس لیے وہ ڈائری اس اشتہار کے متعلق نہیں ہوسکتی بلکہ وہ ان تحریرات کے متعلق ہے جو اخبار بدر مجریہ **4** اپریل **1907**ء اور تتمہ کتاب حقیقت الوحی ص **30**، **31**، **33** پر مولوی ثناء اللہ صاحب مدعی کے حق میں درج ہیں۔مولوی صاحب مدعی نے اس کے جواب میں کہا کہ اشتہار **5** اپریل کی تسوید **15** اپریل کو نہیں ہوئی۔بلکہ یہ تو کاپی لکھنے کی تاریخ ہے، دوم یہ کہ ڈائری مندرجہ بدر **25** اپریل میں **14** اپریل کی ڈائری کے بعد **11** اپریل کی ڈائری مندرج ہے۔پس ہم کس طرح سمجھ سکیں کہ یہ تاریخیں ترتیب وار ہیں لہٰذا یہ عذر درست نہیں۔سوم یہ کہ اخبار بدر مجریہ **4** اپریل **1907**ء اور حقیقت الوحی میں جو کچھ میرے متعلق لکھا ہے ان تحریروں میں کسی دعا کا ذکر نہیں۔اور نہ ان کا مضمون اس اشتہار کے مضمون سے ملتا ہے۔حالانکہ **25** اپریل کے بدر کی ڈائری میں دعا کا بالتصریح ذکر ہے اور اشتہار میں بھی مضمون دعا ہی کا ہے، چہارم یہ کہ کتاب حقیقت الوحی کی اشاعت **14** اپریل تک نہیں ہوئی تھی۔ بلکہ وہ اس کے بعد ہوئی جیسا کہ اس کے ٹائٹل پیج سے ظاہر ہے کہ اس کی تاریخ اشاعت مطبوعہ الفاظ میں **20** اپریل **1907** لکھی ہے اور پھر اسے سرخی سے کاٹ کر **15** مئی **1907**ء بنایا ہے۔پس ہم یقیناً کہہ سکتے ہیں کہ حقیقت الوحی اور بدر محولہ منشی قاسم علی صاحب میں اشتہار **15** اپریل کا

مطلقاً ذکر نہیں۔مولوی صاحب نے منشی قاسم علی صاحب کے عذر کے متعلق جو کچھ کہا ہے وہ بالکل درست معلوم ہوتا ہے۔کیونکہ اخبار مذکورہ 4 اپریل اور حقیقت الوحی میں کسی ایسی دعا کا ذکر نہیں جو مولوی صاحب کے حق میں ہوا سے اخبار بدر 25 اپریل والے الہام کا حوالہ اور مصداق کہہ سکیں اور کتاب حقیقت الوحی تو اس وقت تک شائع نہیں ہوئی تھی کہ مرزا قادیانی اس کا حوالہ دے سکیں۔اس امر کی تائید ہم اس سے بھی پاتے ہیں کہ خاتمہ بحث پر جناب سردار بچن سنگھ صاحب بی اے پلیڈر گورنمنٹ ایڈوکیٹ لدھیانہ نے جو بتراضی فریقین ثالث مقرر کیے گئے تھے۔منشی قاسم علی صاحب سے سوال کیا کہ آیا آپ سوائے 4 اپریل کے بدر اور حقیقت الوحی کے حضرت مرزا قادیانی کی کوئی اور تحریر بھی بتلا سکتے ہیں تو انہوں نے جواب نفی میں دیا۔مولوی صاحب نے جو یہ بیان کیا کہ 15 اپریل کے اشتہار کا مسودہ 14 اپریل سے پیشتر لکھا گیا ہے یہی قرین قیاس معلوم ہوتا ہے چونکہ مرزا قادیانی کے الفاظ جو 25 اپریل سے پیشتر لکھا جا چکا تھا اور وہ مریدوں میں مشہور تھا۔اس لیے مرزا قادیانی نے صرف اسی اشارہ پر کفایت کی کہ جو کچھ لکھا گیا اور ہم عام عادت بھی یہ پاتے ہیں کہ مضامین کاتب کے کاپی لکھنے سے پیشتر عمل کر کے کاتب کو دیئے جاتے ہیں اور وہ اُخص دوستوں میں طبع سے پیشتر ہی مشہور ہو جاتے ہیں۔مولوی صاحب نے یہ بیان کیا کہ ڈائری کی تاریخیں غیر مرتب ہیں۔اس کے جواب میں منشی قاسم علی صاحب نے کہا کہ تاریخیں صرف اسی پرچہ میں غیر مرتب نہیں ہیں بلکہ دیگر پرچوں میں بھی یہ بے ترتیبی پائی جاتی ہے۔ہماری رائے میں یہ عذر مولوی صاحب کی جرح کی تردید نہیں کرتا بلکہ اس کو تقویت دیتا ہے۔کیونکہ ایک قصور دوسرے قصور کی تائید کرتا ہے نہ کہ تردید۔نیز یہ کہ 14 اپریل اور 11 اپریل کی غیر مرتب ڈائری ایک ہی پرچہ میں ہے مختلف پرچوں میں نہیں کہ منشی قاسم علی صاحب کی بیان کردہ وجہ کی گنجائش ہو۔بہرحال اس سوال کے جواب کے سلسلہ میں بھی ہم مولوی صاحب مدعی کی جانب راجح پاتے ہیں۔

منشی قاسم علی صاحب نے ڈیفنس میں مولوی ثناء اللہ صاحب مدعی کی دوسری خاص دلیل کا جواب یہ دیا ہے کہ انہوں نے اپنے رسالہ ترکِ اسلام میں لکھا ہے کہ سب کام نیک و بد خدا کی مشیت سے ہوتے ہیں۔پس ان کے ساتھ رضاء الٰہی ضروری نہیں۔لہٰذا اگرچہ اخبار بدر میں یہ لکھا ہے کہ اس طریق فیصلہ کی تحریک خدا کی

مشیت سے ہوئی لیکن ضروری نہیں کہ خدا اس پر راضی بھی تھا۔ مولوی صاحب نے اس کے جواب میں کہا کہ وہ مشیت عام ہے اور ہر نیک و بد کے متعلق ہوسکتی ہے لیکن حضرات انبیاء علیہم السلام کے دلوں پر جب مشیت الٰہی بصورت فیصلہ اور بالخصوص ایسے امر جو میں نبی برحق کے مشن کے متعلق ہو۔ کوئی تحریک پیدا کرتی ہے تو وہ برنگ حکم وحی خفی ہوتی ہے۔ کیونکہ اس میں نبی کے مشن کی تائید ہوتی ہے اور اس کے مخالفین کا ابطال اس کے متعلق مولوی صاحب نے علاوہ سابقہ حوالہ جات کے مرزا قادیانی کی کتاب حقیقت الوحی کا حوالہ ص 5 سے تا اخیر باب سوم۔ (دیکھو خزائن ج 22 صفحہ 7 تا 58) دیا جس میں یہ بھی لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خاص بندے جس پر راضی ہوں خدا اس پر راضی ہوتا ہے اور جس پر خفا ہوں اس پر خفا ہوتا ہے۔ جب وہ شدت وقت میں دعا کرتے ہیں تو خدا ان کی ضرور سنتا ہے۔ اس وقت ان کا ہاتھ گویا خدا کا ہاتھ ہوتا ہے۔ اس کے آگے مرزا قادیانی نے ایک آیت لکھی ہے جو قبولیت دعا کے متعلق ہے۔ ان دلائل کا جواب فریق ثانی نے کافی نہیں دیا۔ لہٰذا ہم اس میں بھی مولوی صاحب سے موافقت کرتے ہیں اور علاوہ بریں یہ مستزاد کرتے ہیں کہ جب مولوی صاحب نے اخبار بدر 13 جون 1907ء کے خط میں یہ حوالہ تحریک الٰہی والا پیش کیا تو منشی قاسم صاحب نے اپنے جواب میں اس حوالہ کے اشتہار مذکور زیر بحث کی نسبت ہونے سے انکار نہیں کیا۔ جس سے مولوی صاحب کے دعویٰ کو نہایت زبردست تقویت پہنچتی ہے کہ یہ اشتہار خدا کے خفیہ حکم سے لکھا گیا۔ منشی صاحب لفظ مشیت کے مطابق ہی بحث کرتے رہے جو ان کو ہرگز مفید نہیں۔ کیونکہ یہ دعا مشیت کے تحت داخل ہو کر بھی رضا الٰہی کو شامل ہوسکتی ہے۔ کیونکہ اس دعا کا نتیجہ مرزا قادیانی کے خیال میں جو بوقت دعا تھا مرزا قادیانی کے مشن کے لیے مفید تھا اور مولوی صاحب کے خلاف۔

''لہٰذا ہم حلفیہ بیان سے خدا داد علم کو کام میں لا کر اپنے ایمان و دین کی محکمی سے رائے دتے ہیں کہ مولوی صاحب مدعی اپنے دعوے میں کامیاب ہیں اور فریق ثانی نے کوئی ایسا ڈیفنس پیش نہیں کیا جو ان کے دلائل کو توڑ سکے۔ واللہ ما نقول شھید!''

دستخط: مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی (منصف) بحروف انگریزی

فرزند علی صاحب منصف احمدی فریق کا بلاحلف فیصلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم!

میں نے اس مباحثہ کو جو مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اور میر قاسم علی صاحب احمدی دہلوی کے مابین 17 اپریل 1912ء کو لدھیانہ میں ہوا خوب غور سے سنا۔ جو رائے میں نے اس مباحثہ کے متعلق قائم کی ہے اس کو ذیل میں بیان کرتا ہوں اس مباحثہ میں دعویٰ منجانب ثناء اللہ صاحب یہ تھا کہ:

(الف)۔۔۔جو اشتہار 15 اپریل 1907ء کو جناب مرزا قادیانی نے بعنوان ''مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ دیا خدا تعالیٰ کے حکم سے تھا۔

(ب)۔۔۔اس اشتہار میں جو دعا فیصلہ کے متعلق تھی اس کا جواب خدا تعالیٰ نے الہامی طور پر یہ دیا کہ ہم نے اس دعا کو منظور فرما لیا۔

شق (ا)۔۔۔کے ثبوت میں جو موٹے موٹے دلائل مولوی ثناء اللہ صاحب نے دیئے وہ یہ تھے کہ:

1۔۔۔حضرات انبیاء علیہم السلام کا یہ طریق نہیں تھا کہ اپنے مشن کے متعلق کوئی متحدیانہ فیصلہ کن تجویزیں محض اپنے ارادے اور مرضی سے کریں۔

2۔۔۔15 اپریل 1907ء کے اشتہار کے بعد 25 اپریل 1907ء کے بدر میں مرزا قادیانی کی طرف سے ایک تقریر اس مضمون کی شائع ہوئی کہ ثناء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے یہ دراصل ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے اور رات کو جب مرزا صاحب کی توجہ اس طرف تھی تو الہام ہوا۔﴿أجیب دعوة الداع﴾(ترجمہ: میں دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں)

3۔۔۔13 جون 1907ء میں ایک خط بنام مولوی ثناء اللہ صاحب درج ہے اس میں لکھا تھا کہ مشیت ایزدی نے مرزا صاحب کے قلب میں تحریک کر کے فیصلہ کی ایک اور راہ نکال دی۔

فقرہ (1)۔۔۔نہ تو اس دعویٰ کی تائید اور وضاحت میں مولوی ثناء اللہ صاحب نے کوئی مثالیں بیان کیں اور نہ میر قاسم علی صاحب کی طرف سے اس کا جواب دیا گیا۔

فقرہ (2)۔۔۔کے بیان کردہ واقعات جو اگر ہو بہو مان بھی لیا جائے تو تب بھی صرف اسی قدر ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا صاحب کے اشتہار دینے پر بعد میں اظہار پسندیدگی فرمایا نہ یہ کہ اشتہار مزکور کا لکھا جانا اور شائع کیا جانا حکم خداوندی کی وجہ سے ہوا۔ جب مولوی صاحب نے خود اپنے پرچہ اول میں تسلیم کیا کہ اشتہار مورخہ 15 اپریل 1907ء کے لکھتے وقت مرزا قادیانی کو خود خدا کے حکم کا علم نہ تھا۔ تو پھر میں نہیں سمجھتا کہ یہ کس طرح کہا جاتا ہے کہ اشتہار مذکورہ حکم [1] سے دیا گیا تھا۔

فقرہ (3)۔۔۔کی دلیل پر مولوی صاحب کی طرف سے بہت زور تھا۔ مگر جب میر قاسم علی صاحب نے دکھایا کہ جس 25 اپریل 1907ء کو یعنی تاریخ اشتہار سے ایک روز پیشتر فرمائیں تھی تو اس سے مولوی صاحب کی دلیل کا سارا زور ٹوٹ گیا۔ میر قاسم علی صاحب کے اس بیان پر مولوی صاحب کی طرف سے دو عذر اٹھائے گئے۔ اول یہ کہ جناب مرزا صاحب کی ڈائری یعنی روزمرہ کی تقریریں اخبار میں مسلسل بہ ترتیب تواریخ درج نہیں۔ اس لیے قابل اعتبار نہیں۔ دوم یہ کہ 14 اپریل 1907ء والی تقریر 15 اپریل 1907ء والے اشتہار کے متعلق نہیں تو مرزا قادیانی کی کونسی سابقہ تحریر یہ میرے متعلق تھی جس کی طرف اس تقریر میں اشارہ ہے۔

ڈائری کے متعلق جیسا کہ میر قاسم علی صاحب نے بیان کیا۔ یہ امر واقعہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی ڈائری نویسی کے لیے کوئی باقاعدہ تنخواہ دار سٹاف نہ تھا مرید لوگ اپنے شوق اور محبت سے ڈائری لکھتے تھے اور پھر جس کسی سے اور جس قدر جلدی ہو سکے نقل اخبار والوں کو دے دیتے تھے۔ ڈائری کے متعلق یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اس میں اکثر حصہ حضرت مرزا قادیانی کی ان تقریروں کا ہوتا تھا جو آپ روزمرہ کے سیر میں فرماتے تھے۔ جب کہ آپ کے ساتھ ایک ہجوم مریدوں کا ہوتا تھا۔ جس انبوہ میں رپورٹروں کے لیے کوئی خاص جگہ مختص نہ ہوتی تھی۔ جس کسی کے سننے میں جو کچھ آجاتا اسے قلمبند کر لیتا۔ میں غور کرنے سے اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ہر ایک تاریخ کی ڈائری کو اپنی ذات میں مستقل سمجھ کر بلا لحاظ ترتیب تاریخ کے اخبار میں لکھ دیا جاتا تھا۔ ڈائری کے چھاپنے کی غرض ناظرین کو یہ دکھانا ہوتا تھا کہ حضرت مرزا صاحب نے کیا

[1] حکم خدا کا مطلب خود مرزا قادیانی نے بتلایا ہے کہ خدا کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی جا چکی ہے۔ یہی مولوی صاحب کی مراد ہے (منیجر)

کچھ فرمایا۔ بعض مضامین کو اپنی اہمیت اور ضرورت لحاظ سے اور بعض کو گنجائش اخبار کے لحاظ سے بہ نسبت دوسری تاریخوں کی ڈائری کے اخبار کے کالموں میں جلد تر جگہ مہیا کردی جاتی تھی۔ بہرحال سلسلہ یہ تھا کہ ڈائری بلا ترتیب تاریخ شائع کردی جاتی تھی۔ ایک دن کی ڈائری کو دوسری سے علیحدہ کرنے کے لیے ہر ایک روز کی ڈائری کے سر پر اس کی تاریخ لکھ دی جاتی تھی۔ اگر تواریخ کی بے ترتیبی صرف اسی ایک پرچہ بدر میں ہوتی جس میں 14 اپریل 1907ء کی ڈائری درج تھی تو البتہ اعتراض قابل غور ہوتا مگر جبکہ ہمیشہ ڈائریاں اسی بے ترتیبی کے ساتھ چھپتی تھیں تو محض اس عدم ترتیب کی بنا پر ڈائری کے اندراج ہرگز نا قابل اعتبار نہیں ٹھہرتے۔

مولوی صاحب کے دوسرے سوال کا جواب یعنی 14 اپریل 1907ء کی ڈائری کی سابقہ تحریر حضرت مرزا صاحب سے متعلق تھی۔ میری رائے میں فریق ثانی کے ذمہ اس کا جواب دینا واجب نہ تھا مگر جب دیا گیا تو اس پر غور کرنا ضروری ہے۔ پس جواب جو اس سوال کا میر قاسم علی صاحب نے دیا اس کی صحت پر مجھے اطمینان نہیں ہوا۔ ہاں امکان تو ضرور ہے کہ جناب مرزا قادیانی کا اشارہ اس 14 اپریل کی ڈائری میں انہی مضامین کی طرف ہو جن کا حوالہ میر قاسم علی صاحب نے دیا ہے مگر اس کا کوئی ثبوت نہیں بہم پہنچایا گیا اور میر صاحب کا بیان صرف قیاس پر مبنی تھا جو حجت نہیں ہوسکتا۔ بہرحال میری رائے میں یہ امر ظاہر ہے کہ 14 اپریل 1907ء کی ڈائری کا اشارہ خواہ کسی سابق تحریر کی طرف ہو۔ 15 اپریل کے اشتہار کی طرف ہرگز نہیں [1] اور جب خود حضرت مرزا قادیانی اسی 15 اپریل کے اشتہار میں فرماتے ہیں ''یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیشگوئی نہیں۔ بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے۔'' تو اس صریح بیان کے خلاف کوئی دعویٰ کسی طرح قائم اور ثابت [2] ہوسکتا ہے؟

نیز یہی اعلان کہ اس اشتہار کی بنا کسی وحی یا الہام پر نہیں اس وہم کا بھی ازالہ کرتا ہے کہ شاید یہ اشتہار مجریہ 15 اپریل لکھا۔ اس تاریخ سے چند روز ماقبل گیا ہو کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو بعد میں اس کی تصدیق میں الہام

---

[1] کیا ہی انصاف ہے، مجیب کے جواب سے مصنف صاحب کی تسلی نہیں ہوئی تو خود جواب دینے کو مستعد ہوئے ہیں یہ نہیں سمجھتے کہ میرا منصب جواب دینا نہیں بلکہ جواب کی جانچ کرنا ہے۔

[2] از خود نہیں رہ سکتا مگر مرزا قادیانی نے براہین احمدیہ جلد چہارم کے ص 499 خزائن ص 593 پر صاف لکھا تھا کہ مسیح علیہ السلام زندہ ہیں مگر بعد میں بقول خود خدائی الہام سے بتلایا کہ حضرت مسیح فوت شدہ ہیں۔ جس کو آپ لوگوں نے تسلیم کیا اسی طرح پہلے اشتہار میں گو مرزا قادیانی نے انکار کیا مگر دوسری تحریروں میں صاف کہا کہ خدائی منشاء اور تحریک سے ہم نے یہ کیا ہے اور خدا کی طرف سے اس کی بنیاد ہے تو پھر کیونکر یہ صاف اور صریح نہ ہوا کہ پہلی تحریر عدم علم پر تھی دوسری علم پر ہے جو معتبر ہے۔ (منیجر)

ربانی نازل ہوجاتا تو مرزا قادیانی کی اصلاح پتھر تک بھی کر دیتے۔ جیسا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے خود اپنی تقریر(2) میں بیان کیا کہ مرزا قادیانی اپنی تصانیف میں ان کے چھپتے وقت تک ضروری تصحیح کرتے رہتے تھے۔ یا اگر بعد چھپ جانے کے بھی اشتہار کی تصحیح کی ضرورت ہوتی تو یہ درستی ہاتھ سے کر دی جاتی۔ جیسا کہ حقیقت الوحی کی تاریخ اشاعت کے مطابق کیا گیا تھا۔ دیکھو اس کتاب میں سرورق جس کے نیچے تاریخ اشاعت 20 اپریل 1907ء سے بدل کر 15 مئی 1907 ہاتھ سے تمام کاپیوں میں لکھی گئی۔

اپنے آخری پرچہ میں مولوی ثناء اللہ صاحب نے بیان کیا کہ دراصل تو اشتہار مذکور لکھا حکم الٰہی سے ہی گیا تھا۔ مگر چونکہ مرزا قادیانی نے عدالت صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپور میں ایک دفعہ عہد کیا تھا کہ میں کسی موت وغیرہ کے متعلق آئندہ الہامی پیشین گوئی شائع نہ کیا کروں گا۔ اس لیے قانون کی زد سے بچنے کی غرض سے اشتہار میں یہ لکھ دیا کہ میں الہام یا وحی کی بنا پر یہ پیشگوئی نہیں کرتا۔ اس دلیل کا غلط ہونا بدیہی طور پر ظاہر ہے۔ کیونکہ اگر مرزا قادیانی کے لیے کسی شخص کی موت کی پیشگوئی کو الہام کی بنا پر شائع کرنا ممنوع تھا تو بغیر الہام کے محض اپنی مرضی سے اس قسم کی پیشگوئی کا شائع کرنا زیادہ قابل مواخذہ ہونا چاہیے۔

رہا فقرہ نمبر 3۔۔۔۔ جس میں مشیت ایزدی کی تحریک کو حکم خداوندی کے ہم پلہ بیان کیا گیا۔ اس کی تردید میر قاسم علی صاحب نے خاطر خواہ طور پر کر دی۔ اس لیے اس امر کی نسبت بحث کرنے کی کوئی ضرورت نہیں آتی۔ پس میری رائے میں مولوی ثناء اللہ صاحب اپنے دعویٰ کی شق (1) کا کوئی ثبوت بہم نہیں پہنچا سکتے۔

اب میں شق (ب) کو لیتا ہوں کہ آیا حضرت مرزا صاحب کو اشتہار مورخہ 15 اپریل 1907ء کی دعا کی قبولیت کا الہام بارگاہ الٰہی سے ہوا۔ اس کا ثبوت مولوی ثناء اللہ صاحب کے ہاتھ میں ایک تو وہ الہام تھا جو 25 اپریل 1907ء کے بدر میں شائع ہوا۔ اور جو شق (1) کے ثبوتی فقرہ (2) میں درج ہے۔:' اعنی اجیب دعوۃالداع '(ترجمہ) میں دعا کرنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہوں یہ تو وہی 14 اپریل کی ڈائری ہے جس کا 15 اپریل 1907ء کے اشتہار سے غیر متعلق ہونا ثابت ہو چکا ہے۔ دوسرا ثبوت یہ تھا کہ ایک پرانا الہام مرزا صاحب کو یہ ہو چکا۔ "اجیب کل دعائک الا فی شرکائک"۔ (ترجمہ: میں تیری سب دعائیں قبول کروں گا، سوائے ان کے جو تیرے شریکوں کے متعلق ہوں) اگر فریق ثانی اس الہام

کی عمومیت کو تسلیم بھی کر لیتا تو اس سے صرف یہی ثابت ہوتا کہ مرزا صاحب کی یہ دعا منظور ہونی چاہیے تھی۔ نہ یہ کہ فی الواقعہ منظور ہوئی بھی ان دونوں دعووں میں بڑا بھاری فرق ہے مگر میر قاسم علی صاحب نے دکھایا کہ الہام مندرجہ بالا ایک خاص مقدمہ سے متعلق تھا۔ کیونکہ اس الہام کے بعد ایک اور مقدمہ میں مرزا صاحب نے اپنے شرکاء کے خلاف دعا کی اور اس دعا کو خدا تعالیٰ نے منظور فرمایا۔ (میرے پاس اس کے متعلق حوالہ نہیں وہ دیکھ لیے جائیں)

اب ہم یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ خود مرزا صاحب کا عقیدہ اپنی دعاؤں کی قبولیت کے متعلق کیا تھا۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب اپنی ہر ایک دعا کا قبول ہو جانا ہرگز ضروری نہ سمجھتے تھے۔ چنانچہ اسی "أجيب كلّ دعائك، إلّا في شركائك" (یعنی میں تمہاری وہ دعائیں جو تمہارے شرکاء کے متعلق ہوں قبول نہ کروں گا) والے الہام سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی بعض دعائیں نامنظور ہو جاتی تھیں اور حقیقت الوحی سے بھی (دیکھو اقتباسات منسلکہ) مرزا صاحب کا صرف یہی دعویٰ پایا جاتا ہے کہ ہماری دعائیں بہ نسبت دوسرے لوگوں کے کثرت کے ساتھ شرف قبولیت حاصل کرتی ہیں۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے حقیقت الوحی کے صفحات **5** سے **11** کے حوالہ سے یہ بیان کیا تھا کہ مرزا صاحب کی کل دعاؤں کا قبول ہونا لازمی تھا۔ میں نے حقیقت الوحی کے صفحات مذکورہ کو پڑھا ہے۔ اس سے مولوی صاحب کے بیان کی ہرگز تصدیق نہیں ہوتی۔ ان صفحوں میں دعا کا کہیں مطلق ذکر تک بھی نہیں۔ ان میں خوابوں اور الہاموں پر بحث ہے مگر خواب اور الہام اور چیز ہے اور دعا اور چیز۔ پس شق (ب) کی نسبت بھی میری رائے یہ ہے کہ مولوی صاحب اپنے دعویٰ کو ثابت نہیں کر سکے۔ فرزند علی عفا اللہ عنہ ہیڈ کلرک قلعہ میگزین فیروز پور **20** اپریل **1912**ء۔

نوٹ: میرے پاس فریقین کی تقریروں کی نقلیں نہیں ہیں اس لیے میں نے یہ فیصلہ اپنے مختصر نوٹوں کی بنا پر لکھا ہے۔ (فرزند علی)

اقتباسات از حقیقت الوحی

1 ۔۔۔ ’’یہ بالکل سچ ہے کہ مقبولین کی اکثر دعائیں منظور ہوتی ہیں بلکہ بڑا معجزہ ان کا استجابت دعا ہی ہے جب ان کے دلوں میں کسی مصیبت کے وقت شدت سے بے قراری ہوتی ہے اور اس شدید بے قراری کی حالت میں وہ اپنے خدا کی طرف توجہ کرتے ہیں تو خدا ان کی سنتا ہے اور اس وقت ان کا ہاتھ گویا خدا کا ہاتھ ہوتا ہے۔‘‘ (حقیقت الوحی ص 18-20)

2 ۔۔۔ ’’یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ یہ خیال کہ مقبولین کی ہر ایک دعا قبول ہو جاتی ہے یہ سراسر غلط ہے بلکہ حق بات یہ ہے کہ مقبولین کے ساتھ خدا تعالیٰ کا دوستانہ معاملہ ہے کبھی وہ ان کی دعائیں قبول کر لیتا ہے اور کبھی وہ اپنی مشیت ان سے منوانا چاہتا ہے۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ دوستی میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ بعض وقت ایک دوست اپنے دوست کی بات کو مانتا ہے۔ اور اس کی مرضی کے موافق کام کرتا ہے اور پھر دوسرا وقت ایسا بھی آتا ہے کہ اپنی بات اس سے منوانا چاہتا ہے۔‘‘

(حقیقت الوحی ص 19۔ خزائن ج 22 ص 21)

3 ۔۔۔ ’’میرا ذاتی تجربہ ہے کہ بسا اوقات خدا تعالیٰ میری نسبت یا میری اولاد کی نسبت یا میرے کسی دوست کی نسبت ایک آنے والی بلا کی خبر دیتا ہے اور جب اس کے دفع کے لیے دعا کی جاتی ہے تو پھر دوسرا الہام ہوتا ہے کہ ہم نے اس بلا کو دفع کر دیا۔‘‘ (حقیقت الوحی ص 188۔ خزائن ج 22 ص 194)

4 ۔۔۔ ’’یاد رہے کہ خدا کے بندوں کی مقبولیت پہنچاننے کے لیے دعا کا قبول ہونا بھی ایک بڑا نشان ہوتا ہے بلکہ استجابت دعا کی مانند اور کوئی بھی نشان ہیں۔ کیونکہ استجابت دعا سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک بندہ کو جناب الٰہی میں قدر اور عزت ہے اگرچہ دعا کا قبول ہو جانا ہر جگہ لازمی امر نہیں۔ کبھی کبھی خدائے عزوجل اپنی مرضی اختیار کرتا ہے۔ لیکن اس میں کچھ بھی شک نہیں کہ مقبولین حضرات کی عزت کے لیے یہ بھی ایک نشان ہے کہ بہ نسبت دوسروں کے کثرت سے ان کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اور کوئی استجابت دعا کے مرتبہ میں ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ ہزارہا میری دعائیں قبول ہوئی ہیں۔‘‘

حقیقت الوحی ص، 321، خزائن ج 22، ص 334)

5 ۔۔۔۔"حقیقت الوحی ص 327، سطر 10 میرا صدہا مرتبہ کا تجربہ ہے کہ خدا ایسا رحیم و کریم ہے کہ جب اپنی مصلحت سے ایک دعا کو منظور نہیں کرتا تو اس کے عوض میں کوئی اور دعا منظور کر لیتا ہے جو اس کے مثل ہوتی ہے۔" (فرزند علی 20 اپریل 1912)

جناب سردار بچن سنگھ بی اے سرپنچ کا مفصل فیصلہ

سردار صاحب نے فیصلہ دینے سے پیشتر جو امور جانبین سے دریافت فرمائے اور جو جواب بطور بیانات کے لیے وہ اپنے فیصلہ سے منسلک فرما دیئے۔ اس لیے وہ ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔

بیان مولوی ثناء اللہ صاحب: میں نے وہ پرچہ جو فریق ثانی نے بعد اختتام مباحثہ ثالث کے پاس بطور یادداشت بھیجا تھا ملاحظہ کر لیا ہے اور اس کے متعلق امور ضروری پیش کردہ فریق ثانی پر ثالث کے روبرو حسب گنجائش وقت سرسری طور پر زبانی تشریح بھی کر دی ہے۔ لیکن اس پرچہ کے بھیجنے میں بے ضابطگی ہوئی ہے۔ اس پرچہ کے متعلق تحریری بحث کی ضرورت خیال نہیں کی جاتی۔ مسلمان میر مجلس کے لیے جو شرائط میں یہ ہے کہ وہ حلفی فیصلہ دیں گے اس سے یہ مراد ہے کہ فیصلہ کرنے سے پیشتر وہ الفاظ ذیل تحریر کر کے کہ میں خدا کی قسم کھا کر یہ فیصلہ تحریر کرتا ہوں' اپنا فیصلہ لکھے۔ میر صاحب کے دعویٰ کے مطابق وہ صاحب وحی الہام و معجزات و کرامات تھے۔ میرے نزدیک اگر الفاظ قسم میں کوئی فرق ہوا ہے تو کچھ مضائقہ نہیں بلکہ اگر بلا حلف بھی فیصلہ ہوئے تو چونکہ شرائط کے بموجب حلفی فیصلہکی ضرورت ہے اور میر مجلس صاحبان نے شرائط مباحثہ کو خوب ملاحظہ فرمالی ہیں تو ایسا فیصلہ بھی اگر شرائط کے مطابق حلفی فیصلہ تصور فرمایا جاوے تو مجھے کوئی عذر نہیں ہے۔ اگر چہ بموجب جب فقرہ اخیر شرط نمبر 2 ایسا فیصلہ ناقابل وقعت سمجھنا چاہیے۔ مرزا صاحب کا انتقال 26 مئی 1908ء کو ہوا۔

دستخط: مولوی ثناء اللہ و سردار بچن سنگھ

بیان میر قاسم علی صاحب: مرزا صاحب کا دعویٰ تھا کہ میں چودہویں صدی یعنی حال صدی کا مجدد ہوں اور خدا کی طرف سے مجھے الہام ہوتا ہے اور نشاناتِ صداقت میرے بطور معجزات خدا کی طرف سے صادر

ہوتی ہیں۔نہ ہر وقت الہام ہوتا ہے نہ ہمیشہ معجزات ہی ہوتے ہیں۔جب خدا چاہے الہام کرتا اور جب خدا چاہے معجزہ کا نشان دیتا ہے یہ دونوں باتیں میرے اختیار میں نہیں ہیں،خدا کے اختیار میں ہیں۔

سوال: آیا مرزا صاحب کا دعویٰ دیگر انبیاء کے ہم رتبہ وہم پلہ ہونے کا تھا یا کم وبیش؟

جواب: اسلام میں انبیاء دو قسم کے ہیں۔ایک صاحب شریعت وصاحب امت۔دوم جو اسی نبی اور اس شریعت کے ماتحت ہوں۔پہلی قسم کی مثال حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نبی اسلام کی ہے۔دوسری مثال یحییٰ۔مرزا صاحب قسم دوم کے نبی تھے۔

سوال: ان دونوں اقسام کے انبیاء میں روحانیت کے لحاظ سے کچھ فرق ہے؟اور کیا؟

جواب: ہاں! اول قسم کے انبیاء پورے کمال کو پہنچے ہوئے اور دوم قسم کے ان سے کم درجے پر ہوتے ہیں۔جیسا کہ مالک اور نوکر کی حیثیت۔

سوال: حضرت محمد صاحب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپ کے مقرر کردہ قسم دوم میں کون کون نبی ہوئے؟

جواب: ہمارے عقیدہ میں جتنے نائب (خلفاء یا مجددین) حضرت محمد صاحب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ہوئے ہیں۔وہ سب کے سب قسم دوم کے نبی [1] تھے۔جیسا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:''علماء امتی کا نبیاء بنی اسرائیل''''میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی مانند ہیں۔''

سوال: قسم دوم کے انبیاء بھی صاحب وحی والہام ہوتے ہیں۔

جواب: ہاں!

سوال: اشتہار زیر بحث میں جو الفاظ آخری فیصلہ درج ہیں اس سے کیا مراد ہے؟۔

جواب: یہ ایک درخواست بارگاہ الٰہی میں بطور دعا کے جیسا کہ اشتہار میں لکھا گیا ہے کی گئی ہے۔خود مرزا صاحب کی طرف سے ہے خدا کی طرف سے نہیں ہے۔خدا کے حضور میں پیش کی گئی ہے۔

---

[1] پھر ان کے انکار سے تو آدمی کافر نہ ہوا اور مرزا صاحب کے انکار سے کافر ہو۔یہ کیوں؟

سوال: درخواست مندرجہ اشتہار زیر بحث کسی دینی مسئلہ کے متعلق ہے اور جماعت مرزا صاحب کے متعلق یا دنیاوی معاملہ پر؟ اور خاص مرزا صاحب کی ذات پر حاوی ہے؟

جواب: درخواست متنازعہ میں خدا سے یہ استدعا کی گئی ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب جو مجھے جھوٹا کہتے ہیں میری سچائی اور مولوی صاحب کے مجھے جھوٹا کہنے کی صداقت کا فیصلہ کیا جاوے اور اشتہار مذکور کسی دنیاوی تنازعہ پر نہیں تھا۔ بلکہ اس حیثیت سے تھا جس حیثیت سے قرآن شریف میں ایک شعیب نبی نے یہ دعا کی کہ اے خدا مجھ میں اور میری قوم یعنی مخالفوں میں فیصلہ فرما اور یہی آیت مرزا صاحب نے بھی خدا سے بطور درخواست اس اشتہار میں لکھی ہے۔

سوال: نبی شعیب کی دعا قبول ہوئی؟

جواب: ہاں قبول ہوئی۔

سوال: اشتہار متنازعہ میں سچائی کا معیار کس بات پر مبنی رکھا گیا تھا۔

جواب: سچائی کا معیار اس بات پر مبنی رکھا گیا تھا کہ خداوند تعالیٰ جس طریق پر چاہے میری سچائی کا اظہار کرے جیسا کہ آیت مندرجہ اشتہار کا منشاء ہے اور اشتہار کے یہ الفاظ کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما۔ اب اس فیصلہ کی تمنا یہ کی گئی کہ اس طریق پر فیصلہ ہو سچا زندہ رہے اور جھوٹا مر جائے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس فیصلہ سے انکار کیا۔ اس وقت بحث صرف ان امور پر جو فریقین کے درمیان متنازعہ قرار پا چکے ہیں۔ جو بورڈ پر درج ہیں۔ ان میں کوئی امر ایسا نہیں جس کے فیصلہ کے لیے ان سوالات کی ضرورت ہو۔ یہ بات کہ دعا مندرجہ اشتہار قبول ہوئی یا نہیں ہوئی۔ یا مرزا صاحب نے کسی حیثیت سے یہ اشتہار دیا امور زیر بحث سے غیر متعلق ہیں۔ کیونکہ میرا چیلنج خاص ان دو امور متنازعہ فیہ پر ہے۔

قاسم علی بقلم خود!

دستخط: سردار بچن سنگھ 21 اپریل 1912ء

مباحثہ مابین مولوی ثناءاللہ صاحب امرتسری

ومیر قاسم علی صاحب دہلوی

مباحثہ: ہذا کی بنیاد اس اشتہار سے شروع ہوئی جو حضرت مرزا صاحب قادیانی نے بذریعہ اخبارات بدر والحکم مشتہر فرمایا اور جو اشتہار بجنسہ چھاپہ شدہ ذیل میں چسپاں ہے۔

اس اشتہار کے متعلق دونوں فریقین نے برضامندی باہمی امورات ذیل متنازعہ فیہ قرار دیئے۔

1۔۔۔۔15 اپریل 1907ء والا اشتہار بحکم خداوندی مرزا صاحب نے دیا تھا۔

2۔۔۔۔خدا نے الہامی طور پر جواب دے دیا تھا کہ میں نے تمہاری یہ دعا قبول فرمالی۔

ثبوت: بذریعہ مولوی ثناءاللہ صاحب　　　　ترديد: بذمہ میر قاسم علی صاحب

بتاریخ 17 اپریل 1912ء فریقین نے اپنی اپنی بحث بذریعہ پرچہ جات تحریری 3 بجے شام سے لے کر قریب 10 بجے رات تک روبرو وہردو میر مجلسان ومجھ کمترین ثالث مقبولہ فریقین کی۔ چونکہ بحث میں بڑی رات گزر چکی تھی اور کمترین کا خیال تھا کہ میں اپنا اظہار رائے بصورت اختلاف رائے ہردو میر مجلسان کروں۔ اس واسطے یہ قرار پایا کہ دو میر مجلسان اپنی اپنی رائے اگلی صبح یعنی بتاریخ 18 اپریل میرے پاس بھیج دیں اور میں اپنی رائے 20 اپریل کی شام تک تحریر کردوں گا۔ بدیں وجہ کہ مجھے 18، 19 اپریل کو بوجہ کثرت کار فرصت کم تھی میر مجلس منجانب مدعی نے اپنی رائے 19 اپریل کی شام کو اور میر مجلس منجانب مدعا علیہ نے 20 اپریک کی شام کو بھیجی اور ان کی وجہ تاخیر چٹھی انگریزی منسلکہ ہذا سے بخوبی ظاہر ہوتی ہے۔ چونکہ میں علم عربی سے بالکل ناواقف ہوں اور کتب مقدسہ اہل اسلام سے بالکل بے بہرہ۔ اس واسطے میں نے مناسب سمجھا کہ چونکہ ایک میر مجلس فیروز پور میں ہیں اس واسطے چند ایک شکوک فریقین سے ایک دوسرے کے مواجہ میں رفع کرلوں۔ چنانچہ فریقین کی خدمت میں میں نے اطلاع کردی کہ بوقت 11 بجے امروزہ وہ مباحثہ والے مکان میں تشریف لے آویں۔ چنانچہ مکان مذکورہ میں 2 / 1 / 11 بجے سے کاروائی شروع کی گئی ہے اور زبانی شکوک رفع کرنے کے علاوہ ضروری امور پر ہردو فریقین کا بیان بھی لیا گیا جو رائے

ہذا کا جز و تصور ہوگا شرائط مباحثہ کی شرط یہ ہے کہ رائے دہندہ اگر مسلمان ہے تو خدا کی قسم کھا کر اپنا تحریری فیصلہ بحث کے خاتمے پر لکھے گا اور جو رائے مباحثے کے متعلق بغیر خدا کی قسم کھانے کے کوئی ثالث یا میر مجلس دے گا وہ قابل وقعت نہ ہوگی۔ چوہدری فرزند علی صاحب میر مجلس منجانب میر قاسم علی صاحب کے فیصلہ پر قسم وغیرہ کے متعلق کوئی اندراج نہیں ہے۔ لیکن چونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب اپنے بیان میں جو میں نے آج لیا ہے عدم تعمیل شرط بالا پر عذر نہیں اور یہ ایک معمولی سہو ہے اور خاص کہ جبکہ چوہدری فرزند علی صاحب بخوبی جانتے تھے کہ یہ فیصلہ حسب شرائط حلفی لکھنا ہوگا۔ اندریں صورت کہ برخلاف فیصلہ قابل وقعت ہے خاصکہ جب کہ وہ فریق جس کے برخلاف فیصلہ مذکور ہے زیادہ اصرار نہیں کرتا ہے۔

مجھے سخت افسوس ہے کہ وہ معزز صاحبان جو ہر دو فریق کی مذہبی کتابوں سے بخوبی واقفیت رکھتے ہیں۔ اختلاف رائے ظاہر کریں جب دو عالموں میں جو فریق کے ہم مذہب ہوں (یہ سردار بچن سنگھ کا اپنا خیال ہے) اختلاف رائے ہو تو میرے جیسے ناواقف اور غیر مذہبی شخص کی رائے کیا وقعت رکھتی ہے۔ میں امید کرتا ہوں اور تمام صاحبان سے التماس کرتا ہوں کہ وہ میری رائے کو کسی طرح سے بھی اپنے مذہبی عقائد کے مخل تصور نہ فرمائیں۔ بے شک شرائط مباحثہ کی رو سے ایک فریق کی جیت اور دوسرے فریق کی ہار میری رائے سے ہوسکتی ہے لیکن میری رائے کسی صورت میں بھی کسی مسئلہ مذہبی کی فیصلہ کن نہیں[1] ہوسکتی اور یہ جیت اور ہار بھی ویسی ہی ہوگی۔ جیسا کہ دو متخاصمین کسی چند سالہ معصوم اور دنیا سے بالکل ناواقف بچے سے التماس کریں کہ جس شخص کے سر کو تو ہاتھ لگا دے گا وہ فتحیاب تصور ہوگا اور وہ بچہ ان کے کہنے سے بلا جانے کسی امر کی ایک شخص کے سر کو ہاتھ لگا دیوے۔ فی الواقعہ میری واقفیت دربار اسلام میں جو کہ ایک وسیع سمندر ہے اس نادان اور ناواقف بچہ سے بدرجہا کم ہے اور میری رائے کا کوئی اثر کسی اور شخص پر نہیں ہوسکتا اور نہ کوئی اور شخص اس کا پابند ہوسکتا ہے اور میرا پکا یقین ہے کہ فریقین بھی اپنے اپنے مذہبی مباحثہ عقائد کے بموجب ہرگز پابند نہیں ہوں گے۔ سوائے اس بات کے کہ بموجب شرائط مباحثہ تین سو روپے کی رقم کی ہار جیت ہوجاوے۔ میں نے کئی ایک مذہبی مباحثے دیکھے ہیں جن کا کبھی کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ جب کوئی شخص ایک خاص

[1] سردار صاحب کی کمال تواضع اور کسر نفسی ہے ورنہ یہ فیصلہ کسی مذہبی مسئلہ میں نہیں بلکہ واقعات کے بموجب ہے۔ (مینیجر)

عقیدہ مذہبی کا پیروکار ہوتو وہ ہرگز اس سے منحرف نہیں ہوسکتا۔ خواہ اس کے مخالفین کچھ ہی کیوں نہ کہیں۔ بلکہ اس قسم کی مخالفت اور مباحثہ ایسے معتقدوں کو اور بھی پختہ بنا دیتے ہیں۔

البتہ اس قسم کے مباحثوں کا آئندہ ہونے والے معتقدوں پر تھوڑا بہت اثر ضرور ہوتا ہے لیکن میرا یقین ہے کہ میرے جیسے شخص کی رائے کا اثر ایسے لوگوں پر بھی کچھ نہیں ہوگا۔ لیکن چونکہ فریقین نے مجھے اپنا ثالث مقرر کیا ہے اور بدقسمتی سے ہر دو میر مجلسان میں اختلاف رائے ہوگیا ہے۔ اس لیے حسب شرائط مباحثہ مجھ پر لازم آیا کہ میں اپنی رائے کا اظہار خواہ اس کی وقعت کچھ بھی ہو اس مباحثہ کی اغراض کے لیے ظاہر کروں۔

فریقین نے بحث بڑی قابلیت اور لیاقت کے ساتھ کی ہے اور طریق بحث میں بالکل قانون شہادت کی تقلید فرمائی ہے لیکن جب میں دعویٰ کو دیکھتا ہوں تو مجھے بالکل تعجب پیدا ہوتا ہے جو صاحب اس مباحثہ میں مدعی بنے ہیں اور جو ہر دو امور متنازعہ فیہ کو مثبت میں ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہر دو امور میں متنازعہ فیہ کے مثبت میں ہونے کا نہیں ہے۔ گو وہ اپنے دعوے کی اپنی ضمیر کے مطابق تصدیق کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ اگر معمولی قانون مندرجہ ضابطہ دیوانی کے مطابق کوئی شخص عرضی دعویٰ عدالت میں پیش کرے اور ساتھ ہی کہے کہ میں عرضی دعویٰ کے صحیح اور سچ ہونے کی حلفیہ تصدیق کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں تو عدالت فوراً اس کے دعویٰ کو نامنظور کردے گی۔ خواہ اس کا مدعا علیہ اس کے دعویٰ کے اقبال کرنے کے لیے تیار کیوں نہ ہو۔ جو کہ مدعا علیہ حال کی صورت نہیں ہے بلکہ وہ انکار دعویٰ پر اصراری ہے۔ لیکن چونکہ یہ مباحثہ ایک مذہبی مسئلہ پر ہے اس واسطے اس پر قانون دیوانی عائد نہیں ہوسکتا۔ یہ خیالات میں نے اس واسطے ظاہر کئے ہیں کہ ہمارے ملک میں کن حالات میں مباحثے میں پیدا ہوجاتے ہیں اور کن حالتوں میں ایک شخص کو محض مباحثہ کی غرض سے کیا حالت بدلنی پڑتی [1] ہے اور اس طرح سے میر قاسم علی صاحب جو مرزا صاحب کے صاحب وحی الہام ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ امور متنازعہ کی تردید میں کھڑے ہوتے ہیں۔ فی الواقعہ یہ بھی میری رائے ناقص میں عجائبات زمانہ میں ایک عجوبہ ہے۔

امور متنازعہ کے فیصلہ کے لیے اشتہار کی عبارت کو غور سے پڑھنا نہایت ہی ضروری ہے اور یہ دیکھنا بھی

---

[1] جناب سرپنچ صاحب ٹھیک فرماتے ہیں مگر یہاں مدعی کا دعویٰ مدعا علیہ کے اعتقاد پر مبنی ہے نہ واقعات پر (منیجر)

ضروری ہے کہ آیا یہ اشتہار کسی مسئلہ دینی کے انفصال کے واسطے تھا یا کسی دنیوی امر کے فیصلہ کے لیے۔ اس امر کو میر قاسم علی صاحب نے صاف طور پر اپنے بیان میں مان لیا ہے کہ یہ اشتہار دینی مسئلہ کے۔۔۔ کے لیے تھا۔ میری رائے ناقص میں مرزا صاحب کا یہ انفصال کسی خاص مسئلہ دینی کے فیصلہ کے لیے نہ تھا۔ بلکہ اپنے مشن کے فیصلہ کے لیے تھا جو ایک معمولی مسئلہ دین کے مقابلہ میں زیادہ اہمیت رکھتا ہے جیسا کہ عبارت مندرجہ ذیل اشتہار سے بخوبی ہے۔

(الف)۔۔۔ چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے کے لیے مامور ہوں۔

(ب)۔۔۔ اور آپ بہت سے افتراء میرے پر کر کے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں۔

(ج)۔۔۔ اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہلاک ہو جاؤں۔

(د)۔۔۔ اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمے اور مخاطبہ سے مشرف اور مسیح موعود ہوں۔۔

(ہ)۔۔۔ پس اگر وہ سزا جو انسان۔۔۔ تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔

(و)۔۔۔ اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افتراء ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں۔

(ز)۔۔۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ انہیں تہمتوں کے ذریعے سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے اے میرے آقا اے میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ ان جملہ فقروں سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے اشتہار کے ذریعہ کسی معمولی مسئلہ دینی کے فیصلہ کے لیے استدعا نہیں کی بلکہ اپنے مشن کی تصدیق یا تکذیب کے لیے استدعا کی اس اشتہار کے متعلق ایک سوال پیدا ہوا ہے کہ مرزا صاحب کو اس اشتہار کے دینے اور اپنے مشن کی تصدیق کرانے کی کیوں ضرورت محسوس ہوئی کے مفصلہ ذیل فقرات سے صاف ظاہر ہے کہ مرزا صاحب بایام اشتہار ستائے ہوئے تھے اور حد درجہ کے دکھی کیے گئے تھے۔

چنانچہ لکھتے ہیں:

(الف)۔۔۔میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا۔

(ب)۔۔۔میں آپ کے ہاتھ سے بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گزر گئی اور وہ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں۔جن کا وجود دنیا کے مسکنت نقصان رساں ہوتا ہے۔۔۔۔۔۔اور مفتری اور نہایت درجہ کا بد آدمی ہے۔

اگر بقول اور حسب دعویٰ مرزا صاحب یہ کل بحث ہی صرف اس دعویٰ پر مبنی ہے کہ وہ مسیح موعود مامور خداوند تعالیٰ تھے اور فی الواقعہ ایسی مصیبت میں تھے۔جیسا کہ اشتہار میں درج ہے تو میری رائے ناقص میں حقیقت الوحی ص **18** (خزائن ج **22** ص **21**) کے الفاظ ذیل ان پر عائد ہوتے ہیں۔

''جب ان کے (مقبولین کے) دلوں میں کسی مصیبت کے وقت شدت سے بے قراری ہوتی ہے اور اس شدید بے قراری کی حالت میں وہ اپنے خدا کی طرف توجہ کرتے ہیں تو خدا ان کی سنتا ہے اور اس وقت ان کا ہاتھ گویا خدا کا ہاتھ ہوتا ہے۔خدا ایک مخفی خزانہ کی طرح سے کامل مقبولوں کے ذریعے سے وہ اپنا چہرہ دکھلاتا ہے خدا کے نشان تب ہی ظاہر ہوتے ہیں جب اس کے مقبول ستائے جاتے ہیں جب حد سے زیادہ ان کو دکھ دیا جاتا ہے تو سمجھ کہ خدا کا نشان نزدیک ہے بلکہ دروازہ پر۔''

پس اشتہار کی عبارت سے حد درجہ کی مصیبت اور بے قراری ٹپکتی ہے تو حسب الفاظ بالا کاتب اشتہار کے ہاتھ کو اگر خدا کا ہاتھ تصور کیا جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔سوائے اس امر کے کوئی معتقد شخص اپنے مذہبی اصولوں کی طرف داری میں یہ نہ کہے کہ مقبولین کا ہاتھ خدا کا ہاتھ اور سب کاموں کے واسطے ہوتا ہے سوائے تحریر کے کاموں کے اور یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی کہ جب کہ چھوٹے چھوٹے اور بہت خفیف خفیف مسائل دینی اور امورات دنیاوی میں تو خدا کا حکم ہووے اور ایک ایسا اہم معاملہ جو کہ مرزا صاحب کے کل مشن کے متعلق تھا وہ بلا حکم خدا ہووے۔

میر قاسم علی صاحب نے اپنی بحث میں فرمایا ہے کہ فریق ثانی نے کوئی ایسا حکم پیش نہیں کیا جس میں مرزا صاحب کو خدا نے یہ حکم دیا ہوتا کہ تم ایسی درخواست ہمارے حضور میں پیش کرو۔

میری رائے ناقص میں بحکم خداوندی کے یہ معنی ہرگز نہیں کیے جاسکتے کہ خداوند تعالیٰ اپنے ماموروں کو

پہلے حکم دیتا ہے اور بعد ازاں وہ اپنی درخواست پیش کرتے ہیں، میں بحکم خداوندی کے معنی منظور خاطر خدایا تحریک خدا یعنی پرماتما کی ''پریرنا'' لیتا ہوں۔

ممکن ہے خداوند تعالیٰ چونکہ ہمہ دان ہے اپنے ماموروں اور مقبولین کو جس اس صفت سے موصوف نہیں ہیں تحریک کردے۔ جس تحریک کا ان مامورین کو مطلقاً اس وقت پتہ نہ ہووے۔ یا بعد میں پتہ ہووے یا تحریک کا نتیجہ پیدا ہونے کے بعد بھی اس تحریک کا پتہ لگے اور نتیجہ پیدا ہونے سے پیشتر وہ کل عرصہ اس تحریک سے بے خبر رہیں۔

میری رائے ناقص میں بحکم خداوندی ہونیکا کا ایک یہ بھی معیار ہے کہ کسی فعل کا نتیجہ کیا ہوا ہے۔ اگر نتیجہ الفاظ استدعا کے مطابق ہوا ہے تو اس سے یہ قیاس پیدا ہوتا ہے کہ یہ استدعا خداوند تعالیٰ کے حکم سے ہی تھی لیکن اگر نتیجہ استدعا کے برخلاف ہوتا ہے تو قیاس یہ پیدا ہوتا ہے کہ فلاں استدعا خلاف حکم ایزدی تھی۔ پس جب اس معیار سے بھی دعا مندرجہ اشتہار کو دیکھا جاوے تو چونکہ نتیجہ بالفاظ سائل پیدا ہوا اس واسطے قیاس یہ ہے کہ یہ اشتہار بحکم ایزدی دیا گیا۔

اگر ان قیاسات کو چھوڑ کر واقعات متعلقہ اشتہار متنازعہ کو دیکھا جائے تو بھی میری رائے ناقص میں یہی نتیجہ نکلتا ہے جو میں نے اوپر درج کیا ہے۔

اول سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اشتہار مرزا صاحب کے دست مبارک سے کب کاغذ پر ظہور میں آیا۔ بے شک چھاپہ شدہ کاغذ پر تاریخ 15 اپریل 1907ء درج ہے مگر میری رائے ناقص میں وہ مرزا صاحب کے دست مبارک سے نہیں ہے بلکہ کاتب کے ہاتھ کی ہے۔ میں نے مزید تسلی کے لیے میر قاسم علی صاحب سے دریافت کیا کہ اصل مسودہ کہاں ہے جس کا کوئی تسلی بخش جواب نہیں ملا۔ اگر صرف چھاپہ شدہ تاریخ پر کسی امر کا فیصلہ کیا جاوے تو میں نہیں جانتا کہ کاروبار دنیا میں کیسی گڑبڑ مچ جائے گی وہ سول اینڈ ملٹری گزٹ جس پر کہ 20 اپریل 1912ء چھپی ہوئی تھی وہ یہاں لدھیانہ میں 19 اپریل 1912ء کی شام کو کئی اصحاب کی ردی کی ٹوکری میں چلا گیا تھا۔ پھر نہیں معلوم کہ اس میں چھپے ہوئے مضمون 19 اپریل سے کتنا عرصہ پیشتر مصنفین کے ہاتھوں سے نکل چکے ہوں گے۔ حضور ملک معظم شہنشاہ ہند کے دہلی دربار کے موقعہ پر جو اعلان

پڑھا گیا اس پر 12 دسمبر 1906ء درج تھی۔نہیں معلوم وہ چھاپہ خانہ سے کتنا عرصہ پیشتر نکل چکا تھا اور تیار کب کیا گیا تھا۔پس اگر 20 اپریل والے سول اینڈ ملٹری گزٹ کے کسی مضمون یا اعلان مذکورہ کی تاریخ تصنیف کی بابت کوئی تنازعہ پیدا ہوجاوے تو تاریخ متنازعہ کو 20 اپریل یا 12 دسمبر بتلانا میں خود میر قاسم علی صاحب کے انصاف پر چھوڑتا ہوں۔قصہ کوتاہ میری رائے یہ ہے کہ یہ اشتہار 15 اپریل سے پیشتر صاحب کے قلم سے نکل چکا تھا۔

دوم سوال یہ ہے کہ بدر مورخہ 25 اپریل 1907ء میں جو نوشت بکالم ڈائری درج ہے اس کے متعلق صحیح تاریخ کونسی قائم کی جاوے میر قاسم صاحب اس کی تاریخ 14 اپریل 1907ء قائم کرنے پر بہت اصرار کرتے ہیں لیکن میں افسوس کرتا ہوں کہ میں ان کے ساتھ اتفاق نہیں کرتا ہوں جس کے واسطے وجوہات ذیل ہیں:

(الف)۔۔۔محض 14 اپریل چھپ جانے سے میں ہرگز یہ نتیجہ نہیں نکال سکتا کہ یہ 13 اپریل کی ڈائری ہے خاص کر جب کہ 15، 16 اپریل کی ڈائری پیش نہیں کی جاتی ممکن ہے کہ یہ نوشت 15، 16 کی ڈائری کی ہووے۔

(ب)۔۔۔ڈائریوں کی ترتیب جو مختلف اخباروں میں چھپی ہے بالکل درست نہیں ہے کہ ان کے متعلق تاریخوں کے صحیح ہونے کا کوئی قیاس بھی پیدا ہوسکے۔مولوی ثناءاللہ صاحب نے تو ڈائریوں کے متعلق ایک بے ضابطگی ظاہر کی تھی جس کے جواب میں میر قاسم علی صاحب نے کئی ایک اور بے ضابطگیاں بیان کیں جو بیان مدعی کی بجائے تردید کے تائید کرتے ہیں۔اس واقعہ پر انگریزی کی ایک ضرب المثل کا مطلب درج کردینا لاحاصل نہ ہوگا۔دو سیاہ چیزیں مل کر سفید چیز پیدا نہیں کرسکتیں اور دو غلطیاں مل کر درستی پیدا نہیں کرسکتی۔

(ج)۔۔۔اگر ڈائری اور تاریخ 14 اپریل 1907ء خود مرزا صاحب کے دست مبارک سے ہوتیں تو مجھے تاویل مذکورہ کے صحیح ماننے میں ذرا بھی تامل نہ ہوتا لیکن جبکہ مرید لوگ ڈائریاں تحریر کرتے تھے اور وہ ایسی لاپروائی اور بے احتیاطی سے چھپوائی جاتی تھیں تو محض چھاپہ شدہ تاریخ سے میں اس نوشت کے متعلق تاریخ قائم نہیں کرسکتا۔خاص کر جبکہ خود ڈائریوں سے ظاہر ہے کہ یہ

ڈائری 15 یا 16 اپریل کی بھی ہوسکتی ہے۔

(د)۔۔۔۔جبکہ وہ اشتہار جو کہ 15 اپریل کا بیان کیا جاتا ہے بدر مورخہ 18 اپریل 1907ء اور الحکم مورخہ 17 اپریل 1907ء میں شائع کیا جاتا ہے۔اور ڈائری جو کہ مولوی ثناءاللہ صاحب کے متعلق ایک الہام کا بھی ذکر کرتی ہے اور جو اشتہار سے ایک دن پہلے کی بیان ہوتی ہے 25 اپریل کے بدر کے انتظار میں رکھی جاتی ہے درحال یہ کہ ایسی ضروری ڈائری مورخہ 18 اپریل میں بڑی آسانی سے چھپ سکتی تھی۔تو ایسی صورت میں ڈائری کی تاریخ 14 اپریل 1907ء مقرر کرنے سے بالکل قاصر ہوں۔خلاصہ یہ کہ بدر 25 اپریل 1907ء والا الہام اشتہار متنازعہ کے متعلق ہے۔

میں نے قاسم علی صاحب سے مزید تسلی کے لیے دریافت کیا کہ سوائے حقیقت الوحی یا بدر مورخہ 4 اپریل 1907ء کے کوئی اور تحریر بھی ایسی جس پر کہ بدر 25 اپریل 1907ء والے الہام کا اطلاق کیا جائے۔جس کا جواب انہوں نے صاف نفی میں دیا۔

حقیقت الوحی شائع ہی 15 مئی 1907ء کو ہوتی ہے۔یعنی بدر 25 اپریل سے 20 یوم بعد ایسی صورت میں الہام بدر 25 اپریل 1907ء کا اطلاق حقیقت الوحی کی کسی تحریر پر نہیں ہوسکتا۔خواہ تحریر کی چھاپہ شدہ تاریخ 25 اپریل 1907ء سے پہلے کی ہی کیوں نہ ہو۔تاوقتیکہ ایسی تحریر مشتہر نہ کی جاچکی ہو جو کہ ثابت نہیں کیا گیا۔4 اپریل 1907 کی تحریر کا جو حوالہ دیا جاتا ہے وہ میں نے بعد میں پڑھی اور اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ کوئی دعا برخلاف یا بحق مولوی ثناءاللہ نہیں کی گئی جس سے ہم یہ نتیجہ نکال سکیں کہ الہام بدر مورخہ 25 اپریل 1907ء اس کے متعلق ہو۔میں چاہتا تھا کہ میں تحریر بدر 4 اپریل 1907ء کو حرف بحرف اس جگہ درج کرتا لیکن طوالت اور کمی وقت کے باعث ایسا نہیں کرسکتا۔لیکن تحریر بدر 4 اپریل 1907ء کو میں اپنی اس رائے کا جزو قرار دیتا ہوں جو صاحب اس رائے کو کسی جگہ چھپائیں وہ براہ مہربانی تحریر مذکور بھی چھاپ دیں۔(سردار صاحب کے حسب منشاء 4 اپریل کے بدر کی عبارت کا خلاصہ درج ذیل ہے)

”اس کتاب حقیقت الوحی کے ساتھ ایک اشتہار بھی ہماری طرف سے شائع ہوگا جس میں ہم یہ ظاہر کریں گے کہ ہم نے مولوی ثناء اللہ کے چیلنج مباہلہ کو منظور کرلیا ہے اور ہم اول قسم کھاتے ہیں کہ وہ تمام

الہامات جو اس کتاب میں ہم نے درج کیے ہیں وہ خدا کی طرف سے ہیں اور اگر ہمارا یہ افتراء ہے تو 'لعنۃ اللہ علی الکاذبین' ہی مولوی ثناء اللہ بھی اس اشتہار اور کتاب کے پڑھنے کے بعد بذریعہ ایک چھپے ہوئے اشتہار کے قسم کے ساتھ یہ لکھ دیں کہ میں نے اس کتاب کو اول سے آخر تک بغور پڑھ لیا ہے۔ اس میں جو الہامات ہیں وہ خدا کی طرف سے نہیں اور مرزا غلام احمد کا افتراء ہے اور اگر میں ایسا کہنے میں جھوٹا ہوں تو 'لعنۃ اللہ علی الکاذبین' اور اس کے ساتھ جو کچھ عذاب وہ خدا سے مانگنا چاہیں مانگ لیں۔ ان اشتہارات کو شائع ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ خود ہی فیصلہ کر دے گا اور صادق اور کاذب میں فیصلہ کر کے دکھا دے گا۔

(بدر[1] اے 4 اپریل 1907ء ج 6 نمبر 14 ص 4)

یہ تحریر مباہلہ کے متعلق تھی جو مباہلہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے پیش کیا تھا۔ اس پر مرزا صاحب نے فرمایا تھا کہ مباہلہ کے متعلق ہم دعا کریں گے جو دعا نہیں کی گئی اور مباہلہ بروئے تحریر مورخہ بدر 13 جون 1907ء فسخ ہو گیا بلکہ مباہلہ کے فیصلہ کے لیے ایک اور طریق اختیار کیا گیا پس نتیجہ یہ ہے کہ مضمون بکالم ڈائری بدر مورخہ 25 اپریل 1907ء پورے اشتہار متنازعہ کے کسی اور تحریر کے متعلق نہیں ہے۔ الفاظ مشیت ایزدی مندرجہ تحریر بدر 3 جون 1907ء پر بہت زور دیا گیا ہے۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ اگر تحریر مذکور میں صرف یہی الفاظ ہوتے ہیں تو ان الفاظ سے بحکم خداوندی نتیجہ نہیں نکل سکتا تھا۔ کیونکہ مشیت کے واسطے رضامندی باری تعالیٰ لازمی نہیں ہے لیکن تحریر مذکور میں الفاظ ذیل ہیں:

''اس وقت مشیت ایزدی نے آپ کو دوسری راہ سے پکڑا اور حضرت حجت اللہ کے قلب میں آپ کے واسطے دعا کی تحریک کر کے فیصلہ کا ایک اور طریق اختیار کیا۔''

پس میں اس نتیجہ پہ پہنچنے پر مجبور ہوں کہ تحریر بدر 13 جون 1907ء منجانب حضرت مرزا صاحب تھی اور متعلق اشتہار متنازعہ تھی اور اس سے صاف ثابت ہے کہ اشتہار مذکور بحکم خداوندی تھا ایک اور سوال جس پر زیادہ زور دیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ خود اشتہار متنازعہ میں حکم خداوندی کی نفی کی ہے۔ اس بارہ میں اتنا ہی عرض

[1] منشی قاسم علی صاحب نے اپنے اخبار میں فیصلہ تو شائع کیا مگر بدر کی یہ تحریر درج نہیں کی حالانکہ انہی کی پیش کردہ تھی

کردینا کافی ہے کہ یہ نفی محض اس وجہ سے عمل میں آئی کہ مرزا صاحب نے بعدالت ڈپٹی کمشنر صاحب ضلع گورداسپورا قرار کیا تھا کہ میں آئندہ خاص قسم کی پیشگوئیاں جس میں ہلاکت کا سوال آوے نہیں کروں گا۔اس واسطے پابندی احکام قانون دنیوی نفی مذکور کی گئی ہے۔میر قاسم علی صاحب نے آج زبانی عذر کیا کہ وہ اقرارنامہ۔۔۔۔۔صرف اس خاص مقدمہ کے متعلق تھا لیکن میری رائے ناقص میں وہ اقرارنامہ عام تھا جیسا کہ اقرارنامہ اس سے بالکل صاف اور صریح الفاظ سے پایا جاتا ہے اقرارنامہ مذکورنہایت ضروری ہے اور میں بوجہ طوالت اس جگہ درج نہیں کرسکتا۔وہ بھی اس رائے کا جزو تصور ہوگا۔

خلاصہ اقرارنامہ مرزا صاحب جو باجلاس

ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر گورداسپور دیا گیا

''میں کسی چیز کو الہام جتا کر شائع کرنے سے مجتنب رہوں گا جس کا یہ منشاء ہو یا جو ایسا منشاء رکھنے کی معقول وجہ رکھتا ہو کہ فلاں شخص (مسلمان ہو خواہ ہندو یا عیسائی) ذلت اٹھائے گا یا مورد عتاب الٰہی ہوگا۔'' (مورخہ **24** فروری **1899**ء (مرزا غلام احمد بقلم خود)

پس میری رائے ناقص میں نفی مندرجہ اشتہار بالکل نا قابل وقعت ہے جبکہ تحریرات بدر **25** اپریل **1907** و بدر **13** جون **1907**ء سے خود مرزا صاحب کے اپنے الفاظ میں مشیت کا بالکل کافی اور تسلی بخش ثبوت ملتا ہے۔پس آخر نتیجہ یہ ہے کہ حسب دعویٰ حضرت مرزا صاحب **15** اپریل **1907**ء والا اشتہار بحکم خداوندی مرزا صاحب نے دیا تھا۔

امر دوم،امر اول کا بالکل حاصل ہے جبکہ میں نے قرار دیا ہے کہ تحریر بدر **25** اپریل **1907**ء اشتہار متنازعہ کے متعلق تھی تو صاف یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ الہام مندرجہ تحریر مذکور بھی اشتہار متنازعہ کی دعا کے متعلق تھا۔

جبکہ حقیقت الوحی کے ص **187** وحاشیہ خزائن ج **22** حاشیہ ص **194** میں صاف درج ہے کہ ایک شخص احمد بیگ کے معیاد مقررہ کے اندر مر جانے سے مرزا صاحب کی یہ پیشگوئی کہ: ''اے عورت توبہ کر توبہ کر کیونکہ لڑکی اور لڑکی کی لڑکی پر ایک بلا آنے والی ہے۔'' جزوی طور پر پوری ہوئی۔تو میں صاف اس نتیجہ پر

پہنچا ہوں کہ حضرت مرزا صاحب کے اس جہاں فانی سے بحیات مولوی ثناء اللہ صاحب رحلت فرمانے سے مرزا صاحب کی دعا مندرجہ اشتہار خداوند تعالیٰ نے قبول فرمائی اور اس قبولیت کا اظہار مرزا صاحب نے اپنی زبان مبارک سے کیا۔ ملاحظہ ہو تحریر بدر 25 اپریل 1907ء بکالم ڈائری جو اس رائے کا جزو تصور ہوگا۔

فریقین نے اپنی اپنی بحث میں کئی ایک باتوں پر زور دیا ہے جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آیا مرزا صاحب کی کل دعائیں (سوائے شرکاء کے متعلق) قبول فرمانے کا خداوند تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا۔ لیکن مجھے ان امور پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ میری رائے ناقص میں مرزا صاحب کی دعا مندرجہ اشتہار بارگاہ الٰہی سے منظور فرمائی گئی۔ اگرچہ میں اتنا درج کر دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ الہام مذکور کے لفظ بلفظ ترجمہ سے ہرگز یہ نتیجہ نہیں نکل سکتا کہ وہ الہام محض مقدمہ کی دعاؤں کے متعلق ہے جو استثناء کی گئی ہے وہ صرف شرکاء کے متعلق ہے ورنہ وہ الہام کل دعاؤں کے متعلق ہے۔

اگرچہ میرے واسطے صرف ایک میر مجلس کیساتھ اتفاق رائے ظاہر کر دینا کافی تھا اور کسی وجہ کے پیش کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ لیکن دونوں میر مجلس صاحبان نے اپنی اپنی رائے ہم مشورہ ہو کر نہیں لکھی۔ اس واسطے میں نے ان کی راؤں سے کوئی مدد نہیں لی اور نہ ان کی رائیں پڑھی ہیں۔ صرف ان کا نتیجہ دیکھا ہے۔ نتیجہ سے جب ان کی مختلف رائیں معلوم ہوئیں تو میں نے ان کی وجوہات کو پڑھنا بالکل نامناسب سمجھا۔ خاص کر جب چوہدری فرزند علی صاحب لدھیانہ میں موجود نہیں تھے، اندریں صورت مجھے اپنے ناقص خیال کی تائید میں چند ایک دلیلیں دینے کی ضرورت پڑی۔ چونکہ میں عالم شخص نہیں ہوں اور نہ مجھے جیسا کہ میں نے پہلے درج کر دیا ہے۔ کتب اسلام سے واقفیت ہے۔ اگر میری کسی دلیل سے یا کسی تحریر سے کسی مسلمان صاحب کی ذرا بھی دل آزاری ہو تو میں نہایت ہی ادب سے معافی کا خواستگار ہوں۔ کیونکہ میں نے ارادتاً ایسا نہیں کیا بلکہ قواعد مباحثہ کو مدنظر رکھ کر صرف فیصلہ فریقین کے لیے مجبوراً اظہار رائے کیا ہے۔ کیونکہ اگر میں گریز کرتا تو مجبوراً فریقین کو کسی اور ثالث کے تلاش کرنے کی ضرورت پڑی اور خواہ مخواہ تشویش میں پڑتے اور خرچہ وغیرہ کے زیر بار ہوتے۔

دستخط: سردار بچن سنگھ پلیڈر (بحروف انگریزی)

رسالہ ہذا کا ضمیمہ مولانا ابولوفاء ثناء اللہ صاحب فاتح قادیاں کے قلم سے

21 اپریل **12**ء کو مغرب کے وقت سردار صاحب موصوف نے فیصلہ دیا فوراً ہی تمام شہر میں یوں خبر مشہور ہوئی جیسے عید کے چاند کی۔ مسلمان ایک دوسرے کو مبارک، خیر مبارک کے نعرے سنتے اور سناتے، چھوٹے بچے گاڑیوں پر بیٹھ کر خوشی کے نعرے لگاتے یہاں تک کہ دس بجے شب کے حضرت میاں صاحب (مولانا محمد حسن خان صاحب مرحوم) کے مکان کے وسیع احاطہ میں جلسہ ہوا۔ جس میں فیصلہ کا اظہار اور سرپنچ صاحب کے حق میں شکریہ اور دعا کا ریزولیشن بڑی خوشی سے حاضرین نے پاس کیا۔ اسی کے بعد مبلغ **300** روپے کا انعام امین صاحب سے وصول کر کے صبح کو ڈاک پر روانہ امرتسر ہوئے۔ اسٹیشن پر احباب کا مجمع لگا تھا جنہوں نے نہایت مسرت و محبت کا اظہار کیا اور ایک جلوس کی معیت میں ہم اپنے مکان پر پہنچے۔ الحمدللہ!

شب کو احباب کی دعوت اور جلسہ ہوا جس میں مختصر کیفیت جلسہ کے بعد فیصلہ سنایا گیا اور سرپنچ صاحب کے تدبر و انصاف اور محنت و دیانت کو ذکر کرتے ہوئے ان کے حق میں شکریہ اور دعا کا ریزولیشن پاس کیا گیا۔ الحمدللہ!

لطیفہ: ہم نے لکھا تھا کہ آپ (منشی قاسم علی صاحب) اپنے خلیفہ حکیم نور الدین صاحب سے اجازت لے کر مباحثہ میں آویں۔ اس کے جواب میں منشی صاحب نے لکھا ہم کو اپنی کامیابی و نصرت الٰہی کے مورد ہونے کی خاطر ایک دینی خدمت میں اجازت حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ جس کو ہم انشاء اللہ حاصل کر کے ہی لسانی و قلمی جہاد میں آپ کے سامنے آویں گے۔ (الحق **5** اپریل **1907**ء ص **4** کالم **6**)

ہمارے خیال میں حکیم صاحب چونکہ مرزا صاحب کے خلیفہ ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ انہوں نے بھی مرزا صاحب کی تائید میں یہی دعا کی ہوگی کہ خدا حق کو ظاہر کرے، یہی ان کو چاہیئے تھا۔ اس لیے حق ظاہر ہوا، پس جس طرح میں جناب مرزا صاحب کی قبولیت دعا کا قائل ہوں حکیم صاحب کی بابت بھی مقر ہوں کہ آپ کی دعا بھی قبول ہوئی اور ضرور قبول ہوئی۔ الحمدللہ! خدا نے آپ کی دعائے حق کو ظاہر کر دیا۔ اب یہ الگ بات ہے کہ آپ یا آپ کے دوست اس دعا کو نامقبول سمجھیں۔ جیسے مرزا صاحب کی دعا کو غیر مقبول کہتے ہیں۔ ایسا کہنے سے نہ ہمیں کچھ رنج ہے نہ جناب خلیفہ صاحب کو ہوگا اور نہ ہونا چاہیے۔ کیونکہ مرزائی لوگ

جب جناب مرزا صاحب کی دعا مقبول نہیں جانتے۔حکیم صاحب کی دعا کو بھی مقبول نہ جانیں تو کیا شکایت ہے۔

شکریہ: خدا کے کاموں کے اسرار خدا ہی جانتا ہے میرا ایمان ہے کہ اور کوئی الہام تو جناب مرزا صاحب قادیانی کو خدا کی طرف سے ہو یا نہ ہو 15 اپریل والی دعا اور اس کی قبولیت کا الہام تو ضرور خدا کی طرف سے ہوگا جس کا اثر خدا کو یہ دکھانا منظور تھا۔جو دیکھا گیا۔

میرے دوست حیران ہیں کہ قادیانی جماعت کو عموماً اور منشی قاسم علی کو خصوصاً کیا خبط سمایا کہ انہوں نے اس مباحثہ پر ضد کی۔میں اس کا جواب بھی یہی دیتا ہوں کہ واقعی یہ تحریک بھی خدائے قدیر کی طرف سے ان کے دل پر تھی۔تاکہ فیصلہ اور بیّن ہو جائے۔کیونکہ سابقہ صاف فیصلہ کو جو مرزا صاحب کی موت سے ہوا تھا۔ مرزا قادیانی کے مریدوں نے ناحق کی تاویلات سے مکرر کرنے کی کوشش کی تھی۔اس لیے خدا نے اس کام کے لیے قادیانی مشن کے جوشیلے ممبر منشی قاسم علی صاحب کو منتخب فرمایا اور ان کے ساتھ اور قادیانی دوستوں کو شریک کیا۔الحمدللہ!

اس لیے اصل شکریہ تو خدا تعالیٰ کا ہے جس نے حق و باطل میں فرق کر دیا۔اس کے سوا لدھیانہ کی اسلامی پبلک عموماً شکریہ کی مستحق ہے جن کی مخلصانہ دعائیں ہمارے شریک بلکہ معین حال تھیں۔خصوصاً ہمارے مکرم مولانا محمد حسن صاحب وائس پریذیڈنٹ میونسپلٹی لدھیانہ (رحمۃ اللہ علیہ) اور ان کے اعزہ جناب بابو عبدالرحیم صاحب بابو عبدالفتاح صاحب، بابو عبدالحئ شیخ امین الدین مع برادران، منشی محمد حسن میونسپل کمشنر مسٹر یٰسین شاہ، مولوی ولی محمد، قاضی فضل احمد صاحبان کا شکریہ ہے۔جنہوں نے اس کام میں ہمیں امور مشکلہ میں مشورہ سے مدد دی۔

یہاں نور بخش ٹیلر ماسٹر بھی شکریہ کے مستحق ہیں جو باوجود مرزا صاحب کے معتقد ہونے کے وقتاً فوقتاً مشوروں سے امداد دیتے رہے۔سب کے لیے دعا ہے۔جزاھم اللہ خیر الجزاء

یہودیانہ خصلت: حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام صحابی جو یہودیوں کے ایک بڑے عالم تھے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لائے۔بعد قبول اسلام عبداللہ بن سلام نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہودیوں کی قوم بہتان لگانے والی ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے دریافت فرمالیں کہ میری

نسبت ان کی کیا رائے ہے۔عبداللہ مکان میں چھپ گئے۔آنحضرت علیہ السلام نے یہودیوں کو بلا کر پوچھا۔عبداللہ بن سلام تم میں کیسا ہے؟ سب نے کہا"خیر نا وابن خیرنا أعلمنا وابن أعلمنا" (ہم سب سے اچھا اور اچھے کا بیٹا، ہم سب سے بڑے علم والا اور بڑے علم والے کا بیٹا) اتنے میں عبداللہ اندر سے آئے نکل کر کہا۔"لَآ اِلٰهَ اِلّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ"یہودیوں نے ذرہ شرم نہ کی سنتے ہی فوراً کہا(شرنا وابن شرنا)"ہم میں برا اور برے کا بیٹا ہے۔(سیر الاعلام للذھبی ج2 ص415)

یہی حال ہمارے مناظر منشی قاسم علی اور ان کی پارٹی کا ہے ہم نے کئی ایک معززین کے نام سرپنچی کے لیے پیش کیے۔جن میں ایک نام سردار بچن سنگھ صاحب کا تقاضا بھی تھا۔منشی صاحب نے لدھیانوی دوستوں کے مشورہ سے سردار صاحب کو دیانتدار جان کر منتخب کیا اپنا سردار بنایا۔تمام باگ دوڑ ان کے ہاتھ میں دی مگر جب انہوں نے واقعات کی بنا پر ان کے خلاف منشاء فیصلہ دیا۔تو جس منہ سے خیرنا کہا تھا اسی منہ سے شرنا کہتے ہوئے ذرہ نہ جھجکے۔دو اشتہار اور ایک اخبار ان کی طرف سے فیصلہ مباحثہ کے بعد متصل ہی نکلے۔جن کے مضامین تو کیا عنوان بھی ایسی ناشائستہ الفاظ دلخراش ہیں کہ کسی شریف آدمی کے قلم سے نہیں نکل سکتے۔ایک اشتہار منشی قاسم علی کے اپنے قلم کا انہی کے نام پر نکلا ہے جس کا نام لدھیانہ میں سکھا شاہی فیصلہ کس قدر شرم کی بات ہے کہ ایک شخص کو اپنا سردار بنایا جائے۔اپنا تمام فیصلہ ان کے سپرد کیا جائے۔سیاہ وسفید کا مختیار بنایا جائے؟ مگر جب فیصلہ اپنی مرضی کے خلاف ہو تو اسی اپنے سردار کو اپنے حاکم کو بے نقط سنائیں۔ اس سے شرم کا اور زیادہ مقام کیا ہوگا؟ سردار صاحب نے اپنی معمولی کسر نفسی سے یہ لکھ دیا کہ میں علم عربی سے ناواقف ہوں۔اسلامی کتابوں سے بے خبر ہوں وغیرہ جو کہ راست باز کے لیے بالکل موزوں ہے۔فریق ثانی نے بس اسی کو اپنی سند بنالیا کہ جو شخص ایسا ناواقف ہے۔اس کا فیصلہ ہی کیا؟ سچ ہے:

خوئے بدرا بہانہ بسیار

مگر اہل دانش کے نزدیک ان کو ایسا کہتے ہوئے بھی خود ہی شرم کرنی چاہیے تھی۔کیوں کہ بوقت انتخاب سرپنچ کے ان کو چاہیے تھا کہ سردار صاحب کا علم عربی اور کتب تفسیر اور احادیث میں امتحان لے لیتے۔کیا وہ اپنے ایمان اور دیانت سے کہہ سکتے ہیں کہ سردار صاحب کی سرپنچی بوجہ اس کے تھی کہ وہ عربی زبان کے ایک

پروفیسر ہیں یا جامع ازہر (مصر) کے محدث بحث کے نشیب وفراز کو جاننے والے ہیں۔ چنانچہ میں نے فریق ثانی کو جب رقعہ لکھا کہ:

''ثالث کی بابت میری یہ رائے قرار پائی ہے کہ کوئی ایسا شخص ہونا چاہیے جو مذہبی خیال کا ہو۔ الہامی نوشتوں کی اصطلاح سے واقف اور اس کے ساتھ دیانت دار بھی ہو۔ اس لیے میں پادری صاحب کو پیش کرتا ہوں (پادری دیری صاحب) امید ہے آپ کو بھی اوصاف کے لحاظ سے صاحب موصوف کا تقرر منظور ہوگا۔''

تو اس کے جواب میں منشی قاسم علی صاحب نے جو تحریر بھیجی وہ درج ذیل ہے:

''بجواب آپ کے رقعہ نمبر **3** مورخہ امروزہ کے گزارش ہے کہ جب شرط مرقومہ آنجناب (غیر مسلم ثالث ہونا چاہیے) ہم نے غیر مسلم ثالث جس کو ہمارے خیال میں مقدمات کے سمجھنے اور فریقین کے بیانات کا اندازہ کر کے فیصلہ کرنیکی پوری قابلیت ہے پیش کیا ہے شرط مذکورہ میں یہ درج نہیں کہ الہامی نوشتوں سے واقف یا ناواقف ہونا چاہیے۔ بلکہ غیر مسلم کی شرط ہے۔''

ناظرین! خدارا انصاف کیجیئے میں نے پہلے ہی یہ نہ کہا تھا؟ کہ کسی ایسے سرپنچ کو منتخب کیجیئے جو غیر مسلم ہونے کے ساتھ الہامی نوشتوں کی اصطلاحات سے واقف ہو۔ اس شرط کو ہمارے مخاطب نے کیسی حقارت سے ناپسند کیا۔

کیا یہ وصف (کہ مقدمات میں فریقین کا بیان سن کر فیصلہ دے سکیں) سردار بچن سنگھ صاحب بے اے گورنمنٹ ایڈوکیٹ نہیں ہیں؟ نہیں ہیں تو آپ نے ان کا انتخاب کیوں کیا؟ کیا سردار صاحب کا نام ہم نے مقرر کیا تھا؟ سنیے آپ ہی کے ایک رقعہ کے چند فقرات ذیل میں درج ہیں۔ جن میں سردار صاحب کے تقرر کا فیصلہ بھی ملتا ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ:

''چونکہ ماسٹر نور بخش (احمدی) کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ آپ سردار بچن سنگھ صاحب پلیڈر کا تقرر بطور ثالث پسند کرتے ہیں اور ان کا نام آپ کے رقعہ نمبر **5** میں پیش کیا گیا ہے۔ سو ہم بھی سردار صاحب موصوف کے تقرر پر رضامند ہیں۔''

اس رقعہ سے صاف ظاہر ہے کہ ہم نے کئی [1] ایک اہل علم اور اہل دیانت کے نام پیش کیے تھے۔ جن میں سب حسب مشورہ میاں نور بخش صاحب ٹیلر ماسٹر (جو مرزا صاحب کے راسخ معتقد ہیں)

آپ نے سردار بچن سنگھ صاحب کو منظور کیا یہ جو لکھا کہ ماسٹر نور بخش صاحب نے کہا کہ آپ سردار صاحب کو پسند کرتے ہیں اس کی صورت بھی یہی تھی کہ ماسٹر صاحب نے ہمارے سامنے دو تین آدمیوں کے نام لیے جن میں سردار صاحب بھی تھے ہم نے سب کی منظوری بیک زبان دیدی کہ ہمیں سب منظور ہیں مگر ماسٹر صاحب کا رجحان کسی وجہ سے سردار صاحب کی طرف تھا اسی لیے انہوں نے آپ کو یہی مشورہ دیا۔ بہرحال آپ سے غلطی ہوئی کہ آپ نے سردار صاحب کا پہلے امتحان نہ لے لیا۔ لیتے بھی کیسے جبکہ ہم کو آپ خود ہی لکھ چکے تھے کہ ثالث میں اتنی لیاقت ہونی چاہیے کہ فریقین کی تقریریں سن کر بطریق مقدمات فیصلہ کر سکے۔ بات بھی واقعی یہ ہے کہ قادیانی مباحث خصوصاً اس مباحثہ کا فیصلہ عربی دانی یا قرآن فہمی پر موقوف نہیں بلکہ واقعات کی تنقیح کرنے پر ہے۔ اچھا ہم پوچھتے ہیں کہ سردار صاحب تو عربی نہیں جانتے مگر آپ کے مسلّمہ مقبولہ مصنف منشی فرزند علی صاحب عربی میں کتنی کچھ قابلیت رکھتے ہیں؟ ذرہ ان کی ڈگری تو بتلا دیں بہر حال بعد منظور سرپنچ کے نہیں بلکہ اس کا فیصلہ اپنے خلاف سننے کے بعد یہ عذر کرنا جو قادیانی فریق نے کیا ہے اور سرپنچ مقرر کردہ کو پہلے اپنا سردار مان کر فیصلہ اپنے حق میں نہ ہونے کے باعث بعد میں اسے برا بھلا کہنا اور اس کو غیر مہذب الفاظ سے یاد کرنا حدیث مرقوم (جس میں عبداللہ بن سلام کے اسلام لانے پر یہودیوں کا ان کا ہجو کرنا مذکور ہے) کی پوری تصدیق کرتا ہے۔ فریق ثانی نے اسی قسم کے اور بھی عذر لنگ کیے ہیں جو ان کی بے بسی پر دلالت کرتے ہیں۔ مثلاً ان کا یہ کہنا کہ جلسہ میں مباحثہ کے وقت فلاں رئیس یا فلاں وکیل یا فلاں پولیس افسر جو آیا تو وہ بھی اسی لیے آیا کہ سرپنچ پر اثر ڈالے۔ افسوس ہے ان لوگوں کی حالت پر۔ زیادہ افسوس یہ ہے کہ ان کو الہام بھی ہوتا ہے تو بعد از وقت۔ پہلے ہوا تو شرائط میں یہ بھی داخل کرتے کہ جلسہ مباحثہ میں کوئی ذی وجاہت شخص نہ آنے پائے بلکہ جلسہ کیا ہوا اچھا خاصہ شہدوں کا ایک مجمع ہو (شیم)

---

[1] منشی قاسم صاحب نے بھی اپنے اشتہار میں لکھا ہے کہ مولوی صاحب نے ایک پادری و ہندو اور ایک سکھ کو پیش کیا۔ (منیجر)

تعجب پر تعجب

واقعہ یہ کہ قادیانی مناظر نے سرپنچ کی ذات اور ان کے فیصلہ کی نسبت بہت سخت توہینی فقرات جھاڑے ہیں اس قدر تعجب انگیز نہیں جس قدر یہ تعجب خیر ہے کہ ملک کے عام پریس نے اس خبر کو مختصر اور مطول نوٹوں کے ساتھ شائع کیا مگر قادیانی پریس ایسا خاموش رہا کہ معمولی خبر تک بھی درج نہیں کی۔ بلکہ چناں خفتہ اند کہ گوئی مردہ اند کیا۔ اس خاموشی سے ان کا یہ مقصد ہے کہ اس شکست کی شہرت نہ ہو یا کم از کم قادیانی اخباروں کے ناظرین تک یہ خبر وحشت اثر نہ پہنچ جائے۔ اس لیے وہ یاد رکھیں کہ وہ اس منصوبے میں کامیاب نہیں ہوئے اور نہ ہوں گے۔

اہالی قادیان اور قادیان کے خلیفہ صاحب کی گفتگو اور خفگی جو اس بارے میں ہوئی اس کا ہمیں خوب علم ہے ہمیں اس کے اظہار کی ضرورت نہیں۔ وہ جانیں اور ان کے مرید:

محتسب را درون خانہ چہ کار

معمولی تحریری مقابلوں سے قطع نظر خدا نے چار دفعہ مجھے قادیان پر فتح عظیم بخشی الحمد للہ! اسی لیے میرا لقب فاتح قادیان پبلک نے مشہور کر دیا۔ تفصیل درج ہے:

مجھے فاتح قادیاں کا لقب کیوں زیبا ہے

اول

اس لیے کہ جناب مرزا صاحب نے اپنی کتاب اعجاز احمدی کے ص **23** خزائن ج **19** ص **132** پر بغرض مباحثہ مجھے قادیان آنے کی دعوت دی اور اسی کتاب کے ص **37**، خزائن ج **19** ص **148** پر لکھا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب میرے ساتھ مباحثہ کرنے کے لیے قادیان نہیں آئے گا۔ مگر میں بلائے بے درماں کی طرح **10** جنوری **1902**ء کو قادیاں پر حملہ آور ہوا تو مرزا صاحب مقابلہ میں نہ آئے اور عذر کیا کہ میں خدا کے ساتھ وعدہ کیا ہوا ہے کہ مباحثہ نہیں کروں گا۔ (کہاں کیا؟ یہ پتہ نہیں) ایک فتح

تفصیل کے لیے ''رسالہ الہامات مرزا'' ملاحظہ ہو (جو احتساب ہذا میں موجود ہے فقیر)

دوم

اس کے بعد جناب ممدوح نے میری موت کا اشتہار دیا اور میرے خود بدولت دوسری فتح۔

سوم

ریاست رام پور صانہا اللہ عن الشرور میں ہز ہائینس حضور نواب صاحب کے سامنے مباحثہ ہوا اور اس مباحثہ میں قادیانی جماعت کے تمام برگزیدہ اصحاب شریک تھے مگر تین روز کے مقابلے کے بعد ایسے بھاگے کہ شہر رام پور کو پھر کر بھی نہیں دیکھا۔ بلکہ بزبان حال یہ کہتے ہیں:

نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آئے تھے لیکن
بہت بے آبرو ہو کر تیرے کوچے سے ہم نکلے

اس فتح کا ثبوت ہز ہائینس نواب صاحب کا سرٹیفیکیٹ موجود ہے۔ جو درج ذیل ہے:

حضور نواب صاحب کا رام پور کا سرٹیفیکیٹ

رام پور میں قادیانی صاحبان سے مناظرہ کے وقت مولوی ابوالوفا محمد ثناء اللہ صاحب کی گفتگو سنی۔ مولوی صاحب نہایت فصیح البیان ہیں اور بڑی خوبی یہ ہے کہ برجستہ کلام کرتے ہیں انہوں نے اپنی تقریر میں جس امر کی تمہید کی اسے بدلائل ثابت کیا ہم ان کے بیان سے بہت محفوظ و مسرور ہوئے۔

دستخط: خاص حضور نواب صاحب بہادر محمد حامد علی خان

چہارم

چھوتھی فتح یہ ہوئی جو باب لدھیانہ میں قتل دجال سے خدا نے دی۔ یہ ہیں چار فتوحات بینہ جن کی وجہ سے خیر خواہاں اسلام مجھ کو فاتح قادیان کہتے ہیں۔ الحمدللہ! خاکسار ابوالوفاء ثناء اللہ (مولوی فاضل) امرتسر

قادیانی کفریہ عقائد کا ایک جائزہ

حافظ محمد یونس اثری[1]

دین اسلام فطرت سلیمہ سے عین مطابقت رکھنے والا دین ہے، جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے:

﴿فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا ۚ فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۚ لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ﴾ (الروم:30)

ترجمہ: لہٰذا (اے نبی! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یکسو ہو کر اپنا رخ دین پر مرتکز کر دو۔ یہی فطرت الٰہی ہے جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اس خلقت میں کوئی رد و بدل نہیں ہو سکتا یہی درست دین ہے۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

اس فطری دین کی بنیادیں جنہیں ایمانیات یا عقائد کے نام سے جانا جاتا ہے، مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ ان ایمانیات کا علم حاصل کرے اور ان کے جملہ تقاضوں کو پورا کرے ایمان کے چھ ارکان یا اصول ہیں، جو قرآن کریم کی مختلف آیات اور احادیث میں بیان کیے گئے ہیں، جیسا کہ حدیث جبرائیل علیہ السلام میں بھی بیان کیا گیا ہے کہ جب انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ سوال کیا: «ما الإیمانُ؟» یعنی: ایمان کیا ہے؟ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

[1] ریسرچ اسکالر المدینہ اسلامک ریسرچ سینٹر کراچی

'أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ، وَمَلَائِكَتِهِ، وَكِتَابِهِ، وَلِقَائِهِ، وَرُسُلِهِ، وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ، وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ كُلِّهِ'[1]

''ایمان یہ ہے کہ تو اللہ، اسکے فرشتوں، اسکی کتابوں، اسکے رسولوں، آخرت کے دن، پر ایمان لائے اور اچھی بری تقدیر پر ایمان لائے۔'' چونکہ ایمان قول وعمل کا نام ہے یوں ایمان کی انواع یا شاخیں ستر **70** سے زائد بیان کی گئی ہیں۔

لہٰذا بدنی اعمال ایمان کا لازمی جز ہیں، ان کے بغیر ایمان صحیح نہیں ہوسکتا، اگر بدنی اعمال نہ ہوں تو قلبی تصدیق بھی کالعدم ہوجاتی ہے؛ کیونکہ ان دونوں میں تلازم پایا جاتا ہے۔ مذکورہ ایمانیات کے تعلق سے ہم یہاں مرزائی عقائد پیش کریں گے جو عام مسلمانوں کے عقائد کے مخالف ہونے کے ساتھ ساتھ نواقض ایمان کا درجہ رکھتے ہیں، جس کی بنا پر ایسے عقیدے یا فعل کے حامل شخص کا مال اور خون حلال ہوجاتا ہے اور وہ دائرہ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے۔ زیر نظر مضمون میں مرزائی عقائد جو مرزا غلام احمد کی عبارات سے ماخوذ ہیں اور ان کا حکم پیش کیا جائے گا۔ تاکہ قارئین اس بات سے آشنا ہوجائیں کہ قادیانیوں اور مسلمانوں کا اختلاف کوئی معمولی اختلاف نہیں کہ جسے صرف نظر کردیا جائے۔ بلکہ مرزائی عقائد مسلمانوں کے بنیادی عقائد کے بالکل خلاف ہیں۔

ایمان باللہ اور مرزائی لٹریچر

ایمان باللہ جس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اکیلا ہی تمام جہانوں کا خالق، مالک اور رب ہے، وہ اپنی ذات وصفات میں تنہا ہے، نظام کائنات چلانے میں اس کا کوئی شریک نہیں وہ ہر قسم کی حوائج وضروریات سے مبرا ہے، اس کی اولاد ہے نا بیوی اور نہ ہی کوئی جزء۔ کوئی اس کے جیسا نہیں ہوسکتا، اور نہ ہی وہ کسی میں حلول کرتا ہے۔ ذات کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے لیکن ہر کون ومکان کا علم رکھتا ہے، سننے اور دیکھنے والا ہے۔ نیز وہ اکیلا ہی عبادت کا مستحق ہے اس کے علاوہ کسی کی عبادت نہیں کی جاسکتی۔ وہ جن صفات

---

[1] صحیح بخاری:50،4777، صحیح مسلم:8، 9، 10،سنن ابی داؤد:4695، جامع ترمذی : 2610، سنن النسائی:4990 ، 4991، سنن ابن ماجہ : 63، 64 ،واللفظ لمسلم

سے متصف ہے کسی اور کو ان صفات میں شریک نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی ان صفات کا انکار کیا جا سکتا ہے، اس کے برعکس قادیانی لٹریچر کے مطالعے سے درج ذیل نتائج برآمد ہوتے ہیں:

(1) حلولی عقیدہ

مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا: ''مگر اسلام میں خود خدا تعالیٰ ہر ایک زمانے میں اپنی أنا الموجود کی آواز سے اپنی ہستی کا پتہ دیتا ہے، جیسا کہ اس زمانہ میں بھی وہ مجھ پر ظاہر ہوا۔[1]

مرزا نے ایک جگہ لکھا: ''رایتنی فی المنام عین اللہ و تیقنت اننی ھو،،[2]

یعنی: میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اللہ ہوں اور مجھے یقین ہوگیا کہ میں وہی ہوں۔ (معاذ اللہ)

مذکورہ عبارت میں مرزا کا خود کو اللہ کہنا کفریہ عقیدہ ہے، اس سے کفر لازم آتا ہے، اس عقیدے میں عیسائی، یہودی ودیگر حلولیوں کی نقالی کی گئی ہے۔ ایک جگہ مرزا نے لکھا:

''فرأیت أن روحه أحاط علي واستوي علي جسمي و لفني في ضمن وجوده حتى ما بقي مني ذر و كنت من الغائبين و نظرت إلى جسدي فإذا جوارحي جوارحه و عيني عينه و أذنى أذنه ولساني لسانه أخذني ربي واستوفاني وأكد الاستيفاء حتى كنت من الفانين ووجدت قدرته و قوته تفور في نفسي و ألوهيته تتموج في روحي و ضربت حول قلبي سرادقات[3]

مزید اگلے ہی صفحے کی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

'' وكنت أتيقن أن جوارحي ليست جوارحي بل جوارح الله تعالىٰ وكنت أتخيل أني انعدمت بكل وجودي وانسخلت من كل هويتي والآن لا منازع ولاشريک ولاقابض يزاحم ادخل ربي على وجودي وكان كل غضبي و حلمي

---

[1] روحانی خزائن :20/ 355

[2] روحانی خزائن : 5/ 564

[3] روحانی خزائن : 5 / 564

و هوي و مري و حركتي و سكوني له ومنه و صرت من نفسي كالخالين وبينما انا فى هذه الحالة كنت اقول انا نريد نظاما جديدا وسماءا جديدا وارضا جديد فخلقت السمٰوات والارض اولا بصور اجمالية....

پھر لکھا:

ثم خلقت السماء الدنيا وقلت انا زينا السماء الدنيا بمصابيح ثم قلت الآن نخلق الانسان من سلالة من طين"[1]

یہ عبارت اللہ تعالیٰ کی شان اقدس میں گستاخیوں اور مرزا کے خدائی دعووں اور حلول کے دعوؤں کا مجموعہ ہے، اس عبارت کا ترجمہ کرنے کی سکت نہیں، اس لیے اسی پر اکتفاء سمجھیں۔ان تمام عبارات میں مرزا کی جسارتوں کو ملاحظہ کیا گیا کہ کس طرح وہ حلولی وحدت الوجود جیسے باطل عقیدہ کا معتقد ہے،اور وہ بھی اس معنی میں کہ خود کو اللہ کہتا ہے، معاذ اللہ ثم معاذ اللہ عقیدہ وحدت الوجود یا حلولی عقیدہ کا اسلامی عقائد سے کوئی تعلق نہیں یہ دوسرے مذاہب سے لیے گئے باطل عقیدے ہیں ، اس عقیدے کی تردید کرتے ہوئے مولانا اقبال کیلانی لکھتے ہیں: بعض لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ انسان عبادت وریاضت کے ذریعے اس مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ اسے کائنات کی ہر چیز میں اللہ نظر آنے لگتا ہے یا وہ ہر چیز کو اللہ کی ذات کا جزء سمجھنے لگتا ہے اس عقیدے کو وحدت الوجود کہا جاتا ہے۔عبادت اور ریاضت میں ترقی کرنے کے بعد انسان اللہ کی ہستی میں مدغم ہوجاتی ہے اور وہ دونوں (خدا اور انسان) ایک ہو جاتے ہیں، اس عقیدے کو "وحدت الشہود" یا فنا فی اللہ کہا جاتا ہے، عبادت اور ریاضت میں مزید ترقی سے انسان کا آئینہ دل اس قدر لطیف اور صاف ہوجاتا ہے کہ اللہ کی ذات خود اس انسان میں داخل ہوجاتی ہے جسے حلول کہا جاتا ہے۔ان تینوں اصطلاحات کے الفاظ میں کچھ نہ کچھ فرق ضرور ہے لیکن نتیجہ کے اعتبار سے ان میں کوئی فرق نہیں اور وہ یہ ہے کہ انسان اللہ کی ذات کا جزء اور حصہ ہے یہ عقیدہ ہر زمانے میں کسی نہ کسی شکل میں موجود رہا، ہندومت کے عقیدہ اوتار،

---

[1] روحانی خزائن : 5 / 565

بدھ مت کے عقیدہ نرواں اور جین مت کے ہاں بت پرستی کی بنیاد یہی فلسفہ وحدت الوجود اور حلول ہے۔ (یہودی اسی فلسفہ حلول کے تحت عزیر کو اور مسیحی عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا (جزء) قرار دیتے ہیں، دیکھیں (سورۃ التوبۃ:30) اہل تصوف کے عقائد کی بنیاد بھی یہی فلسفہ وحدت الوجود اور حلول ہے۔[1] منصور الحلاج اور ابن عربی کی تکفیر جو علماء اھل السنہ نے اس دور میں کی اس کا سبب یہی عقیدہ تھا۔[2] لہٰذا اس قسم کے باطل اعتقاد سے کفر لازم آتا ہے قرآن کریم میں کفار کے عقائد کی مذمت کرتے ہوئے اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿وَجَعَلُوا لَهُ مِنْ عِبَادِهِ جُزْءًا إِنَّ الْإِنْسَانَ لَكَفُورٌ مُّبِينٌ﴾ (الزخرف:15)

ترجمہ: ''اور ان لوگوں نے اللہ کے بندوں میں سے بعض کو اس کا جزو بنا ڈالا۔ بلاشبہ انسان صریح احسان فراموش ہے۔''

(2) اللہ تعالیٰ کی طرف مختلف نقائص وعیوب کی نسبت

مرزا نے متعدد مقامات پر ایسی عبارات لکھی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی شان اقدس میں گستاخی پر مشتمل ہیں اور سراسر کفریہ کلمات ہیں۔

مرزا نے اللہ تعالیٰ کے بارے میں لکھا: ''انی مع الرسول اقوم و افطر اصوم''[3]

''میں اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہوں میں افطار کروں گا اور روزہ بھی رکھوں گا۔''

اسی طرح ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کے بارے میں لکھتا ہے:

''انا نبشرک بغلام مظھر الحق والعلی کأنّ اللہ نزل من السماء''[4]

یعنی: ''ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں جس کے ساتھ قوم کا ظہور ہوگا گویا آسمان سے خدا اترے گا۔''

---

[1] کتاب التوحید از مولانا اقبال کیلانی، حدیث پبلیکیشنز، صفحہ:70-71

[2] دیکھئے رسالہ حقیقۃ مذھب الاتحادین : 160

[3] روحانی خزائن : 22/ 107

[4] روحانی خزائن : 22/ 98 ، 99

ایک جگہ مرزا کی عبارت یہ ہے: ''اوراس حالت میں میں یوں کہہ رہا تھا کہ ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں۔ سو میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا اور کہا ''انا زینا السماء الدنیا بمصابیح''[1]

ایک جگہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں کچھ یوں لکھا: "انی مع الرسول اجیب أخطی وأصیب"[2]

یعنی: ''میں رسول کے ساتھ جواب دوں گا اپنے ارادے کو کبھی چھوڑ بھی دوں گا اور کبھی ارادہ پورا کروں گا۔''[3]

قارئین نے ان کفریہ عبارات کو ملاحظہ کیا ان کے کفر ہونے میں کوئی شک نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں تمام مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ ہر عیب سے پاک ہے، اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے کچھ نام بالخصوص اسی عقیدے کی ترجمانی کرتے ہیں، جیسا کہ السلام، القدوس، الباری وغیرہ

ہر نماز کے بعد نبی کریم ﷺ اسی عقیدے کا اظہار ان کلمات کے ذریعے کیا کرتے تھے ''اللّٰهم أنت السلامُ، ومنك السلام، تبارَكْتَ ذا الجلالِ والإكرام''[4]

یعنی: ''اے اللہ تو (سراپا) سلامتی ہے اور تجھی سے سلامتی (حاصل ہوتی) ہے۔ تو بڑی برکتوں والا ہے اے جلال واکرام والے!۔''

امام ابن القیم رحمہ اللہ نے شفاء العلیل کے گیارھویں باب میں اللہ تعالیٰ کے ان اسماء وصفات پر کلام کیا ہے جو تنزیہ پر دلالت کرتے ہیں، انہیں میں سے ایک نام السلام بھی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کے اس نام کے حوالے سے بڑی خوبصورت بات لکھتے ہیں:

''وأما السلام فإنه الذي سلم من العيوب والنقائص ووصفه بالسلام أبلغ

---

[1] روحانی خزائن 13/ 105

[2] روحانی خزائن 22/ 106

[3] یہ ترجمہ مرزا کا کیا ہوا ہے، اسی کو برقرار رکھا گیا ہے ورنہ أخطی وأصیب کا ترجمہ ہے کہ میں غلطی بھی کرتا ہوں اور میں صحیح بھی کرتا ہوں۔

[4] صحیح مسلم : 592 ،سنن ابی داؤد : 1512 ، جامع الترمذی : 298 ، 299 ، سنن النسائی : 3/69 ، سنن ابن ماجۃ: 924 ، مسند ابی یعلیٰ : 4721 ، شرح السنۃ 714

في ذلك من وصفه بالسالم ومن موجبات وصفه بذلك سلامة خلقه من ظلمه لهم فسلم سبحانه من إرادة الظلم والشر ومن التسمية به ومن فعله ومن نسبته إليه فهو السلام من صفات النقص وأفعال النقص'' [1]

یعنی: ''اللہ تعالیٰ کا نام السلام کا معنی یہ ہے کہ جو عیوب ونقائص سے سالم ہو اور السلام سالم کی بہ نسبت زیادہ بلیغ ہے اس صفت کے موجبات میں سے ہے کہ اللہ تعالیٰ ظلم، شر، اور اس قسم کے نام سے، فعل سے، کسی عیب یا نقص پر مشتمل نام کی اللہ کی طرف نسبت سے اللہ تعالیٰ محفوظ ہے اور وہ صفاتِ نقص وافعالِ نقص بالکل پاک اور منزہ ہے۔''

(3) مرزا کا خود کو اللہ تعالیٰ کا جزء قرار دینا

مرزا نے متعدد مقامات پر ایسی ہفوات وکفریات لکھی ہیں جو نقل کفر، کفر نہ باشد کے اصول کے تحت پیش کرنے کی جسارت کی جارہی ہے، مرزا نے لکھا:

''انت منی بمنزلة عرشی انت منی بمنزلة ولدی''[2]

''تو مجھ سے بمنزلہ عرش کے ہے، تو مجھ سے بمنزلہ فرزند کے ہے۔''

ایک اور جگہ لکھا:

''انت من ماءنا وهم من فشل''[3]

یعنی: ''تو ہمارے پانی سے ہے اور دوسرے لوگ فشل سے۔''[4]

ایک اور جگہ لکھا:

''یا قمر یا شمس انت منی و انا منک'' [5]

---

[1] شفاء العليل لابن القيم : 559۔ 560 ، الباب الحادی والعشرون

[2] روحانی خزائن : 22/ 89

[3] روحانی خزائن 17 / 423

[4] روحانی خزائن : 22/ 425

[5] روحانی خزائن 22/ 77

یہ عبارات سراسر ہمارے رب کی گستاخی ہیں اور تمام مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کوئی اولاد ہے نا جزء، جسے قرآن کریم میں کثرت سے بیان کیا گیا ہے، جیسا کہ سورۃ الاخلاص واضح طور پر اسی عقیدے کو بیان کرتی ہے، مشرکین مکہ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں اور یہود عزیر علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا، عیسائی، عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا قرار دیتے ہیں، قرآن کریم میں کثرت سے ان باطل عقائد کا خوب رد کیا گیا، چنانچہ اللہ رب العالمین اس قسم کے عیب سے اپنا تقدس بیان کرتے ہوئے فرمایا: ﴿سُبۡحٰنَهٗۤ اَنۡ يَّكُوۡنَ لَهٗ وَلَدٌ﴾ (النساء: 171) یعنی: اللہ تعالیٰ اولاد سے پاک ہے۔

ایک مقام پر اللہ رب العالمین ایسے باطل عقیدے کے حاملین کے بارے میں فرمایا: ﴿وَّيُنۡذِرَ الَّذِيۡنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۙ مَا لَهُمۡ بِهٖ مِنۡ عِلۡمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمۡ ؕ كَبُرَتۡ كَلِمَةً تَخۡرُجُ مِنۡ اَفۡوَاهِهِمۡ ؕ اِنۡ يَّقُوۡلُوۡنَ اِلَّا كَذِبًا﴾ (الکھف: 4، 5)

یعنی: ''اوران لوگوں کو ڈرائے جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو بیٹا بنالیا ہے۔ اس بات کا نہ انھیں خود کچھ علم ہے، نہ ان کے باپ دادا کو تھا۔ بہت ہی سخت بات ہے جو ان کے منہ سے نکلتی ہے۔ جو کچھ وہ کہتے ہیں سراسر جھوٹ ہے۔''

مزید اس باطل عقیدے کے رد کے لیے آیات ملاحظہ فرمائیں:

(الانعام: **101**، مریم: **35**، المؤمنون: **91**، الصفات: **151** تا **159**، الزخرف: **81**،**82**)

خلاصہ یہ ہے کہ مرزا کی کتابوں میں اللہ تعالیٰ کے بارے میں کفریہ عقائد موجود ہیں مثلاً

- حلول کا عقیدہ موجود ہے۔
- مرزا خود کو اللہ کہتا ہے۔
- خود کو اللہ کا بیٹا کہتا ہے۔
- خود کو اللہ کا جزء قرار دیتا ہے۔
- اللہ روزہ رکھتا ہے، افطار کرتا ہے۔
- اللہ غلطی کرتا ہے۔

ایمان بالرسالۃ اور مرزائی لٹریچر

عقیدہ رسالت کا شمار ان بنیادی عقائد میں ہوتا ہے، جو مسلمان ہونے کی علامت ہیں، چھ ایمانیات میں سے ایک ایمان بالرسل ہے، جس کا مفہوم یہ ہے کہ سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس تک تمام انبیا و رسل کی نبوت اور رسالت کو برحق ماننا، کیونکہ انہیں سونپا جانے والا منصب رسالت من جانب اللہ ہے جو کہ عظیم منصب ہے کہ نبی یا رسول قوم کی ہدایت و رہنمائی، ان کے عقائد اصلاح، معاشرتی اصلاح کا کام کرتا ہے، اسلامی عقائد کی رو سے یہ انبیاء حق و صداقت کے پیامبر، گناہوں اور معصیات سے بالکل پاکدامن ہوتے ہیں، لہذا ان انبیاء کے بارے میں ایسا عقیدہ رکھنا جو ان انبیاء کی تنقیص کا موجب ہو کفریہ عقیدہ کہلائے گا۔ اس لیے بحیثیت مسلمان، ہر کلمہ گو اپنی اس ذمہ داری کو نبھاتا ہے اور انبیاء کے بارے میں انتہائی مؤدبانہ گفتگو کرتا ہے، یہ اس کے ایمان کا حصہ ہے، انبیاء کے تعلق حد درجہ ادب امر مطلوب ہے، جس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ ان انبیاء کے مابین تفریق سے روکا گیا ہے، جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۖ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ﴾

یعنی: ”ہم ان انبیاء میں سے کسی میں تفریق نہیں کرتے اور ہم تو اسی (ایک اللہ) کے فرمانبردار ہیں۔“

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک یہودی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس کے منہ پر کسی نے طمانچہ مارا تھا۔ اس نے کہا، اے محمد (ﷺ)! آپ کے انصاری صحابہ میں سے ایک شخص نے مجھے طمانچہ مارا ہے۔ نبی کریم ﷺ فرمایا، انہیں بلاؤ۔ لوگوں نے انہیں بلایا، پھر آپ ﷺ نے ان سے پوچھا: تم نے اسے طمانچہ کیوں مارا ہے؟ اس نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول (ﷺ)! میں یہودیوں کی طرف سے گزرا تو میں نے سنا کہ یہ کہہ رہا تھا، اس ذات کی قسم! جس نے موسیٰ علیہ السلام کو تمام انسانوں پر فضیلت دی، میں نے کہا اور محمد ﷺ پر بھی۔ مجھے اس کی بات پر غصہ آ گیا اور میں نے اسے طمانچہ مار دیا۔ نبی کریم ﷺ نے اس موقع پر فرمایا:

” لا تخيروني من بين الأنبياء“

یعنی: مجھے انبیاء پر فضیلت نہ دیا کرو۔ قیامت کے دن تمام لوگ بے ہوش کر دیئے جائیں گے۔ سب

سے پہلے میں ہوش میں آؤں گا لیکن میں موسیٰ علیہ السلام کو دیکھوں گا کہ وہ عرش کا ایک پایہ پکڑے کھڑے ہوں گے۔اب مجھے نہیں معلوم کہ وہ مجھ سے پہلے ہوش میں آ گئے یا طور کی بے ہوشی کا انہیں بدلہ دیا گیا۔[1]

(1) انبیاء کی گستاخیاں

مرزائی لٹریچر میں انبیاء کرام کی گستاخیاں، ان مقدس ہستیوں کی شان اقدس کے منافی کلمات اور جملے بکثرت ہیں، جن کے کچھ نمونے ذیل میں ملاحظہ کریں۔

سیدنا آدم علیہ السلام کی گستاخی

مرزا نے ایک مقام پر سیدنا آدم کے بارے میں لکھا:

”فان آدم اتی لیخرج النفوس الی هذه الحیوة الدنیا ولیوقد بینهم بنار الاختلاف والمعادات“

یعنی: ” آدم اس لیے آئے کہ نفوس کو اس دنیا کی زندگی کی طرف بھیجے اور ان میں اختلاف وعداوت کی آگ بھڑکائے۔“[2]

اس جملے میں سیدنا آدم علیہ السلام کے لیے نازیبا کلمات استعمال کرتے ہوئے اختلافات وعداوت کی نسبت ان کی طرف کی گئی ہے۔

سیدنا یوسف علیہ السلام کی گستاخی

مرزا نے اپنے منہ اپنی شان بیان کرنے لیے انتہائی نازیبا انداز کیا اور یوسف علیہ السلام کی گستاخی کی، اس نے لکھا: ”اس امت کا یوسف یعنی یہ عاجز قید کی دعا کر کے بھی قید سے بچا لیا گیا۔مگر یوسف بن یعقوب قید میں ڈالا گیا اور اس امت کے یوسف کی بریت کیلئے پچیس برس پہلے ہی خدا نے آپ گواہی دے دی۔مگر یوسف بن یعقوب اپنی بریت کیلئے انسانی گواہی کا محتاج ہوا۔“[3]

---

[1] صحیح بخاری : 4638

[2] روحانی خزائن 16 / 308

[3] روحانی خزائن : 21/ 99

معاذ اللہ بزعم خویش خود کو یوسف کہنے والا سراسر لعنتوں کا مستحق تھا کہاں یوسف علیہ السلام اور کہاں یہ دجالِ زمانہ جو اپنی شان بڑھانے کے لیے دجل کی اس حد کو پہنچا ہے کہ سیدنا یوسف علیہ السلام سے اپنا مقابلہ کرتے ہوئے خود کو ان پر فوقیت دے رہا ہے۔ الامان والحفیظ، مسلمانوں کے عقائد کے مطابق غیرِ نبی کو اس طرح نبی پر فوقیت دینا کفر ہے۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی گستاخی

لکھتا ہے: ''مسیح تو صرف ایک معمولی سا نبی تھا ہاں وہ بھی کروڑ ہا مقربوں میں سے ایک تھا، مگر اس عام گروہ میں سے ایک تھا اور معمولی تھا اس سے زیادہ نہ تھا۔ [1]

ایک پادری کو اس کی باتوں کا جواب دیتے ہوئے کچھ یہ انداز اختیار کیا: ''مسیح کا چال چلن آپ کے نزدیک کیا تھا، ایک کھاؤ پیو، شرابی، نہ زاہد، نہ عابد نہ حق کا پرستار، متکبر، خود بین، خدائی کا دعویٰ کرنے والا۔ [2]

مرزا نے لکھا: ''اور میں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ مسیح ابن مریم آخری خلیفہ موسیٰ علیہ السلام کا ہے اور میں آخری خلیفہ اس نبی کا ہوں جو خیر الرسل ہے۔ اس لیے خدا نے چاہا کہ مجھے اس کم نہ رکھے۔ میں خوب جانتا ہوں کہ یہ الفاظ میرے ان لوگوں کو گوارا نہ ہونگے، جن کے دلوں میں حضرت مسیح کی بہت پرستش کی حد تک پہنچ گئی ہے مگر میں ان کی پرواہ نہیں کرتا۔'' [3]

اب ہم ایک طویل اقتباس پیش کرتے ہیں، جو سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی گستاخیوں سے بھرا ہوا ہے:

''یسوع کی تمام پیشگوئیوں میں سے جو عیسائیوں کا مردہ خدا ہے۔ اگر ایک پیشگوئی بھی اس پیشگوئی کے ہم پلہ اور ہم وزن ثابت ہو جائے تو ہم ہر ایک تاوان دینے کو تیار ہیں۔ اس درماندہ انسان کی پیشگوئیاں کیا تھیں۔ صرف یہی کہ زلزلہ آئیں گے قحط پڑیں گے لڑائیاں ہوں گی پس ان دلوں پر خدا کی لعنت جنھوں نے ایسی ایسی پیشگوئیاں اس کی خدائی پر دلیل ٹھہرائیں اور ایک مردہ کو اپنا خدا بنالیا۔ کیا ہمیشہ زلزلے نہیں آتے کیا ہمیشہ قحط نہیں پڑتے۔ کیا کہیں نہ کہیں لڑائی کا سلسلہ شروع نہیں

---

[1] روحانی خزائن : 308/8

[2] روحانی خزائن : 9 / 387

[3] روحانی خزائن : 22/ 154

رہتا۔ پس اس نادان اسرائیلی نے ان معمولی باتوں کا پیشگوئی کیوں نام رکھا۔ محض یہودیوں کے تنگ کرنے سے اور جب معجزہ مانگا گیا تو یسوع صاحب فرماتے ہیں کہ حرامکار اور بدکار لوگ مجھ سے معجزہ مانگتے ہیں۔ ان کو کوئی معجزہ دکھایا نہیں جائے گا۔ دیکھو یسوع کو کیسی سوجھی اور کیسی پیش بندی کی۔ اب کوئی حرام کار اور بدکار بنے تو اس سے معجزہ مانگے۔ یہ تو وہی بات ہوئی کہ جیسا کہ ایک شریر مکار نے جس میں سراسر یسوع کی روح تھی لوگوں میں یہ مشہور کیا کہ میں ایک ایسا درد بتلا سکتا ہوں جس کے پڑھنے سے پہلی ہی رات میں خدا نظر آ جائیگا۔ بشرطیکہ پڑھنے والا حرام کی اولاد نہ ہو۔ اب بھلا کون حرام کی اولاد بنے اور کہے کہ مجھے وظیفہ پڑھنے سے خدا نظر نہیں آیا۔ آخر ہر ایک وظیفچی کو یہی کہنا پڑتا تھا۔ کہ ہاں صاحب نظر آ گیا۔ یسوع کی بندشوں اور تدبیروں پر قربان ہی جائیں اپنا پیچھا چھڑانے کے لئے کیسا داؤ کھیلا یہی آپ کا طریق تھا کہ ایک مرتبہ کسی یہودی نے آپ کی قوت شجاعت آزمانے کے لئے سوال کیا کہ اے استاد قیصر کو خراج دینا روا ہے یا نہیں آپ کو یہ سوال سنتے ہی اپنی جان کی فکر پڑ گئی کہ کہیں باغی کہلا کر پکڑا نہ جاؤں۔ سو جیسا کہ معجزہ مانگنے والوں کو ایک لطیفہ سنا کر معجزہ مانگنے سے روک دیا تھا۔ اس جگہ بھی وہی کارروائی کی اور کہا کہ قیصر کا قیصر کو دو اور خدا کا خدا کو۔ حالانکہ حضرت کا اپنا عقیدہ یہ تھا۔ کہ یہودیوں کے لئے یہودی بادشاہ چاہئیے نہ کہ مجوسی۔ اسی بناء پر ہتھیار بھی خریدے شہزادہ بھی کہلایا مگر تقدیر نے یاوری نہ کی۔

متی کی انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی عقل بہت موٹی تھی۔ آپ جاہل عورتوں اور عوام الناس کی طرح مرگی کو بیماری نہیں سمجھتے تھے بلکہ جن کا آسیب خیال کرتے تھے۔

ہاں آپ کو گالیاں دینی اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی۔ ادنیٰ ادنیٰ بات میں غصہ آ جاتا تھا۔ اپنے نفس کو جذبات سے روک نہیں سکتے تھے۔ مگر میرے نزدیک آپ کی یہ حرکات جائے افسوس نہیں کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے۔

یہ بھی یاد رہے کہ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی جن جن پیشگوئیوں کا اپنی ذات کی نسبت توریت میں پایا جانا آپ نے فرمایا ہے۔ ان کتابوں میں ان کا نام و نشان نہیں پایا جاتا بلکہ وہ اوروں

کے حق میں تھیں جو آپ کے تولد سے پہلے پوری ہوگئیں اورنہایت شرم کی بات ہے کہ آپ نے پہاڑی تعلیم کو جو انجیل کا مغز کہلاتی ہے یہودیوں کی کتاب طالمود سے چرا کر لکھا ہے۔اور پھر ایسا ظاہر کیاہے کہ گویا یہ میری تعلیم ہے لیکن جب سے چوری پکڑی گئی۔عیسائی بہت شرمندہ ہیں۔آپ نے یہ حرکت شاید اس لئے کی ہوگی کسی عمدہ تعلیم کا نمونہ دکھا کر رسوخ حاصل کریں۔لیکن آپ کی اس بیجا حرکت سے عیسائیوں کی سخت روسیاہی ہوئی اور پھر افسوس یہ ہے کہ وہ تعلیم بھی کچھ عمدہ نہیں عقل اور کانشنس دونوں اس تعلیم کے منہ پر طمانچے مار رہے ہیں۔آپ کا ایک یہودی استاد تھا جس سے آپ نے توریت کو سبقاً سبقاً پڑھا تھا۔معلوم ہوتا ہے کہ یا تو قدرت نے آپ کو زیرکی سے کچھ بہت حصہ نہیں دیا تھا اور یا اس استاد کی یہ شرارت ہے کہ اس نے آپ کو محض سادہ لوح رکھا۔بہرحال آپ علمی اور عملی قویٰ میں بہت کچے تھے۔اسی وجہ سے آپ ایک مرتبہ شیطان کے پیچھے پیچھے چلے گئے۔

ایک فاضل پادری صاحب فرماتے ہیں کہ آپ کو اپنی تمام زندگی میں تین مرتبہ شیطانی الہام بھی ہوا تھا چنانچہ ایک مرتبہ آپ اسی الہام سے خدا سے منکر ہونے کے لئے بھی تیار ہو گئے تھے۔

آپ کی انھیں حرکات سے آپ کے حقیقی بھائی آپ سے سخت ناراض رہتے تھے اوران کو یقین تھا کہ آپ کے دماغ میں ضرور کچھ خلل ہے اور وہ ہمیشہ چاہتے رہے کہ کسی شفاخانہ میں آپ کا باقاعدہ علاج ہو شاید خدا تعالی شفا بخشے۔

عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھتے ہیں۔مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔اوراس دن سے کہ آپ نے معجزہ مانگنے والوں کو گندی گالیاں دیں اوران کو حرام کار اور حرام کی اولاد ٹھہرایا۔اسی روز سے شریفوں نے آپ سے کنارہ کیا اور نہ چاہا کہ معجزہ مانگ کر حرامکار اور حرام کی اولاد بنیں آپ کا یہ کہنا کہ میرے پیروزہر کھائیں گے اوران کو کچھ اثر نہیں ہوگا۔یہ بالکل جھوٹ نکلا کیونکہ آجکل زہر کے ذریعہ سے یورپ میں بہت خودکشی ہورہی ہے۔ہزار ہا مرتے ہیں۔ایک پادری گو کیسا ہی موٹا ہو۔تین رتی اسٹرکنیا کھانے سے دو گھنٹے تک با آسانی مرسکتا ہے۔پھر یہ معجزہ کہاں گیا۔ایسا ہی آپ فرماتے ہیں کہ میرے پیرو پہاڑ کو کہیں گے کہ یہاں سے اٹھ اور وہ اٹھ جائے

گا یہ کس قدر جھوٹ ہے بھلا ایک پادری صرف بات سے ایک الٹی جوتی کو سیدھا کر کے تو دکھائے۔
ممکن ہے کہ آپ نے معمولی تدبیر کے ساتھ کسی شب کور وغیرہ کو اچھا کیا ہو۔ یا کسی اور ایسی بیماری کا علاج کیا ہو۔ مگر آپ کی بدقسمتی سے اسی زمانہ میں ایک تالاب بھی موجود تھا جس سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے۔ خیال ہو سکتا ہے کہ اس تالاب کی مٹی آپ بھی استعمال کرتے ہونگے اسی تالاب سے آپ کے معجزات کی پوری پوری حقیقت کھلتی ہے اور اسی تالاب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اگر آپ سے کوئی معجزہ بھی ظاہر ہوا ہو تو وہ معجزہ آپ کا نہیں بلکہ اس تالاب کا معجزہ ہے۔ اور آپ کے ہاتھ میں سوا مکر اور فریب کے اور کچھ نہیں تھا۔ پھر افسوس کہ نالائق عیسائی ایسے شخص کو خدا بنا رہے ہیں۔
آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا مگر شاید یہ بھی خدائی کے لئے ایک شرط ہوگی۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیز گار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقعہ نہیں دے سکتا۔ کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگا دے اور زنا کاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔‘‘[1]

مزید آگے چل کر لکھا:

’’اور پادری اس بات کے قائل ہیں کہ یسوع وہ شخص تھا جس نے خدائی کا دعویٰ کیا اور حضرت موسیٰ کا نام ڈاکو اور بٹمار رکھا۔ اور آنے والے مقدس نبی کے وجود سے انکار کیا اور کہا کہ میرے بعد سب جھوٹے نبی آئیں گے۔ پس ہم ایسے ناپاک خیال اور متکبر اور راستبازوں کے دشمن کو ایک بھلا مانس آدمی بھی قرار نہیں دے سکتے۔ چہ جائیکہ اس کو نبی قرار دیں۔‘‘[2]

ان عبارات میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے لیے جو زبان استعمال کی گئی ہے انتہائی شرمناک اور غلیظ زبان ہے۔ کوئی مسلمان کسی نبی کے بارے میں ایسی زبان استعمال کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا اسی لیے مرزا اور

---

[1] روحانی خزائن : 288/11 تا 292

[2] روحانی خزائن : 11/ 293

مرزائیت کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ مرزا کی ان عبارات میں واضح طور پر یہ گستاخیاں نظر آ رہی ہیں۔

❁ عیسیٰ علیہ السلام کی کوئی پیش گوئی مرزا کی پیشگوئیوں کے درجے کی نہیں۔
❁ نادان اسرائیلی کہا گیا۔
❁ معجزہ کے مطالبے پر عیسیٰ علیہ السلام نے ایسی گالی پر مبنی بات کردی کہ کوئی معجزے کا مطالبہ ہی نہ کرے۔
❁ عیسیٰ علیہ السلام نے اپنا پیچھا چھڑانے کے لیے داؤ کھیلا۔
❁ عقل بہت موٹی تھی۔
❁ گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی۔
❁ ادنیٰ ادنیٰ بات میں غصہ آجاتا تھا۔
❁ جھوٹ کی نسبت کی گئی۔
❁ انجیل یہودیوں کی کتاب طالمود سے چرا کر لکھی۔
❁ علمی اور عملی قویٰ میں بہت کچے تھے
❁ ایک مرتبہ شیطان کے پیچھے چلے گئے
❁ تین مرتبہ شیطانی الہام ہوا۔
❁ آپ کا کوئی معجزہ برحق نہیں۔
❁ کسی نابینا کو بینا کرنا بھی عیسی علیہ السلام کا معجزہ نہیں اس دور کے تالاب کی مٹی کا کارنامہ تھا۔
❁ خاندان کے بارے میں ناپاک زبان کا استعمال کرتے ہوئے نانیوں اور دادیوں تک کو نہ چھوڑا۔
❁ عیسیٰ علیہ السلام کی شخصیت پلید الزام بھی لگایا۔
❁ ناپاک خیال، متکبر، راستبازوں کا دشمن لکھا۔

یہ ساری کی ساری کفریات ہیں کسی نبی کے بارے میں بھی کوئی شخص اس طرح کا کلام کرے تو مسلمان نہیں رہتا۔

(2) معجزات کا انکار

عقیدہ رسالت کا ایک جزء یہ بھی ہے کہ ان انبیاء کرام علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ نے دعوت میں مدد کے لیے

مختلف معجزات سے نوازا، بحیثیت مسلمان ہم ان تمام معجزات کا اقرار کرتے ہیں خلافِ عقل یا خلافِ سائنس ہونے کے باعث ان کا انکار نہیں کرتے لیکن مرزا اس معاملے میں بھی ایسی جرأت کی ہے اور عیسی علیہ السلام کے معجزوں کا انکار کیا ہے، چنانچہ ایک جگہ عیسیٰ علیہ السلام کے ایک معجزہ پرندوں کو زندہ کرنا کے بارے میں لکھتا ہے:

''اب جاننا چاہیے کہ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح کا معجزہ حضرت سلیمان کے معجزے کی طرح صرف عقلی تھا۔''①

اگرچہ ہم قرآن کریم کی تعلیم کی رو سے یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ حمل محض خدا کی قدرت سے تھا تا خدا تعالیٰ یہودیوں کو قیامت کا نشان دے اور جس حالت میں برسات کے دنوں میں ہزار ہا کیڑے مکوڑے خود بخود پیدا ہو جاتے ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام بھی بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے اور پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اس پیدائش سے کوئی بزرگی ان کی ثابت نہیں ہوتی بلکہ بغیر باپ کے پیدا ہونا بعض قویٰ سے محروم ہونے پر دلالت کرتا ہے۔②

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے معجزوں کا انکار کرتے ہوئے لکھا: ''عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھتے ہیں۔ مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔ اور اس دن سے کہ آپ نے معجزہ مانگنے والوں کو گندی گالیاں دیں اور ان کو حرام کار اور حرام کی اولاد ٹھہرایا۔ اسی روز سے شریفوں نے آپ سے کنارہ کیا اور نہ چاہا کہ معجزہ مانگ کر حرامکار اور حرام کی اولاد بنیں''③

واضح رہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے معجزوں کے معتقد صرف عیسائی ہی نہیں بلکہ قرآن کریم نے بھی ان کے معجزوں کا متعدد بار تذکرہ کیا ہے۔ مثلاً

---

① روحانی خزائن : 3/ 254

② روحانی خزائن : 20/ 356

③ روحانی خزائن : 22/ 291

❁ بغیر باپ کے پیدا ہونا[1]

❁ بچپن میں کلام کرنا[2]

❁ آسمان سے دستر خوان کا نزول[3]

❁ باذن اللہ مٹی سے پرندے کی تخلیق[4]

❁ باذن اللہ کوڑھ کے مریض کی شفایابی[5]

❁ باذن اللہ پیدائشی نابینا کی شفایابی[6]

❁ باذن اللہ مردے کو زندہ کرنا[7]

بحیثیتِ مسلمان ہم ان تمام معجزات پر ایمان لاتے ہیں اور من وعن تسلیم کرتے ہیں ذرہ برابر اس کے انکار کی کوئی گنجائش نہیں رکھتے۔

③ نبوت کا دجالی دعویٰ

اسلامی عقائد کا اہم ترین حصہ یہ ہے کہ نبوت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم ہوگئی اور وہ خاتم النبیین ہیں، لہٰذا اب ایسا دعویٰ جھوٹا ہوگا اور کفر کو مستلزم ہوگا۔ جس کا ارتکاب کرتے ہوئے مرزا نے خود کو نبی قرار دیا چنانچہ اس نے لکھا: ''میں ظلی طور پر محمد ہوں۔''[8]

ایک جگہ لکھتا ہے: ''جب کہ میں بروزی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات

---

① مریم : 27

② مریم : 29 تا 33

③ المائد : 112 تا 115

④ آل عمران : 49

⑤ آل عمران : 49

⑥ آل عمران : 49

⑦ آل عمران : 49

⑧ روحانی خزائن : 18/ 272

محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں۔''①

مرزاایک جگہ لکھتا ہے:

منم مسیح زماں، منم کلیم خدا
منم محمد واحمد کہ مجتبیٰ باشد ②

مرزا نے ایک جگہ لکھا: ''میں رسول اور نبی ہوں یعنی باعتبار ظلیت کاملہ کے ایک وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے۔''③

یہ ہیں وہ عبارات میں جن میں مرزا نبوت کا دعوی کررہا ہے، جو کہ کفر ہے۔اس حوالے سے اسی شمارے کے دیگر مضامین میں تفصیلی بات کی گئی ہے۔

④مرزائی لٹریچر میں کرشن نبی

مرزا نے لکھا: ''مجھے اور نام بھی دیئے گئے ہیں اور ہر ایک نبی کا مجھے نام دیا گیا ہے چنانچہ جو ملک ہند میں کرشن نام ایک نبی گزرا ہے جس کو رڈر گوپال بھی کہتے ہیں (یعنی فنا کرنیوالا اور پرورش کرنے والا) اس کا نام بھی مجھے دیا گیا ہے، پس جیسا کہ آریہ قوم کے لوگ کرشن کے ظہور کا ان دنوں میں انتظار کرتے ہیں وہ کرشن میں ہی ہوں اور یہ دعویٰ صرف میری طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے بار بار میرے پر ظاہر کیا ہے کہ جو کرشن آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والا تھا وہ تو ہی ہے آریوں کا بادشاہ۔''④

مذکورہ تفصیل کی روشنی میں واضح ہوا کہ مرزائی عقائد میں بہت سے اعتقادات ہیں جو مسلمانوں کے عقیدہ رسالت سے متصادم ہیں۔

❁ مرزائی لٹریچر انبیاء کرام کی تنقیص سے بھرا ہوا ہے جو کفر کو مستلزم ہے۔

① روحانی خزائن : 18/ 212
② روحانی خزائن 15 / 134
③ روحانی خزائن : 18 / 381
④ روحانی خزائن : 22 / 522

❁ مرزائی لٹریچر انبیاء کرام کے معجزات کے انکار سے بھرا ہوا ہے، جو کہ کفر ہے۔

❁ مرزائی لٹریچر میں انبیاء کرام کی صفات و معجزات کو توڑ مروڑ کر مرزا کاذب کے لیے ثابت کیا گیا ہے۔

مختلف اوقات میں مختلف انبیاء کے نام سے خود کو موسوم کرتے ہوئے خود مسیح، محمد، احمد سے متصف کرنا یقیناً ان انبیاء کی گستاخی ہے اور ان تمام نصوص کا انکار ہے جو ان انبیاء کا ایک خاص تشخص بیان کرتے ہیں۔

ایمان بالکتب اور مرزائی لٹریچر

ایمانیات میں سے کتب سابقہ اور قرآن کریم پر مکمل ایمان لانا ایک مومن و مسلمان کے لیے انتہائی ضروری ہے، اسلامی عقائد کی روشنی میں ایمان بالکتب سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی ہدایت کے لیے رسولوں پر مختلف کتابوں کو اور صحیفوں کو نازل فرمایا تا کہ ان کے ذریعے وہ دنیا و آخرت کی سعادت سے بہرہ ور ہوسکیں۔ ان کتابوں کے بارے میں مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ یہ کتابیں من جانب اللہ ہیں، جو قوموں کی ہدایت و رہنمائی کے لیے نازل ہوئیں، ایسا ممکن ہے کہ مختلف انبیاء پر مختلف صحیفے یا کتابیں نازل ہوئی ہوں اور ان کا مکمل و مصرح تذکرہ شریعت اسلامیہ میں موجود نہ ہو لیکن اجمالی طور پر ہمیں یہ عقیدہ دے دیا گیا ہے کہ ایسی کتب نازل ہوئی تھیں، نیز ایسی کتابیں بھی ہیں کہ جن کتابوں اور انبیاء کے نام اور جن پر ان کا نزول ہوا بالصراحت موجود ہے، ہم انہیں بھی من وعن تسلیم کرتے ہیں مثلاً سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر تورات، سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل، سیدنا داؤد علیہ السلام پر زبور اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر نازل ہونے والے مختلف صحیفوں کا بھی تذکرہ موجود ہے۔ اور نبی کریم ﷺ پر نازل ہونے والی وحی پر ایمان بھی ایمان بالکتب کا حصہ ہے جن کے حوالوں کے لیے قرآن کی درج ذیل محولہ آیات کا مطالعہ کیا جائے:

(البقرۃ: 1 تا 4، 91، 136، 176، 185، 213، 231، 285، آل عمران: 3، 7، 84، النساء: 136، 163، 164، 166، المائدہ: 44، 46، 48، الانعام: 114، 154، 155، الاعراف: 2، 157، النحل: 44، الفرقان: 1، الشعراء: 191 تا 194، الزمر: 23، محمد: 2، الکہف: 1، طہ: 1-2، الحدید: 25، الاعلیٰ: 18-19)

یہ حوالہ جات مشت از خروارے کے طور پر ہیں، ورنہ اس حوالے سے قرآن کریم میں موجود آیات کہیں زیادہ ہیں۔

قرآن کریم میں بعض کتابوں کے بارے میں یہ بھی بیان کردیا گیا ہے کہ ان کتابوں میں تحریف ہوئی اوران کے معانی ومفاہیم بدل دیئے گئے اوراصل احکام جومن جانب اللہ تھے انہیں پس پشت ڈال دیا گیا اس مسئلے کے فہم کے لیے بخوف طوالت صرف حوالہ جات کی طرف رہنمائی کی جارہی ہے،(البقرۃ:75 تا79 ،101،146،174، آل عمران:78،النساء:44 تا47، المائدۃ:12،13،41،66،الانعام:91)
ایمان بالکتب کے تعلق سے ابن ابی العزرحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”وأما الإيمان بالكتب المنزلة على المرسلين، فنؤمن بما سمى الله تعالى منها في كتابه، من التوراة والإنجيل والزبور، ونؤمن بأن لله تعالى سوى ذلك كتباً أنزلها على أنبيائه، لا يعرف أسماءها وعددها إلا الله تعالى“ [1]

یعنی:”رسولوں پر نازل شدہ کتابوں پر ایمان کا معاملہ ہےتو ہم ان تمام کتابوں پر ایمان لاتے ہیں جن اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن کریم میں تذکرہ فرمایا ہے، جیسے تورات،انجیل،زبوراوراس کے علاوہ دیگر انبیاء پر نازل ہونے والی کتابوں پر بھی ایمان لاتے ہیں جن کے نام اورتعداد اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔“

واضح رہے کہ ایمان بالکتب معاشرتی طور پر کسی طورفائدے سے خالی نہیں بلکہ اس کے کئی ایک فائدے ہیں،جیسا کہ ان کتابوں کا نزول اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عنایت اورشفقت والا کام ہےلہٰذا مسلمان اس پراپنے رب کے شکرگزار ہیں۔اللہ تعالیٰ نے ان کتابوں کے ذریعے اور بالآخر قرآن کریم کے ذریعے مکمل ضابطہ حیات فراہم کیااور بہترین اصول دیئے جن کی روشنی میں صحیح اصولوں پر زندگی کو بسر کیا جانا ممکن ہے۔ مختلف قوموں کے لیے ان کے لیے نازل شدہ کتابوں میں احکام نازل کرکے اور بالآخر قرآن کریم کے ذریعے تمام قوموں کے لیے تا قیامت کے احکام بیان کرنا اللہ تعالیٰ کی حکمتوں میں سے ہے۔مزید یہ کہ ان کتابوں پرایمان کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے علم،اللہ کے کلام وصفات کمایلیق بجلالہ جیسے اہم ایمانیات کا علم حاصل ہوتا ہے۔ اس لیے ان کتابوں پر ایمان لانا اورمکمل پیروی کرنا ہرقوم کے لیے ضروری تھا اوراب

[1] شرح عقید الطحاویة

مسلمانوں کے لیے گذشتہ ساری کتابوں پر ایمان اور قرآن کریم پر مکمل عمل پیرا ہونا ضروری ہے۔ مرزائی لٹریچر میں موجود ایمان بالکتب کے منافی امور جا بجا ملتے ہیں۔ جن میں سے چند ایک کا یہاں تذکرہ کیا جا رہا ہے۔

① آسمانی کتابوں کی تنقیص

مرزائی لٹریچر میں گذشتہ آسمانی کتابوں کے بارے میں نازیبا کلمات موجود ہیں جو یقیناً ان کتب کی گستاخی یا انکار کو متضمن ہیں، جس سے کفر لازم آتا ہے۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہونے والی کتاب انجیل پر مسلمان ایمان لاتے ہیں لیکن چونکہ قرآن کریم نے اس کے محرف ہونے کی خبر دی نیز مشاہدہ میں بھی یہ چیز موجود ہے، لیکن اس کے باوجود مسلمان کسی صورت کتب سابقہ میں سے کسی کتاب کے لیے تنقیص پر مبنی کلمات نہیں کہتا اور نہ ہی اسلام اس کی اجازت دیتا ہے۔ البتہ مرزا کی کتابوں میں جگہ جگہ ایسی عبارات موجود ہیں جن میں ان کتب کے لیے نازیبا زبان استعمال کی گئی ہے بلکہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل کو چرانے کا الزام لگاتے ہوئے لکھتا ہے:

''نہایت شرم کی بات ہے کہ آپ نے پہاڑی تعلیم کو جو انجیل کا مغز کہلاتی ہے یہودیوں کی کتاب طالمود سے چرا کر لکھا ہے۔'' (معاذ اللہ) [1]

② قرآن کریم کے اسالیب کی نقالی

اس بدبخت کے زبان و قلم سے قرآن بھی محفوظ نہ رہا اور قرآن کریم کو بھی تختہ مشق بناتے ہوئے الفاظ و اسالیب کی خوب خوب نقالی کرتے ہوئے اسے اپنا الہام بنا ڈالا، جبکہ قرآن معجز کی نقالی بھی کوئی کرے تو کیسے کرے یہ کلام الٰہی ہے، جو بھی اس کی کوشش کرے گا راندہ ہو جائے گا۔ مرزا نے بکثرت قرآن کریم کے الفاظ کو اپنے اوپر اللہ کی طرف سے ہونے والا الہام بنا کر پیش کیا ہے، مرزا لکھتا ہے:

''اب ہم وہ الہامات بطور نمونہ ذیل میں لکھتے ہیں اور وہ یہ ہیں:

''یا احمد بارک اللہ فیک، مارمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ، الرحمن علم القرآن، لتنذر قوما ما انذر اٰباءھم ولتستبین سبیل المجرمین قل انی امرت و

---

[1] روحانی خزائن: 11/ 290

انا اول المؤمنین ، قل جاء الحق و زھق الباطل ، ان الباطل کان زھوقا کل برکۃ من محمد صلی اللہ علیہ وسلم فتبارک من علم و تعلم وقالوا ان ھذا الا اختلاق ، قل اللہ ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون قل ان افتریتہ فعلی اجرام شدید ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا ھوالذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ لامبدل کلماتہ یقولون انی لک ھذا ان ھذا الا قول البشر و اعانہ علیہ قوم اٰخرون افتأتون السحر و انتم تبصرون ھیھات لما توعدون ‘‘[1]

یہ ڈیڑھ صفحہ ہم نے اس کی کتاب سے نقل کیا ہے اور اس میں تمام خط کشیدہ کلمات قرآن کریم کے ہیں اور بعض میں کچھ لفظی تبدیلی بھی ہے، اور پھر ان سب کے معانی کرنے میں تو مرزا ویسے ہی آزاد تھا اس لیے ان کے معانی بھی اس نے اپنے من چاہے کر دیے۔ بہرحال بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے، جس عربی کی فصاحت پر اسے ناز تھا، وہ تو ساری کی ساری قرآنی عربی ہے۔

(3) قرآنی آیات میں لفظی تحریف

اس کی ایک مثال یہاں پیش کی جاتی ہے قرآن کریم کی صحیح آیت یہ ہے:

﴿أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ قُلْ إِنِ افْتَرَيْتُهُ فَعَلَيَّ إِجْرَامِي وَأَنَا بَرِيءٌ مِمَّا تُجْرِمُونَ﴾ (ھود:35)

ترجمہ: (اے نبی)! کیا کافر یہ کہتے ہیں کہ: اس نے یہ (قرآن) خود ہی گھڑ لیا ہے آپ ان سے کہئے کہ: ’’اگر میں نے گھڑا ہے تو میرا گناہ میرے ذمہ ہے اور جو تم جرم کر رہے ہو میں ان سے بریُ الذمہ ہوں۔‘‘

اسی آیت کے ایک حصے کو مرزا نے اپنا الہام بنا کر پیش کیا تو کچھ یوں پیش کیا:

’’قُلْ إِنِ افْتَرَيْتُهُ فَعَلَيَّ إِجْرَام شديد‘‘[2]

[1] روحانی خزائن : 73/22 ، 74

[2] روحانی خزائن : 22/ 73

اپنے اس الہام کا مرزا نے ترجمہ کیا: ''ان کو کہہ اگر یہ کلمات افترا ہے اور خدا کا کلام نہیں تو پھر میں سخت سزا کے لائق ہوں۔''

دوسری مثال: قرآن کریم کی اصل آیت یوں ہے:

﴿وَبِالْحَقِّ أَنْزَلْنَاهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا﴾ (الاسراء: 105)

اور مرزائی الہامی مشین نے اس آیت کے ساتھ کچھ کلمات گھڑے، پھر اس آیت کے آخری کلمات کو حذف کر کے جو کلمات وہاں جوڑے وہ قرآن کریم ہی کی دوسری آیات کے ہیں، لیکن مرزائی مشین کی پوری آیت بن گئی۔ ملاحظہ کیجئے:

﴿انا انزلنه قريبا من القاديان وَبِالْحَقِّ أَنْزَلْنَاهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ صدق الله و رسوله و كان امر الله مفعولا﴾[1]

گویا کہ قرآن کریم کے چار مختلف مقامات سے کلمات علیحدہ کر کے ایک جملہ بنایا جسے اس نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنا الہام قرار دیا اس انداز میں قرآن کریم کا استہزاء سمیت اس کی صریح تحریف کا پہلو موجود ہے جو توبہ نہ کرنے کی صورت میں کفریہ عمل ہے اور حیران کن بات یہ ہے کہ وہ شخص جو مسیح کی انجیل کو طالمود سے چرائی ہوئی قرار دے اور سخت کلمات استعمال کرے اس کی اپنی حالت یہ ہے کہ ایک نازل شدہ کلام کو محض ذرا سی لفظی تبدیلی کے ساتھ اپنے اوپر منطبق کر لے۔ اس دجل سے اللہ کی پناہ۔

4 قرآن مجید میں معنوی تحریف

مرزائی الہامی مشین نے جا بجا قرآن کریم کے معانی و مفاہیم اپنی عقل و قیاس کے ساتھ پیش کر کے اپنے باطل موقفات کو ترویج دی، جیسا کہ عقیدہ حیات مسیح، عقیدہ ختم نبوت سے متعلقہ آیات کے حوالے سے اس کی روش معلوم ہے اور اس رسالے کے دیگر مضامین میں وہ زیر بحث آ چکے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی اس نے کئی آیات کو توڑ مروڑ کر اپنا الہام بنا کر پیش کیا ہے نیز بہت سی آیات میں قرآنی آیات کے معانی میں بھی تحریف کی ہے۔ مثلاً

[1] روحانی خزائن: 1/ 593

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے معجزہ کا انکار کرتے ہوئے اس کا معنیٰ یہ بیان کیا: ''ان آیات کے روحانی طور پر معنی بھی کر سکتے ہیں کہ مٹی کی چڑیوں سے مراد وہ اُمی اور نادان لوگ ہیں جن کو حضرت عیسیٰ نے اپنا رفیق بنایا اپنی صحبت میں لے کر پرندوں کی صورت کا خاکہ کھینچا پھر ہدایت کی روح ان میں پھونک دی جس وہ وہ پرواز کرنے لگے۔ [1]

سیدنا آدم علیہ السلام کو فرشتوں نے سجدہ کیا جس کا ذکر سورہ بقرہ اور دیگر قرآنی سورتوں میں مذکور ہے۔ لیکن موصوف نے یہاں بھی اپنے عقلی گھوڑے دوڑاتے ہوئے کچھ یہ کارنامہ سرانجام دیا: ''جاننا چاہیے کہ یہ سجدہ کا حکم اس وقت سے متعلق نہیں ہے کہ جب حضرت آدم پیدا کئے گئے بلکہ یہ علیحدہ ملائک کو حکم کیا گیا کہ جب کوئی انسان اپنے حقیقی انسانیت کے رتبہ تک پہنچے اور اعتدال انسانی اس کو حاصل ہو جائے اور خدا تعالیٰ کی روح اس میں سکونت اختیار کرے تو تم اس کامل کے آگے سجدہ میں گرا کرو یعنی آسمانی انوار کے ساتھ اس پر اترو اور اس پر صلوۃ بھیجو۔ [2]

مرزا نے لکھا: ''اراداللہ ان یبعثک مقاما محمودا'' [3]

مرزائی الہامی ترجمہ: ''خدا نے ارادہ کیا ہے جو تجھے وہ مقام بخشے جس میں تو تعریف کیا جائے گا۔''

گستاخ کی مجال دیکھئے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس میں مذکور آیات کو کس طرح سے توڑ مروڑ کر اپنے لیے پیش کر رہا ہے۔

سورۃ القدر میں لیلۃ القدر کی رات کو ہزار مہینوں کی رات سے افضل بیان کیا گیا ہے، جو کم و بیش اسی (80) برس کی عمر بنتی ہے۔ مرزا نے لیلۃ القدر کے اصل مفہوم کو بدل کر جو مفہوم بیان کیا ہے، ملاحظہ فرمائیں:

''یعنی اس لیلۃ القدر کے نور کو دیکھنے والا اور وقت کے مصلح کی صحبت سے شرف حاصل کرنے والا اس اسی (**80**) برس کے بوڑھے سے اچھا ہے جس نے اس نورانی وقت کو نہیں پایا اور اگر ایک ساعت بھی

---

[1] روحانی خزائن : 3/ 255

[2] روحانی خزائن : 3 / 76

[3] روحانی خزائن : 11/ 105

اس وقت کو پالیا ہے تو یہ ایک ساعت اس ہزار مہینے سے بہتر ہے۔ جو پہلے گزر چکے۔ کیوں کر بہتر ہے؟ اس لیے کہ اس لیلۃ القدر میں خدا تعالیٰ کے فرشتے اور روح القدس اس مصلح کے ساتھ رب جلیل کے اذن سے آسمان سے اترتے ہیں نہ عبث طور پر بلکہ اس لیے کہ مستعد دلوں پر نازل ہوں اور سلامتی کی راہیں کھولیں۔''[1]

مرزائی الہامی مشین کے ہاتھوں قرآنی مفاہیم میں تحریف کی داستان بہت لمبی ہوسکتی ہے شاید اسی خواہش کو پورا کرنے کے لیے مرزا کی خواہش بھی تھی کہ مکمل تفسیر لکھی جائے لیکن اس سے اللہ تعالیٰ نے امت کو بچالیا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آئندہ بھی اس فتنے کی ریشہ دوانیوں سے امتِ مسلمہ کو محفوظ رکھے۔ آمین

⑤ احادیث کا انکار

مرزا کے مشن، اس کی زہریلی فکر میں بڑی رکاوٹ احادیث ہیں، جن کا اس کے پاس کوئی جواب نہ تھا لہٰذا منکرین کی روش اختیار کرتے ہوئے ان احادیث کے انکار میں ہی اس نے عافیت جانی، چنانچہ اس نے لکھا:

''ہم اس کے میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ میرے اس دعویٰ کی حدیث بنیاد نہیں بلکہ قرآن اور وہ وحی ہے جو کہ میرے پر نازل ہوئی، ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میرے وحی کے معارض نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔''[2]

احادیث کے لیے ایسے سخت کلمات کے ''ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔'' اس جملے میں سراسر اللہ تعالیٰ کی وحی کا انکار ہے جو کہ کفر ہے۔ مزے کی بات یہ ہے کہ مرزا جب اپنے الہامات بیان کرتا ہے تو بسا اوقات وہ احادیث بھی الہام بنا کر پیش کرتا ہے جو من گھڑت ہیں اور اہل تحقیق نے انہیں رد کر دیا مثلاً:

لکھتا ہے: '' كنت كنزا مخفيا''

یعنی: میں ایک خزانہ پوشیدہ تھا۔''[3]

---

① روحانی خزائن : 3 / 33

② روحانی خزائن : 19 / 140

③ روحانی خزائن : 22/ 77

ایک جگہ ایک اور من گھڑت روایت کو یہ ''شرف'' ملا کہ مرزا کے الہام کا حصہ بن گئی لکھتا ہے:
''لولاک لما خلقت الافلاک'' یعنی: اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔[1]
ایک اور حدیث چوری کر کے اپنا الہام بنا کر پیش کی: ''انت مدینة العلم الخ''[2]
ایک طرف تو موصوف ردی کی طرح پھینکے اور دوسری طرف اسی پھینکے ہوئے کو الہام بنائیں، یہ فسانہ کیا کہیے!!

سمجھ میں آ تو سکتی ہے صبا کی گفتگو بھی
مگر اس کے لیے معصوم ہونا لازمی ہے

خلاصہ یہ ہے کہ موصوف کی عبارات میں ایمان بالکتب کے منافی بکثرت مواد موجود ہے، جن میں:

- گذشتہ آسمانی کتابوں کی تنقیص موجود ہے۔
- گذشتہ آسمانی کتابوں کے اسالیب کی نقالی کر کے مرزا نے اپنے الہام یا وحی کے طور پر پیش کیا ہے۔
- قرآن کریم کے اسالیب کی نقالی، آیات و الفاظ کی نقالی کو مرزائی الہام بنا کر پیش کیا گیا ہے جو
- قرآن کریم کی توہین ہے۔
- قرآن کریم کے الفاظ میں تحریف کی ہے۔
- قرآن کریم کے معنیٰ میں تحریف کی ہے۔

یہ تمام امور ایمان بالکتب کے منافی ہونے کے باعث کفر کا سبب ہیں۔

صحابہ کے بارے میں مسلمانوں کا عقیدہ اور مرزائی لٹریچر

انبیاء کے بعد سب سے پاکباز طبقہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ہے، جنہیں خیر القرون، فتنوں سے بچاؤ کا ذریعہ، جنت کی بشارتوں سے نوازا گیا ہے۔ اللہ ان سے راضی وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہیں، صحابہ کرام کی تنقیص، گستاخی کفر کا سبب بن سکتی ہے، مرزائی لٹریچر میں صحابہ کرام کی تنقیص موجود ہے۔

---

[1] روحانی خزائن : 22 / 102

[2] روحانی خزائن : 17 / 423

سیدنا ابوہریرۃ سے متعلق گستاخی

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جن کی فقاہت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ ہے اور سب سے بڑے احادیث کے راوی اور حافظ صحابی ہیں۔ چونکہ ان کی مروی روایات حیات عیسیٰ علیہ السلام کو بیان کرتی ہیں، اس لیے اس کا آسان حل انہوں نے یہی نکالا کہ منکرین حدیث، مستشرقین اور غالی احناف کا طریق اختیار کرتے ہوئے انہیں کم فہم قرار دیکر جان چھڑائی جائے پس وہ ایک عظیم صحابی کی گستاخی کر بیٹھا۔

مرزا لکھتا ہے:

''اور معلوم ہوتا ہے کہ ایک دو کم سمجھ صحابہ کو جن کی درایت عمدہ نہیں تھی عیسائیوں کے اقوال سن کر جو اردگرد رہتے تھے، پہلے کچھ یہ خیال تھا کہ عیسیٰ آسمان پر زندہ ہیں جیسا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جو غبی تھا (معاذ اللہ) اور درایت اچھی نہیں رکھتا تھا لیکن جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جن کو خدا نے علم دیا تھا یہ آیت پڑھی۔۔۔۔الخ''[1]

سیدنا حسن وحسین سے متعلق گستاخی

سیدنا حسن وحسین رضی اللہ عنہما ان عظیم صحابہ میں سے ہیں جنہیں جنت کے نوجوانوں کے سردار کہا گیا ہے: لیکن مرزا ان کی گستاخی کرتے ہوئے لکھتا ہے:

وقالوا علی الحسنین فضل نفسہ اقول نعم واللہ ربی سیظھر

اور انہوں نے کہا کہ اس شخص نے امام حسن اور حسین سے اپنے تئیں اچھا سمجھا، میں کہتا ہوں کہ ہاں اور میرا خدا عنقریب ظاہر کردے گا۔[2]

مزید لکھتا ہے:''و شتان ما بینی و بین حسینکم ۔ فانی اوید کل اٰن و أنصر واما حسین فاذکرو دشت کربلا الی ھذہ الایام تبکون فانظروا ''

مگر حسین بس تم دشت کربلا کو یاد کرلو اب تک تم روتے ہو پس سوچ لو اور مجھ میں اور تمہارے حسین میں

[1] روحانی خزائن : 19 / 127

[2] روحانی خزائن : 19/ 164

بہت فرق ہے، کیونکہ مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے۔[1]

یہاں اس بحث کو سمیٹتے ہیں، اس مضمون میں عقائد کے تعلق سے مسلمانوں اور قادیانیوں کے مابین واضح تصویر پیش کرنے کے لیے یہاں چند مرزائی عقائد کا تذکرہ کیا گیا ہے، جو ان کے کفر کے اسباب میں سے ہیں، کیونکہ ان عقائد کے حاملین قطعاً مسلمان نہیں۔ واضح رہے اس حوالے سے ان کی داستان بڑی طویل جسے اس مختصر مضمون میں سمیٹا نہیں جا سکتا، جسے کسی اور موقع کے حوالے کئے دیتے ہیں۔

والله ولی التوفیق

[1] روحانی خزائن : 19 / 165

جھوٹے مدعیان نبوت کے ظہور کے اسباب
اور مسلم معاشروں پر اس کے اثرات

شعیب اعظم مدنی [1]

ہم سب جانتے ہیں کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے پیارے نبی جناب محمد رسول اللہ ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں۔ لہٰذا آپ ﷺ کے بعد جو کوئی بھی نبوت کا دعویٰ کرے وہ سب سے بڑا جھوٹا، ظالم اور بد بخت ہے۔

نبوت کا جھوٹا دعویدار بہت بڑا ظالم ہے

اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو سب سے بڑا ظالم قرار دیا ہے جو اللہ کے بارے میں جھوٹ بولے یا پھر نبوت کا (جھوٹا) دعوی کرے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَى عَلَى اللهِ كَذِبًا أَوْ قَالَ أُوحِيَ إِلَيَّ وَلَمْ يُوحَ إِلَيْهِ شَيْءٌ وَمَنْ قَالَ سَأُنزِلُ مِثْلَ مَا أَنزَلَ اللهُ﴾ (الأنعام:93)

ترجمہ "اور اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے، یا کہے میری طرف وحی کی گئی ہے، حالانکہ اس کی طرف کوئی چیز وحی نہیں کی گئی اور جو کہے میں (بھی) ضرور اس جیسا نازل کروں گا جو اللہ نے نازل کیا۔"

---

[1] مدیر التعلیم البیان انسٹیٹیوٹ، المدینہ اسلامک ریسرچ سینٹر کراچی

امت محمدیہ پر اللہ رب العالمین کی رحمت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اللہ تعالی نے ہمارے پیارے نبی آخر الزماں پیغمبر جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبوت کا جھوٹا دعوی کرنے والوں کی خبر دے دی تھی تا کہ امت محمدیہ ان کے فتنے اور گمراہی سے بچ سکے۔ اس لئے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس طرح عقیدہ ختم نبوت کو واضح فرمایا ہے اسی طرح اس بات کی پیشن گوئی بھی فرما دی ہے کہ میرے بعد میری امت میں تیس بد بخت افراد نبوت کا جھوٹا دعوی کریں گے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''لا تقوم السَّاعة حتى يُبْعَثَ دجَّالو ن كذَّابون قريبٌ من ثلاثين، كلُّهم يزعم أنه رسول الله''[1]

ترجمہ: ''اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک تیس کے قریب جھوٹے دجال (نبوت کا جھوٹا دعوی کرنے والے) پیدا نہ ہوں، وہ سب یہ سمجھیں گے کہ وہ اللہ کے رسول ہیں (نعوذ باللہ)۔''

اور ایک حدیث میں سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''وإنه سَيَكُوْنُ فِيْ أُمَّتِيْ ثَلَاثُوْنَ كَذّابُوْنَ، كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنّه نَبِيٌّ وَ أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَ بَعْدِيْ''[2]

ترجمہ: ''میری امت میں تیس جھوٹے افراد ہوں گے ان میں سے ہر ایک کو یہ (جھوٹا) گمان ہوگا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں (آئے گا)۔''

پیارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبوت یا رسالت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ کے آخری ایام میں دس ہجری میں کچھ لوگوں نے نبوت کا جھوٹا دعوی کر دیا، جیسا کہ اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب وغیرہ۔

---

[1] بخاری و مسلم

[2] ترمذي، كتاب الفتن، باب ماجاء لا تقوم الساعة حتى يخرج كذابون.

نبی علیہ السلام کی وفات کے بعد عرب کے قبائل کے کچھ لوگوں کو اسلام سے نکلنے کا موقع مل گیا، اور وہ دو قسم کے گروہ بن گئے تھے۔

1 زکاۃ کا انکار کرنے والے 2 نبوت کا جھوٹا دعوی کرنے والے

نبوت کا جھوٹا دعوی

ایک گروہ نے نبوت کا دعوی اس لئے کیا تا کہ جس طرح لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے تابع ہو گئے اور تعظیم کی اعلیٰ مثال قائم کی اور فتوحات و دیگر بڑی کامیابیاں نصیب ہوئیں اسی طرح ان جھوٹے لوگوں کو بھی یہ سب خوبیاں نصیب ہو جائیں۔ حالانکہ ان جھوٹوں نے اس بات کو نظر انداز کر دیا کہ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر کام اللہ کے حکم اور اسی کی مدد سے کیا کرتے تھے۔ ان جھوٹوں میں سرفہرست مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی ہیں، جبکہ طلیحہ اور سجاح نے بھی نبوت کا دعوی کیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے بعد میں انہیں اسلام کی نعمت سے نواز دیا تھا، لہٰذا ان کا اسلام لانا اور نبوت کے جھوٹے دعوے سے توبہ کرنا ہی ان کی نبوت کے جھوٹے دعوے کی واضح دلیل ہے۔

نبوت کے جھوٹے دعوے سے متأثر لوگ اور وجوہات

مدینہ سے دور دراز دیہاتوں کا جائزہ

ایک بات یہ مشہور کر دی گئی کہ قریش ہی لوگوں پر حکومت کرنا چاہتے ہیں تا کہ لوگ بدظن ہو کر اپنے لوگوں میں سے ہی کسی کو بڑا بنائیں۔ یہ بات مدینہ سے دور قبائل پر زیادہ اثر کر گئی، جس کی کئی مندرجہ ذیل وجوہات سامنے آئیں۔

1 زبردستی:

یہ وہ قبائل تھے جو فتح مکہ کے بعد اسلام میں داخل ہوئے تھے اس کا مطلب یہ ہے کہ یا تو وہ دیہاتی لوگ اسلام کا زور دیکھ کر اسلام میں داخل ہو گئے تھے یا پھر اپنے سربراہ کی وجہ سے۔ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قَالَتِ الْأَعْرَابُ آمَنَّا ۖ قُل لَّمْ تُؤْمِنُوا وَلَٰكِن قُولُوا أَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ ۖ وَإِن تُطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَا يَلِتْكُم مِّنْ أَعْمَالِكُمْ شَيْئًا ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ (الحجرات 14)

''بدویوں نے کہا ہم ایمان لے آئے، کہہ دے تم ایمان نہیں لائے اور لیکن یہ کہو کہ ہم مطیع ہو گئے اور ابھی تک ایمان تمھارے دلوں میں داخل نہیں ہوا اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو گے تو وہ تمھیں تمھارے اعمال میں کچھ کمی نہیں کرے گا، بے شک اللہ بے حد بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔''

2 اسلامی تعلیمات میں عدم رسوخ

دور دراز کے علاقوں کے لئے پیارے نبی ﷺ کا تعلیمی سلسلہ عموماً یہ تھا کہ وہ لوگ کچھ افراد کو رسول اللہ ﷺ کے پاس تعلیم حاصل کرنے بھیجتے اور وہ سیکھ کر واپس جا کر اپنی قوم کو سکھاتے اور بعض اوقات ان کے ساتھ نبی علیہ السلام صحابہ میں سے کسی کو بھیج دیتے، لیکن جو قبائل فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئے ان میں سے کچھ دیہات والے اس طرح تعلیم حاصل نہ کر سکے۔ جس وجہ سے ان میں دینی بنیادیں مضبوط نہ ہو سکیں تھیں اور اس کے نتیجے میں بڑی جلدی وہ دوبارہ جاہلیت اور عصبیت کی طرف پلٹ گئے۔

3 زکاۃ کو بوجھ سمجھنا

جو لوگ جھوٹے نبی (متنبی) کی سازش کا حصہ بنے ان میں سے کچھ ایسے لوگ بھی تھے جنہیں زکوٰۃ دینا بہت بوجھ لگتا تھا کیونکہ دین سے زیادہ مال سے محبت تھی، جس وجہ سے نبی ﷺ کی وفات کے بعد ان لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تھا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

﴿وَمِنَ الْأَعْرَابِ مَن يَتَّخِذُ مَا يُنفِقُ مَغْرَمًا وَيَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَائِرَ ۚ عَلَيْهِمْ دَائِرَةُ السَّوْءِ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾ (التوبۃ:98)

ترجمہ'': اور بدویوں میں سے کچھ وہ ہیں کہ جو کچھ خرچ کرتے ہیں اسے تاوان سمجھتے ہیں اور تم پر (زمانے کے) چکروں کا انتظار کرتے ہیں، برا چکر انھی پر ہے اور اللہ سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔''

نوٹ: جو لوگ شہرت چاہتے ہیں وہ ایسا کام کرتے ہیں جو عوام کی چاہت کے مطابق ہوتا کہ لوگوں میں

مقبول ہوسکیں۔ یہی کام نبوت کا جھوٹا دعوی کرنے والوں (متنبئین) نے کیا۔

نبوت کا جھوٹا دعوی کرنے کے اسباب

اگر اُن جھوٹے دعوے داروں کو دیکھا جائے تو یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ ان کا کوئی دینی رجحان نہیں تھا اور نہ ہی کسی قسم کی اصلاح اور خیر خواہی ان میں نظر آتی تھی۔ بلکہ وہ ذاتی وسیاسی مفادات کی بنیاد پر یہ دعوی کیا کرتے تھے۔ وہ اسباب جن کی بنا پر مدعیانِ نبوت نے نبوت کے دعوے کیے، اجمالی طور پر یہ ہیں:

1. قوم، قبیلہ یا جاہلیت کی بنیاد پر تعصب
2. مادی لالچ
3. حکمرانی اور عہدے کی چاہت
4. مساوات اور برابری کے نظام کا انکار
5. یہودیوں کا حسد
6. دینی تعلیمات سے لاعلمی

اب ہم ان اسباب کا تفصیلی جائزہ لیتے ہیں۔

1 پہلا سبب: قوم، قبیلہ یا جاہلیت کی بنیاد پر تعصب

یہ بات کسی سے مخفی نہیں ہے کہ عصبیت (تعصب) ایک ایسا آلہ ہے جو بہت تیزی سے کمزور ایمان والوں اور غیر مسلموں پر اثر کرجاتا ہے اور آنکھوں پر پردہ ڈال دیتا ہے۔ کیونکہ اسلام سے قبل عرب میں قبائلی نظام تھا جس وجہ سے کئی قسم کے معاملات میں فخر کی بنیاد پر قبائل کا آپس میں مقابلہ رہتا تھا، اور بسا اوقات ایک ہی قبیلے کے خاندانوں میں بھی تعصب پایا جاتا تھا یہاں تک کہ اللہ کے رسول ﷺ کو ماننے سے جن لوگوں نے انکار کیا تو اس کی ایک بڑی وجہ یہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ ان کے قبیلے یا قوم کے نہیں تھے۔ اسی وجہ سے یہود ونصاری نے بھی انکار کیا کہ کسی یہودی یا عیسائی پر وحی آنے کی بجائے قبیلہء قریش کے ایک فرد جناب محمد رسول اللہ ﷺ پر آئی۔ اس طرح کے قبائلی تعصب کی بات ابوجہل نے بھی کی

تھی کہ میں نے اگر (جناب) محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو رسول مان لیا تو میں اور میرا قبیلہ ہار جائے گا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے قبیلے کے نہیں ہیں۔

ابو جہل مخزومی اور جناب مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا مکالمہ

ابو جہل نے سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اللہ کی قسم میں جانتا ہوں کہ محمد جو کچھ فرماتے ہیں سچ ہی فرماتے ہیں لیکن بات یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے قبیلے کے نہیں ہیں اور ہمارا تو بنو قصی قبیلے سے ہمیشہ مقابلہ رہا ہے، اور اگر ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کو مان لیا تو بنو قصی ہم پر غالب آ جائیں گے کیوں کہ (جناب) محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو بنو قصی قبیلے ہیں۔[1]

طلحہ نمری کا مسیلمہ کذاب سے مکالمہ

طلحہ نمری نے مسیلمہ کذاب سے یہ بات کہی کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو جھوٹا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سچے ہیں مگر ربیعہ کا جھوٹا (مسیلمہ) ہمیں مضر کے سچے (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے زیادہ محبوب ہے۔[2]

عیینہ بن حصن کا طلیحہ اسدی سے مکالمہ

عیینہ بن حصن کو معلوم تھا کہ طلیحہ اسدی جھوٹا ہے لیکن اس نے طلیحہ سے کہا کہ اللہ کی قسم! حمایتی لوگوں کے کسی نبی کی پیروی کرنا ہمارے لئے قریش کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرنے سے زیادہ عزیز ہے جبکہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو فوت ہو چکے ہیں اور طلیحہ زندہ ہے، لہٰذا عیینہ نے اس قبائلی تعصب کی بنیاد پر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچی نبوت کو جھٹلا دیا اور طلیحہ کی جھوٹی نبوت کو مان لیا۔[3]

قبائلی تعصب کا اثر

اسی قبائلی تعصب کی بناء پر لوگوں نے گمراہ کن افراد و جماعات کا ساتھ دیا، اور یہی شیطانی چال تھی کہ مختصر وقت میں یمامہ کے معرکہ میں مسیلمہ کذاب کے ساتھ چالیس ہزار افراد شامل تھے۔

---

[1] دلائل النبوة: للبيهقي ج2، ص207

[2] تاريخ الامم والملوك: ج 2، ص 277 البداية والنهاية في التاريخ: ج 6، ص327

[3] البداية والنهاية: ج6، ص 318 الكامل في التاريخ: ج2، ص 231 تاريخ الامم والملوك: ج 2، ص 262

قومی تعصب

اس کے نتیجے میں قومیں آپس میں مقابلہ کرتیں اور اسی برائی نے کچھ لوگوں کو نبوت کا دعوی کرنے پر ابھارا۔

یہی وجہ ہے کہ فارسی بڑی قوت وعزت والے تھے اور اپنے آپ کو ہر لحاظ سے آزاد سمجھتے تھے جبکہ دیگر تمام لوگوں کو اپنا غلام سمجھتے تھے نیز جن عرب سے انہیں کوئی خطرہ ہی نہ تھا وہی عرب ان پر غالب آ گئے لہٰذا ان فارسیوں کے لئے یہ بات بہت زیادہ پریشان کن ثابت ہوئی اور انہوں نے کئی موقعوں پر اسلام کی مخالفت کی۔ اور جب بھی انہوں نے اسلام کی مخالفت کی تو اللہ تعالی نے انہیں رسوا کردیا، اسلام ہمیشہ ان پر غالب آرہا تھا اس لئے ان میں سے کچھ لوگوں نے اسلام ظاہر کیا اور آل بیت سے اور خصوصا سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے محبت وہمدردی کا دعوی کیا۔ فارسی لوگ دراصل فارسی تعصب کی بنیاد پر یہ حیلے بہانے تلاش کرتے رہے تاکہ اسلام کی مخالفت کرسکیں۔ اور ان کا یہ خیال تھا کہ اللہ تعالیٰ عجمیوں میں بھی ایک رسول مبعوث فرمائے گا اور اس پر آسمان سے کتاب بھی نازل فرمائے گا، اور جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کو چھوڑ دے گا، اور اس صابی (جس کا کوئی مذہب نہ ہو یا پھر آگ کے پجاری) مذہب کو آباد فرمائے گا جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ چونکہ فارسی لوگ آگ کے پجاری تھے اس لئے انہوں نے یہ بات کہی۔ [1]

اسی بنیاد پر کچھ تاریخ نگاروں کا خیال ہے کہ سجاح شمال عراق سے جو شبہ جزیرہ عربیہ کی طرف آئی اور وہاں کے لوگوں نے اتنی آسانی سے اس کی بات مان لی، اس کی بنیادی وجہ اس کی کہانت اور ذاتی مفاد نہیں بلکہ فارسیوں اور عراق میں ان کے وزراء نے اسے ابھار کر عرب میں پھوٹ ڈالنے کے لئے بھیجا تھا تاکہ اپنی کھوئی ہوئی طاقت حاصل کرسکیں، کیونکہ جب سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسری کے گورنر باذان کو مسلمانوں کی طرف سے یمن کا گورنر بنایا تھا تو ان کی طاقت اور زیادہ کمزور ہوگئی تھی۔ لیکن وہ (سجاح) زیادہ عرصہ وہاں رہ نہ سکی بلکہ عراق واپس چلی گئی اور فارسیوں کی ناپاک کوششیں ناکام ہوکر رہ گئیں۔

---

[1] الملل والنحل: ج1، ص136 مقالات اشعری: ج1، ص184 الفرق بین الفرق: ص104

② دوسرا سبب: دنیا کے مال و متاع کی لالچ

دنیا ایک ایسا امتحان ہے کہ جس نے اسے اپنے اوپر سوار کرلیا وہ ہلاک ہوگیا، چاہے وہ مال و دولت کی لالچ میں ہو یا عہدے اور شہرت کی۔ جس کی کچھ مثالیں پیش خدمت ہیں:

(1) پہلی مثال:

مسیلمہ کذاب نے سجاح سے کہا میں تجھ سے شادی کرنا چاہتا ہوں تا کہ ہم دونوں مل کر عرب کو لوٹیں۔ اور اس بات پر سجاح نے اتفاق کیا۔[1]

(2) دوسری مثال:

اسود عنسی نے پیارے نبی ﷺ کے وزراء کو یہ پیغام بھیجا تھا:

"اے ہم پر بغاوت کرنے والو! ہم سے جو مال تم نے لیا ہے وہ مکمل واپس کردو اور آئندہ ہم سے مال نہ لینا"۔[2]

چونکہ اس کے نزدیک مال ہی سب کچھ تھا اس لئے وہ مسلمانوں کی دعوت حق کو پہچان نہ سکا، حالانکہ مسلمان تو زکوٰۃ کا مال اپنے لئے نہیں بلکہ مستحق لوگوں کے لئے جمع کرتے تھے جس کا حکم اللہ نے دیا ہے۔

اور اللہ کے نبی ﷺ تو مال و دولت کی لالچ نہیں رکھتے تھے بلکہ اللہ کی رضا کی خاطر خرچ کردیا کرتے تھے۔

③ تیسرا سبب: عہدے اور کرسی کی لالچ

جیسا کہ مسیلمہ نے پیارے نبی ﷺ سے کہا تھا:

"میں اس بنوت کے معاملے میں آپ کے ساتھ شریک ہوگیا ہوں، اور آدھی زمین ہماری اور آدھی زمین قریش کی ہے لیکن قریش قوم زیادتی کر رہے ہیں۔[3]

---

[1] البداية والنهاية فی التاريخ: ج6، ص326 الكامل فی التاريخ:ج 2، ص 241 تاريخ الامم والملوک: ج 2، ص270

[2] تاريخ الامم والملوک:ج2،ص247

[3] الكامل في التاريخ:ج 2، ص 204 تاريخ الامم والملوک: ج 2، ص203

جبکہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہونے کے باوجود تواضع سے کام لیا کرتے تھے اور لوگوں کا ساتھ دیا کرتے تھے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سادگی اور اعلیٰ اخلاق کی وجہ سے بعض اوقات نئے لوگوں کو یہ اندازہ نہیں ہو پاتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی اللہ کے رسول ہیں۔اس کے برعکس جھوٹے نبی کسی بھی طریقے سے عہدہ اور شہرت حاصل کرنا چاہتے تھے چاہے امت کا اس میں کتنا ہی نقصان ہو جائے۔

4 چوتھا سبب: امتیازات کے بدلے مساوات کے نظام سے نفرت

دراصل جو لوگ عہدے اور شہرت کی چاہت میں لگے رہتے ہیں ان کی زندگی کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ کسی طرح وہ لوگوں میں ہمیشہ نمایاں رہیں اور سب ان کے ماتحت ہوں چاہے وہ جادہ گری کے ذریعہ ہو یا پھر سلطنت و مال و دولت حاصل کر کے، جبکہ اسلام نے ہر شخص کی ذاتی عزت کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں رکھا بلکہ یہ فرمادیا: "لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلَى عَجَمِيٍّ، وَلَا لِأَبْيَضَ عَلَى أَسْوَدَ إِلَّا بِالتَّقْوَى"

ترجمہ: "کسی عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت نہیں، اور نہ ہی کسی گورے کو کالے پر مگر تقویٰ کی وجہ سے۔"

نیز قرآن مجید میں بھی ہے: "إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ"۔(الحجرات:13)

ترجمہ: "بے شک تم میں سب سے عزت والا اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ تقویٰ والا ہے، بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا، پوری خبر رکھنے والا ہے۔"

نوٹ: اسلام نے اگرچہ اخوّت و مساوات کا درس دیا لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہ تھا کہ بڑے چھوٹے کی تمیز ہی ختم کردی جائے بلکہ بڑوں کے ادب اور چھوٹوں پر شفقت کا بھی نظام دیا ہے نیز اگر کوئی سردار اسلام لاتا تو نبی علیہ السلام اسے اپنی قوم کا سردار اور ذمہ دار ہی رہنے دیتے، اور اسے ہی تعلیم دے کر اس کی قوم کی تبلیغ کے لئے مقرر فرماتے، البتہ اسلام نے بلا وجہ کے غرور و تکبر اور ظلم سے روکا ہے جو کہ دنیا پرست لوگوں کو اپنی ظالمانہ خواہشات کے خلاف لگتا تھا۔جبکہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے پیارے رسول ہونے کے باوجود کبھی فخر و تکبر اور ظلم سے کام نہ لیتے تھے۔

5 پانچواں سبب: یہودیوں کا حسد

یہودیوں کے حسد و بغض کی پہلی وجہ

یہودیوں کو سب سے پہلے یہ حسد ہوا کہ ہمارے پیارے نبی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنی اسرائیل (یعنی یعقوب علیہ السلام کی اولاد) میں سے نہیں بلکہ اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ حالانکہ وہ جانتے تھے کہ ہمارے پیارے نبی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں لیکن اس کے باوجود مخالفت کرتے رہے اور نقصان پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کرتے رہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبوت کا جھوٹا دعوی کرنے والوں کا یہودی بہت ساتھ دیتے تھے۔

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے بارے میں ارشاد فرمایا:

﴿الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ وَإِنَّ فَرِيقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ﴾ (البقرۃ:146)

ترجمہ: ”جنہیں کتاب دی گئی (اہل کتاب) وہ اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس طرح جانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو جانتے ہیں۔ اور بے شک ان میں سے ایک گروہ جانتے بوجھتے بھی حق کو چھپاتا ہے۔“

ملاحظہ: جس طرح سیدنا یعقوب علیہ السلام سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے پوتے ہیں اسی طرح ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے صاحبزادے سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں ہر ملت والا یہی کہتا آیا ہے کہ ہم ان کے پیروکار ہیں، یعنی ان کا احترام ہر مذہب والے کرتے تھے، لہٰذا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا انکار ہر لحاظ سے غلط ثابت ہوتا ہے۔

یہودیوں کے حسد و بغض کی دوسری وجہ

یہود مدینہ کا مدینہ میں راج چلتا تھا یہاں تک کہ وہ لوگوں سے سود وصول کرتے تھے اور ہر قسم کی آزادی انہیں حاصل تھی جس کا انہوں نے بہت زیادہ ناجائز فائدہ اٹھایا۔ ایک وقت آیا کہ مدینہ طیبہ سے یہودیوں کو نکال دیا گیا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿هُوَ الَّذِي أَخْرَجَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِن دِيَارِهِمْ لِأَوَّلِ الْحَشْرِ ۚ مَا ظَنَنتُمْ أَن يَخْرُجُوا ۖ وَظَنُّوا أَنَّهُم مَّانِعَتُهُمْ حُصُونُهُم مِّنَ اللَّهِ فَأَتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوا ۖ وَقَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ ۚ يُخْرِبُونَ بُيُوتَهُم بِأَيْدِيهِمْ وَأَيْدِي الْمُؤْمِنِينَ فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ﴾

ترجمہ: ''وہی ہے جس نے اہل کتاب میں سے ان لوگوں کو جنھوں نے کفر کیا پہلے اکٹھ ہی میں ان کے گھروں سے نکال باہر کیا۔تم نے گمان نہ کیا تھا کہ وہ نکل جائیں گے اور انھوں نے سمجھ رکھا تھا کہ یقیناً ان کے قلعے انھیں اللہ سے بچانے والے ہیں۔تو اللہ ان کے پاس آیا جہاں سے انھوں نے گمان نہیں کیا تھا اور اس نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا، وہ اپنے گھروں کو اپنے ہاتھوں اور مومنوں کے ہاتھوں کے ساتھ برباد کررہے تھے، پس عبرت حاصل کرواے آنکھوں والو!'' (الحشر: 2)

معلوم یہ ہوا کہ مفاد پرستی اور دنیا کی لالچ نے انھیں برباد کیا جس وجہ سے وہ ایمان نہ لائے۔

تو یہ دو بنیادی وجوہات تھیں کہ یہودی ہر اس شخص کا ساتھ دیتے جو اسلام کے خلاف اٹھتا، چاہے وہ مشرک ہو یا کافر، یا پھر نبوت کا جوٹا دعوی کرنے والا ہو۔

6 چھٹا سبب: جہالت

ہوشیار قسم کے لوگ نادان لوگوں کو بڑی آسانی سے قائل کر لیتے ہیں، کیونکہ ان کے پاس اسلامی تعلیمات نہیں ہوتیں جس وجہ سے وہ ایسے جھوٹے اور مکار لوگوں کے پیچھے چل دیتے ہیں۔اسی وجہ سے دیہاتی لوگوں پر نادانی کی وجہ سے ان کا وار بڑی آسانی سے چل گیا، نیز دیہاتی لوگوں میں کفر ونفاق کی بھی شدت ہوتی ہے۔اس کا ذکر اسی مضمون کی ابتداء میں تفصیل سے گزر چکا ہے.اسی وجہ سے اللہ تعالی نے فرمایا:

الْأَعْرَابُ أَشَدُّ كُفْرًا وَنِفَاقًا وَأَجْدَرُ أَلَّا يَعْلَمُوا حُدُودَ مَا أَنزَلَ اللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ﴾ (التوبۃ: 97)

''بدوی لوگ کفر اور نفاق میں زیادہ سخت ہیں اور زیادہ لائق ہیں کہ وہ حدیں نہ جانیں جو اللہ نے اپنے رسول پر نازل کی ہیں اور اللہ سب کچھ جاننے والا، کمال حکمت والا ہے۔''

ترجمہ ومفہوم وتطبیق:

جبکہ اللہ نے اپنے حبیب جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو وحی کے ذریعے علم عطا فرمایا، اسی لئے آپ ﷺ کی تعلیم کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ، إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ﴾﴿النجم: 4،3﴾

ترجمہ: ''اور نہ وہ اپنی خواہش سے بولتا ہے۔ وہ تو صرف وحی ہے جو نازل کی جاتی ہے۔''

اور پہلی وحی اسی بارے میں آئی کیونکہ لاعلمی سے بہت بڑا نقصان ہوتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ﴾ (سورۃ العلق: 1)

ترجمہ: ''پڑھ لیجئے اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔''

سوال: دنیا کے عیش وعشرت اور ریاست وصدارت کو حاصل کرنے کے لئے آخر نبوت کا ہی دعوی کیوں کیا؟

جواب: اس لئے کہ اللہ تعالی نے ہمارے پیارے نبی جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو نبوت و رسالت عطا فرمائی جنہیں لوگ انتہائی تعظیم کے ساتھ دل و جان سے مانتے تھے اور ایک اشارے پر جان و مال قربان کر دیا کرتے تھے نیز آپ ﷺ کے سامنے بڑی بڑی طاقتیں اور سلطنتیں اپنے پاؤں نہ جما سکیں۔ لہذا ان جھوٹے دنیا پرست لوگوں نے یہ سمجھا کہ نبوت کا جھوٹا دعوی کر کے ہم بھی بڑی شہرت، تعظیم اور سلطنت وغیرہ حاصل کر لیں گے۔ لیکن پیارے نبی ﷺ کی مدد تو اللہ تعالی کی جانب سے تھی جبکہ دیگر دعویدار جھوٹے تھے اور انہوں نے بھی ایسا دعوی کر دیا لیکن چونکہ وہ جھوٹے تھے اور اللہ کے دین کے بارے میں انہوں نے اتنا بڑا جھوٹ بولا کہ ان کا انجام انتہائی بھیانک ہوا۔

نبوت کے جھوٹے دعووں کے مسلم معاشرے پر اثرات

پہلا نقصان: اسلامی عقائد میں کمزوری

ہم سب جانتے ہیں کہ اسلامی معاشرے کی بنیاد کسی قومی یا علاقائی تعصب پر نہیں بلکہ نہایت پاکیزہ اسلامی عقیدے پر ہے۔ اور یہ عقیدہ جتنا پختہ ہوتا ہے اتنا ہی اسلامی معاشرہ بھی مضبوط ہوتا ہے، جبکہ اس کے برعکس اگر عقیدے میں ہی کمزوری آجائے تو معاشرہ بھی کمزور ہو جاتا ہے۔

اس عقیدے کی بنیاد دو چیزوں پر ہے:

1. توحید یعنی صرف ایک اللہ ہی پر ایمان لانا اور اسی کی عبادت کرنا
2. اللہ تعالی کے حکم کے مطابق خاتم النبیین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرماں برداری کرنا، جنہیں قیامت تک کے لئے مکمل دین کے ساتھ نبی بنا کر مبعوث فرمایا، اسی لئے اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی نبی کی کوئی گنجائش اور ضرورت باقی نہیں رکھی۔

اب ظاہر ہے کہ اگر کوئی نبوت کا دعوی کرے تو وہ جھوٹا ہی ہے لیکن کم علمی اور ایمانی کمزوری کے باعث کچھ لوگوں کے دلوں میں شکوک وشبہات آ ہی جاتے ہیں، جو کہ اسلامی عقائد میں اسی طرح خلل ڈالتے ہیں۔ اور اس کا نتیجہ بڑا ہی خطرناک ہوتا ہے، وہ اس طرح کہ کچھ لوگ یہ سمجھ بیٹھتے ہیں کہ شاید اسلام میں ہی کچھ بہتری کی صورت میں تبدیلی لائی گئی ہے۔ جیسا کہ مسیلمہ نے سجاح سے شادی کرنے کے بعد فجر اور عشاء کی دو نمازیں اپنے ماننے والوں کے لئے معاف کر دی تھیں۔ جبکہ اس کے برعکس اگر کوئی شخص اسلام سے ظاہری دشمنی کرے تو ایک عام مسلمان بھی اسے تسلیم نہیں کرتا۔

یہی وجہ ہے کہ مسیلمہ نے بھی پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہی گزارش کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مجھے نبوت مل جائے، اور جب اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کے قانون کے مطابق جھوٹا نبی بنانے سے منع کر دیا تو اس نے کہا کہ میں نبوت میں آپ کا شریک ہوں، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچی نبوت کا بظاہر مکمل انکار کرنا اس کے مفاد میں نہیں تھا کہ لوگ اسے فوراً جھٹلا دیتے۔

لہٰذا اس طرح کے لوگوں نے بظاہر اسلام کا اقرار کرتے ہوئے مختلف قسم کے عقائد سے متعلق شبہات مسلمانوں میں پھیلانے کی کوششیں کیں تاکہ مسلمانوں کی بنیاد کمزور ہو جائے۔

دوسرا نقصان: امت اسلامیہ کے اتحاد کو توڑنا اور اس کی جھود کو متاثر کرنا

اللہ تعالی نے ہمارے پیارے نبی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پوری کائنات کے لئے رحمت بنا کر مبعوث فرمایا جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

﴿قُلْ يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا﴾ (الاعراف:158)

ترجمہ: ’’(اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم !) کہہ دیجئے کہ بے شک میں آپ سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔‘‘

چونکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت عالمی ہے اس بنیاد پر اسلامی معاشرے کا ہر فرد ایک ہی جھنڈے تلے دوسرے کا خیر خواہ ہوتا ہے اور ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی بن جاتا ہے، خواہ وہ عربی ہو یا عجمی، کالا ہو یا گورا۔

نبوت کے جھوٹے دعوے سے ایک نقصان یہ بھی ہوا کہ امت اسلامیہ کا اتحاد اُن جگہوں پر برے طریقے سے متأثر ہوا جہاں ان کے جھوٹے دعووں نے لوگوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ جیسا کہ اسود عنسی نے کئی قبائل کو ساتھ ملا کر امت اسلامیہ کو تفرقہ میں ڈال کر نقصان پہنچایا۔

تیسرا نقصان: مسلمانوں کی ذہنی وجسمانی صلاحیتوں کا نقصان

یقیناً جب بھی اس طرح کا فتنہ اُٹھا تو مسلمانوں نے ہی مل کر ایسے فتنوں کا مقابلہ اور خاتمہ کیا، جس کے نتیجے میں مسلمانوں کی صلاحیتوں، قیمتی وقت اور عظیم جانوں کا بھی نقصان ہوا۔

چوتھا نقصان: نئے نئے گمراہ کن فتنوں اور گروہوں کا آغاز

اگرچہ یہ بات یقینی طور پر معلوم اور روز روشن کی طرح واضح تھی کہ ہمارے پیارے نبی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا لیکن اس کے باوجود ہر تھوڑے عرصے کے بعد کسی نہ کسی نے نبوت کا جھوٹا دعوی کیا جس کی وجہ سے دیگر لوگوں کو بھی مزید گمراہ کن عقائد ونظریات ایجاد کرنے اور انہیں فروغ دینے کی ہمت بڑھ گئی۔ اور نت نئے فرقے مسلسل وجود میں آرہے ہیں۔

پانچواں نقصان: مسلمانوں کے علاقوں میں گمراہی کے اڈّوں کا قیام

جو لوگ احساس کمتری کا شکار تھے اور شہرت وعہدہ کے طلبگار تھے، انہوں نے اپنا سکہ جمانے کی کوششیں کیں جس کے نتیجے میں کمزور ایمان والوں اور دنیا پرست لوگوں کو ساتھ ملا کر گمراہی کے اپنے اڈے قائم کیے۔ اس میں فارسیوں اور یہودیوں کی بڑی خطرناک کوششیں اور سازشیں رہی ہیں۔ اور ان تمام کوششوں کے نتیجے میں مسلمانوں کو علاقائی سطح پر بھی کافی نقصان کا سامنا کرنا۔

جھوٹی نبوت کے دعویداروں کے مقابلے میں مسلمانوں کی ذمہ داریاں

ہمیں یہ بات معلوم ہے کہ اس طرح کے نت نئے فرقے اور نظریات مسلمانوں کے دلوں میں اسلامی بنیادوں کو کمزور بنانے اور امت محمدیہ میں پھوٹ ڈالنے کی بدترین سازش کا ہی نتیجہ ہوتے ہیں، اس لئے ہماری یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم ہمہ وقت اس طرح کی سازشوں کے سدّ باب کے لئے تیار رہیں جس طرح صحابہ اور سلف صالحین نے اپنے اپنے زمانے میں ان فتنوں کا قلع قمع کیا۔اس سلسلہ میں کچھ اقدامات کرنا نہایت ضروری ہیں۔

پہلا اقدام

ایسے افراد تیار کئے جائیں جو علم دین میں پختگی کے ساتھ ساتھ فتنوں کے بارے میں بھی وسیع معلومات رکھتے ہوں تاکہ ہر وقت اور ہر دور میں لوگوں کی صحیح رہنمائی کی جاسکے۔

دوسرا اقدام

فتنوں کے خاتمے کے لئے مختلف اوقات میں مختلف موقعوں اور مقامات پر مندرجہ ذیل موضوعات پر لوگوں کی رہنمائی کریں۔

1. ہر نئے فتنے سے لوگوں کو ڈرانا اور اس کا بھیانک چہرہ سامنے لانا۔
2. ختم نبوت کے معاملات سے باقاعدہ آگاہی اور جھوٹی نبوت کا دعوی کرنے والوں کا انکشاف۔
3. ہمارے پیارے نبی ﷺ پر دین اسلام کی تکمیل ہوچکی ہے لہٰذا دین اسلام میں کسی نئی بات کی نہ ہی کوئی ضرورت ہے اور نہ ہی وہ قابل ہے۔
4. اثر ورسوخ والی شخصیات کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے اپنے حلقوں میں اسلامی نظریات کو فروغ دیں۔[1]

---

[1] المتنبؤون:ص 124

نبی اور رسول کی خصوصیات

1 نبی اور رسول خطاؤں سے دور ہوتے ہیں جبکہ متنبی کا پہلا جھوٹ اور گناہ ہی یہی ہے کہ اس نے نبوت کا جھوٹا دعوی کیا۔

2 نبیوں کا علم اللہ کی طرف سے ہوتا ہے، جو حقائق پر مبنی ہوتا ہے، جبکہ جھوٹے دعویدار کے پاس من گھڑت باتیں ہوتی ہیں۔

3 نبیوں اور رسولوں کی اطاعت واجب ہوتی ہے، جبکہ جھوٹا دعویدار تو خود سزا کا مستحق ہوتا ہے۔

4 نبیوں اور رسولوں کی تعلیمات کا تعلق تمام شعبہ ہائے زندگی سے ہوتا ہے۔ جبکہ جھوٹا دعویدار اپنے مفاد کو مقدم رکھتا ہے۔

5 نبی و رسول کی ذات لوگوں کے لئے ایک ایسا مرکز ہوتی ہے جہاں سے ہر امیر و غریب دنیا و آخرت کی مستقل کامیابی حاصل کرتا ہے جبکہ جھوٹے نبی سے امت کو کوئی فائدہ نہیں بلکہ نقصانات ہی ہیں جن میں سے چند ایک اِسی مضمون میں ذکر کئے ہیں۔ [1]

اللہ ہم سب کو ایسے فتنوں سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

زیر نظر تحریر کا غالب حصہ محترم شیخ عبدالعزیز بن علی بن سلیمان ثوینی کے رسالے 'المتنبئون' سے لیا گیا ہے۔

اللہ تعالی شیخ محترم کی ان مبارک کاوش کو قبول فرمائے۔

---

[1] مستفاد من ترجمان السنة

قادیانی لٹریچر پر ایک طائرانہ نظر
بعنوان ''شرار بولہبی''

طیب معاذ [1]

مرزا احمد قادیانی بھارتی ریاست پنجاب کے ضلع گورداس پور کے ایک قصبہ قادیان میں 1839ء (1255ھ) کو پیدا ہوا۔ یہ ایک موقع شناس، جاہ پناہ طلب شخص تھا۔ اس نے بتدریج مختلف دعاوی کیے۔ مجدد، مہدی، مسیح ظلی و بروزی نبی اور پھر مستقل صاحب شریعت رسول بن گیا۔ اس کی تحریروں میں بڑا تضاد ہے۔ پیش گوئیاں کرنے کا بڑا شوقین تھا۔ اور جب پیش گوئی جھوٹی ثابت ہوتی تو ڈھٹائی سے اس کی تاویل کرنے لگتا۔ پرلے درجے کا بے شرم اور بے حیا تھا۔ قرآنی آیات میں تحریفات کرتا اور ان کی من چاہی تاویل وتفسیر کرتا تھا۔ اللہ نے اسے علمائے حق کے بالمقابل ہمیشہ ذلیل و رسوا کیا۔ صوفی عبدالحق غزنوی رحمہ اللہ سے پہلا اس کا مباہلہ ہوا اور مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کے بالمقابل اس نے دعا کی کہ اللہ جھوٹے کو سچے کی زندگی میں موت دے۔ یہ دونوں بزرگان زندہ ہی تھے کہ 1908ء میں مرزا اپنی موت سے اپنی کذب بیانی پر دائمی مہر لگا گیا۔ مگر اس کے اندھے عقیدت مند پھر بھی اس کی نبوت کا دم بھرتے ہیں۔ اس کا عہد چونکہ برصغیر میں انگریزی استعمار کا عہد تھا اس لیے اسے پروان چڑھنے کا خوب موقع ملا۔ جہاد کی منسوخی پر اس نے بہت زور دیا۔

---

[1] مدیر مرکز اللغۃ العربیۃ، جامعہ ابی بکر الاسلامیہ گلشن اقبال کراچی

عالمی استعماری طاقتوں نے ہمیشہ اسلام کے خلاف سازشوں کے لیے قادیانیت کو تحفظ فراہم کیا۔اس کی معاشی سرپرستی کی اور اسے سیاسی تحفظ دیا۔اللہ کا شکر ہے کہ قیام پاکستان کے بعد **7** ستمبر **1974**ء کو قادیانیت کے چہرے سے منافقت کا نقاب اتر گیا اور اس کی آئینی تکفیر کا عمل مکمل ہوا۔قادیانیت کا ناسور آج بھی زندہ ہے۔تمام مدعیان نبوت کا ذبہ میں اسلام کو سب سے زیادہ نقصان قادیانیت سے پہنچا اور پہنچ رہا ہے۔

قادیانیت درحقیقت انگریز کا کاشت کردہ زہر آلود پودہ ہے جس کا مقصد وحید اہل ایمان کو دولت ایمان وایقان سے محروم کرنا تھا

اہل قادیاں اہل اسلام کو ارتداد کے گھپ اندھیروں میں جھونکنے کے لیے تمام تر صلاحیتیں بروئے کار لائے ہوئے ہیں۔

بانی احمدیت نے ابتداء میں اپنے آپ کو دین اسلام کا حامی وناصر اور خیر خواہ ظاہر کیا جس طرح کہ اس کی ابتدائی کتب سے یہ بات واضح ہوتی ہے لیکن جلد ہی اس کی حقیقت آشکار ہوگئی

قادیانیوں نے ہر وسیلہ سے اپنی شرارتوں سے اہل توحید کو پریشان کیا ہے کبھی تحریر وتصنیف کو استعمال کیا تو کبھی جدل اور مناظرے کے میدان کو چنا کبھی اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لئے سادہ لوح عوام کو رفاہی خدمات کا جھانسا دیا۔

قادیانیت کی ان شرارتوں کی پہچان انتہائی ناگریز امر ہے بقول ع

عَرَفْتُ الشّرّ لا لِلشّرِ, لَكِنْ لِتَوَقّيهِ

وَمَنْ لَمْ يَعْرِفِ الشّرّ, منَ الناسِ يقعْ فيهِ

کہ میں نے شر (کے ماخذ) کی معرفت شر اپنانے کے لیے نہیں بلکہ شر سے بچنے کے لئے حاصل کی ہے اور جو کوئی لوگوں میں سے شر (کے مصادر) پر مطلع نہیں ہو پاتا وہ (عام طور پر) شر میں خود مبتلا ہو جاتا ہے۔

”اعاذنا اللہ من شرور انفسنا ومن شرور اعدائنا“آمین

آیئے قادیان کے ”شرار بولہبی“ پر ایک نظر ڈالتے ہیں:

قادیانی شرارتیں بصورت کتب مرقومہ

کتب مرزا غلام احمد قادیانی

مرزا غلام احمد نے 1880ء میں اپنی مشہور کتاب براہین احمدیہ کی پہلی جلد شائع کی۔ اس کتاب کے ساتھ اس کی تصنیفات کا آغاز ہوتا ہے جو 1908ء میں ان کی وفات تک جاری رہا۔ اس عرصہ میں اس نے قریباً 80 کتب تصنیف کیں جو مختلف نوع کے مضامین پر مشتمل ہیں۔ یہ کتب اور چند مضامین 23 جلدوں میں روحانی خزائن کے نام سے مدون ہو کر شائع ہو چکے ہیں۔

براہین احمدیہ مرزا غلام احمد کی پہلی بڑی اور اہم تصنیف ہے۔ اس کا مقصد تین سو دلائل و براہین سے اسلام کی سچائی اور باقی تمام ادیان پر برتری ثابت کرنا تھا۔ آغاز میں مرزا غلام احمد کا ارادہ تھا کہ یہ کتاب پچاس جلدوں پر مشتمل ہو۔ لیکن دعویٰ مہدویت اور مسیحیت کے بعد اس کو بالکل دوسرے مضامین کی طرف متوجہ ہونا پڑا اور یہ کتاب نامکمل ہی رہی۔

روحانی خزائن جلد1

❁ براہین احمدیہ (حصہ اوّل) ❁ براہین احمدیہ (حصہ دوم)

❁ براہین احمدیہ (حصہ سوم) ❁ براہین احمدیہ (حصہ چہارم)

روحانی خزائن جلد2

پُرانی تحریریں سُرمہ چشم آریہ شحنۂ حق سبز اشتہار

روحانی خزائن جلد3

❁ فتح اسلام ❁ توضیح المرام ❁ ازالہ اَوہام حصہ اول ❁ ازالہ اَوہام حصہ دوم

روحانی خزائن جلد4

اُلحق مباحثہ لدھیانہ اُلحق مباحثہ دہلی آسمانی فیصلہ نشانِ آسمانی

ایک عیسائی کے تین سوال اور ان کے جوابات

روحانی خزائن جلد 5

آئینہ کمالاتِ اسلام

روحانی خزائن جلد 6

برکاتُ الدُّعا حُجۃ الاسلام سچائی کا اظہار جنگ مقدّس شہادۃ القرآن

روحانی خزائن جلد 7

تحفہ بغداد کرامات الصادقین ترغیب المؤمنین فی اعلاء کلمۃ الدین حَمامۃ البشریٰ

روحانی خزائن جلد 8

نورالحق حصہ اوّل نورالحق حصہ دوم اتمام الحجّۃ سرّ الخلافۃ

روحانی خزائن جلد 9

انوارالاسلام مِنن الرحمٰن ضیاء الحق

نورالقرآن نمبر 1 نورالقرآن نمبر 2

معیار المذاہب

(روحانی خزائن جلد 10)

آریہ دھرم سَت بچن اِسلامی اُصول کی فلاسفی

روحانی خزائن جلد 11

انجام آتھم

روحانی خزائن جلد 12

سراجِ منیر استفتاء اُردو حجۃ اللہ تحفۂ قیصریہ محمود کی آمین

سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب

روحانی خزائن جلد13

کتاب البریہ البلاغ ضرورۃ الامام

روحانی خزائن جلد14

نجم الہدیٰ رازِ حقیقت کشف الغطاء ایّام الصّلح حقیقۃ المہدی

روحانی خزائن جلد15

مسیح ہندوستان میں ستارہ قیصرہ تریاق القلوب تحفۂ غزنویہ

روئداد جلسۂ دعا

روحانی خزائن جلد16

خطبۂ اِلہامیّۃ لُجّۃ النّور

روحانی خزائن جلد17

گورنمنٹ انگریزی اور جہاد تحفۂ گولڑویہ اَربعین

روحانی خزائن جلد18

اِعجاز المسیح ایک غلطی کا اِزالہ دافع البَلاء اَلھدٰی وَالتّبْصِرَۃُ لِمَنْ یّریٰ

نزول المسیح گناہ سے نجات کیوں کر مل سکتی ہے؟ عصمتِ انبیاءؑ

روحانی خزائن جلد19

کشتیءنوح تحفۃ الندوہ اِعجاز احمدی ریویو بر مباحثہ بٹالوی وچکڑالوی مواہب الرحمٰن

نسیمِ دعوت سناتن دھرم

روحانی خزائن جلد20

تذکرۃ الشہادتین سیرت الابدال لیکچر لاہور اسلام (لیکچر سیالکوٹ) لیکچر لدھیانہ

الوصیت چشمۂ مسیحی تجلّیاتِ الٰہیہ قادیان کے آریہ اور ہم

احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے؟

روحانی خزائن جلد21

براہین احمدیہ حصہ پنجم

روحانی خزائن جلد22

حقیقۃ الوحی

روحانی خزائن جلد23

چشمۂ معرفت پیغام صلح

دیگر کتب

تفسیر قادیان (جلد اوّل تا ہشتم)

❁ تذکرہ وحی مقدّس ورؤیا وکشوف

❁ ملفوظات

❁ مجموعہ اشتہارات

❁ مکتوبات احمد

❁ ہماری تعلیم مقدس (بانیء سلسلہ احمدیہ کی تعلیم کا خلاصہ)

❁ فقہ المسیح (شریعت کے اصول اور فقہی مسائل سے متعلق)

❁ فتاویٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

❁ القصائد الاحمدیہ عربی منظوم کلام مع اردو ترجمہ

❁ القصیدۃ فی مدح خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

❁ دُرِّثمین فارسی مُترجم پُرمعارف فارسی منظوم کلام کا انتخاب بمع اُردو ترجمہ

❁ دُرِّثمین اُردو پُرمعارف اُردو منظوم کلام کا انتخاب

❁ دُرِّ مکنون المعروف کلام احمد۔ دعویٰ سے قبل پُرمعارف منظوم کلام

❁ واقعات شیریں

❁ حکایاتِ شیریں

❁ امن کے شہزادہ کا آخری پیغام کتاب پیغام صلح سے ماخوذ ارشادات

❁ حضرت مسیح موعود کی دو اہم تقریریں جلسہ سالانہ قادیان 1904ء

❁ فلسطین سے کشمیر تک (ایک عظیم الشان تحقیق) ہجرتِ مسیح اور قبرِ مسیح سے متعلق اہم اقتباسات

کتب حکیم مولوی نورالدین (خلیفہ اوّل)

❁ حقائق الفرقان (درس ہائے قرآن کریم، تصانیف اور خطبات سے مرتبہ تفسیری نکات)

❁ دینیات کا پہلا رسالہ

❁ خطبات نور

❁ ارشادات نور جلد اوّل تا سوم

❁ مِرقاتُ الیقین فی حَیاتِ نورالدّین

❁ تصدیق براھین احمدیہ بجواب تکذیب۔ خبط۔ تنقیہ وغیرہ

نُورُ الدِّین بجواب تَرکِ اسلام

کتب مرزا بشیرالدین محمود احمد (خلیفہ ثانی)

❁ سیرت مسیح موعود

❁ انوار العلوم

❁ خطبات محمود

❁ رؤیا و کشوف سیّدنا محمود (1898ء تا 1960ء)

❁ اسلام میں اختلافات کا آغاز

❁ تقریر فرمودہ ۲٦ فروری ۱۹۱۹ء

❁ نظام نو

❁ اوڑھنی والیوں کے لئے پھول (مستورات سے خطابات کا مجموعہ)

❁ سبیل الرّشاد۔حصہ اول (حصّہ اوّل۔مجلس انصار اللہ کے متعلق خطابات وارشادات)
❁ سیر روحانی (مجموعہ تقاریر)
❁ مشعل راہ (جلد اوّل) (خدام الاحمدیہ سے متعلق خطبات وتقاریر کا مجموعہ)
❁ آئینۂ صداقت
❁ دعوت الامیر
❁ تحریک جدید ایک الٰہی تحریک (ارشادات بابت تحریک جدید)
❁ خلافۃ علیٰ منہاج النبوۃ
❁ فرموداتِ مصلح موعود (دربارہ فقہی مسائل)
❁ عقائد احمدیت (ماخوذ از دعوت الامیر)
انوار خلافت (مجموعہ تقاریر)
❁ خلافت حقّہ اسلامیہ (تقریر جلسہ سالانہ ۲۷ر دسمبر ۱۹۵۶ء)
❁ خطاباتِ شوریٰ
❁ برکاتِ خلافت (تقریر جلسہ سالانہ ۲۷ر دسمبر ۱۹۱۴ء)
❁ انقلابِ حقیقی
❁ احمدیت کا پیغام
❁ کلام محمود
❁ سوچنے کی باتیں
❁ القول الفصل
❁ آئینہ صداقت
❁ تحفۃ الملوک
❁ تحفہ شہزادہ ویلز

❁ تقدیر الٰہی

❁ حقیقۃ النبوۃ

❁ منصب خلافت

❁ حقیقۃ الأمر

❁ صادقوں کی روشنی

❁ منہاج الطالبین

❁ مسیح موعود کے کارنامے

❁ برکات خلافت

❁ تحفہ ولنگڈن

❁ حق الیقین

❁ ملائکۃ اللہ

کتب مرزا ناصر احمد (خلیفہ ثالث)

❁ انوار القران

❁ تعمیر بیت اللہ کے 23 عظیم الشان مقاصد

❁ خطباتِ ناصر

❁ مشعل راہ۔ دو جلدیں

❁ خدام الاحمدیہ سے متعلق خطبات و تقاریر کا مجموعہ

❁ خطاباتِ ناصر خطابات بر جلسہ ہائے سالانہ جماعت احمدیہ

❁ امن کا پیغام اور ایک حرفِ انتباہ

❁ تحریک جدید۔ ایک الٰہی تحریک

❁ مضامین ناصر

❁ سبیل الرّشاد (دوجلدیں) مجلس انصار اللہ کے متعلق خطابات، ارشادات اور فرمودات

کتب مرزا طاہر احمد (خلیفہ رابع)

❁ خطابات طاہر تقاریر جلسہ سالانہ

❁ سوانح فضل عمر (مرزا بشیر الدین محمود احمد کے سوانح حیات)

❁ عرفان ختم نبوت

❁ زھق الباطل

❁ مشعل راہ جلد سوم خدام الاحمدیہ سے متعلق خطبات و تقاریر کا مجموعہ

❁ مذہب کے نام پر خون

❁ ذوق عبادت اور آداب دُعا

❁ عدل، احسان اور ایتاءِ ذی القربیٰ

❁ شہدائے احمدیت آغاز تا عہد خلافت رابعہ

❁ اَلْاَزْھارُ لِذَوَاتِ الْخِمَارِ یعنی اوڑھنی والیوں کیلئے پھول جلد دوم

❁ اسلام میں ارتداد کی سزا کی حقیقت خطاب بر موقع جلسہ سالانہ یوکے 27 جولائی 1986ء

❁ سبیل الرّشاد (جلد سوم) مجلس انصار اللہ کے متعلق خطابات اور ارشادات

کتب مرزا مسرور احمد (خلیفہ خامس)

❁ خطبات مسرور

❁ شرائط بیعت اور احمدی کی ذمہ داریاں

❁ مشعل راہ۔ جلد پنجم خدام الاحمدیہ سے متعلق خطبات و تقاریر کا مجموعہ

❁ خطابات خلافت کی اہمیت و برکات کے متعلق

❁ عرفان ختم نبوت۔ بجواب قادیانیت اسلام کے لیے خطرہ۔

❁ اَلْاَزْھارُ لِذَوَاتِ الْخِمَارِ یعنی اوڑھنی والیوں کیلئے پھول احمدی (مستورات سے خطابات)

❁ سبیل الرّشاد (جلد چہارم) مجلس انصار اللہ کے متعلق خطابات اور ارشادات

❁ عہدیدارانِ جماعت کی ذمہ داریاں خطبہ جمعہ فرمودہ 15 جولائی 2016ء

❁ مردوں کو اہم زریں نصائح خطبہ جمعہ مورخہ ۱۹ مئی ۲۰۱۷

کتب متفرقہ

❁ تحقیق جدید متعلق قبر مسیح۔(مفتی محمد صادق)

❁ مسیح کشمیر میں۔(اسد اللہ کشمیری)

❁ شیطان کے چیلے۔(ہادی علی چودھری)

❁ مراۃ الحق بجواب عرفان حق۔(خواجہ محمد صدیق فانی)

❁ بشارت احمد مع تصدیق احمدیت بجواب قادیانی مذہب۔(سید بشارت احمد)

❁ مودودی صاحب کے رسالہ ختم نبوت پر علمی تبصرہ۔(قاضی محمد نذیر صاحب)

❁ مقام خاتم النبیین۔(قاضی محمد نذیر لائلپوری)

❁ فاتح قادیان یا گستاخ اکھیاں (قاضی محمد نذیر لائلپوری)

❁ الحق المبین فی تفسیر خاتم النبیین۔(قاضی محمد نذیر صاحب)

❁ احمدیہ تعلیمی پاکٹ بک۔(قاضی نذیر احمد)

❁ تفہیمات ربانیہ۔(ابو العطا جالندھری صاحب)

❁ احمدیہ پاکٹ بک۔(عبدالرحمٰن خادم صاحب)

❁ مسیح موعود کی تعلیم فہم قرآن (مرزا حنیف احمد)

❁ سیرت مسیح موعود (مولانا عبد الکریم سیالکوٹی)

❁ سیرت مسیح (امۃ الحئی احمد)

❁ سوانح مسیح موعود و مہدی موعود (دوست محمد شاہد، مؤرخ احمدیت)

❁ سیرت المہدی (مرزا بشیر احمد، ایم اے)

❁ ذکرۃ المہدی (پیر سراج الحق نعمانی)

❁ حیات طیبہ (شیخ عبد القادر)

❁ سیرت مسیح موعود کے درخشاں پہلو (مرزا بشیر احمد، ایم اے)

❁ مسیح موعود کی پیشگوئیاں (حسن محمد عارف)

❁ حیاتِ احمد مسیح موعود کی سوانح حیات (شیخ یعقوب علی عرفانی)

❁ ذکر حبیب (مفتی محمد صادق)

❁ سیرت احمد (قدرت اللہ سنوری)

❁ اخلاقِ احمد) شائع کردہ مجلس اطفال الاحمدیہ بھارت)

❁ اسماء المہدی اوران کی وضاحت مسیح موعود کے قلم سے (بشیر احمد قمر)

❁ مسیح موعود کے چیلنج اور ردّ عمل ونتائج واثرات (مبشر احمد خالد)

❁ مسیح موعود کا اسلوبِ جہاد (لئیق احمد طاہر، انگلستان)

❁ خدا کی قسم از تصنیفات مرزا غلام احمد صاحب قادیانی (بشیر الدین الہٰ دین، حیدرآباد)

❁ مخالفین مسیح موعود کا انجام (ڈاکٹر منظور احمد، کراچی)

❁ دینی نصاب (نو مبائعین کی تربیت کیلئے) شائع کردہ نظارت نشر واشاعت قادیان

❁ تحدیث نعمت آپ بیتی (چوہدری محمد ظفر اللہ خان)

❁ کلمۃ الفصل در بارہ مسئلہ کفر و اسلام (مرزا بشیر احمد)

❁ ختم نبوت کی حقیقت رسولِ پاک ﷺ کا عدیم المثال مقام (مرزا بشیر احمد)

❁ جماعت احمدیہ میں قیام خلافت کے بارہ میں الہامات، کشوف ورؤیا اور الہی اشارے (شائع کردہ نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ)

❁ جماعت احمدیہ کا مختصر تعارف اور امتیازی عقائد (مولانا عطاء المجیب راشد، امام بیت الفضلت لندن)

❁ سلسلہ احمدیہ جلد دوم 1939 تا 1965 (ڈاکٹر مرزا سلطان احمد)

❁ سلسلہ احمدیہ جلد سوم 1965 تا 1982 (ڈاکٹر مرزا سلطان احمد)
❁ نزولِ مسیح تقریر بر موقعہ جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ 1962ء (قاضی محمد نذیر)
❁ ابن مریم (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیش گوئیوں میں آنے والے موعود کو ابن مریم، مسیح یا عیسیٰ کا نام کیوں دیا گیا تھا؟) (ہادی علی چوہدری)
❁ امام مہدی کا ظہور از مسلمات اہلسنت و تشیع (قاضی محمد نذیر)
❁ قتل مرتد اور اسلام (مولوی شیر علی)
❁ مسیح کا دعویٰ از روئے قرآن و انجیل) اقبال احمد نجم، پروفیسر جامعہ احمدیہ یو کے)
❁ دینیات کی پہلی کتاب نونہالانِ جماعت کے لئے (عبدالرحمٰن مبشر)
❁ اسلام کی کتب پہلی تا پانچویں (بچوں کے لئے) (چوہدری محمد شریف)
❁ خلافت کا عظیم الشان مقام و مرتبہ اسکی برکات (آفتاب احمد نیرّ، محمد عارف ربانی)
❁ تأثرات خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی تقریبات 2008ء (محمد مقصود احمد)
❁ فرائض سیکریٹریان جماعت ھائے احمدیہ پاکستان (شائع کردہ نظارت علیا، صدر انجمن احمدیہ پاکستان)
❁ نظام وصیت ارشادات حضرت مسیح موعودؑ و خلفائے سلسلہ (شائع کردہ نظارت بہشتی مقبرہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ)
❁ توہینِ رسالت کی سزا قتل نہیں ہے کلام اللہ اور سنّت و تعلیمات نبویؐ کی شہادت (ہادی علی چوہدری)
❁ اسلامی جہاد کی حقیقت (محمد حمید کوثر، پرنسپل جامعہ احمدیہ قادیان)
❁ دینی نصاب نو مبائعین کی تربیت کیلئے (شائع کردہ نظارت نشر و اشاعت قادیان)
❁ خلافت۔ روشنی صبح ازل کی (ہادی علی چوہدری)
❁ نظام خلافت برکات اور ہماری ذمہ داریاں (مولانا عطاء المجیب راشد، امام بیت الفضل لندن)
❁ حصارِ امن و ایمان و یقین (ہادی علی چوہدری)
❁ نظامِ خلافت اور خلافت احمدیہ کے سو سال (مبشر احمد خالد)

❁ خلفاء احمدیت کی تحریکات اوران کے شیریں ثمرات (عبدالسمیع خان)

❁ وحی والہام عرفانِ مولیٰ کا نشان (ہادی علی چوہدری)

❁ قادیان اوراس کے مقدس وتاریخی مقامات (محمد حمید کوثر، پرنسپل جامعہ احمدیہ قادیان)

❁ خسوف وکسوف کا نشان امام مہدی کی صداقت کے لئے سورج چاند گرہن کا عالمی نشان۔(مسعود ناصر)

❁ احمدیہ ینگ مین ایسوسی ایشن کے ہینڈ بل نمبر 10 ونمبر 21 و22

❁ ازہاق الباطل (میر قاسم علی قادیانی)

❁ اظہار حقیقت (منجانب انجمن انصاراللہ قادیانی)

❁ البشری (محمد منظور الٰہی قادیانی لاہوری)

❁ المہدی (حکیم محمد حسین قادیانی لاہوری)

❁ آئینہ احمدیت (دوست محمد قادیانی لاہوری)

❁ ام الفرقان (عبداللہ تیماپوری قادیانی)

❁ آئینہ حق نما (یعقوب علی قادیانی)

❁ انوار احمدی (شہزادہ عبدالمجید قادیانی)

❁ تبلیغ رسالت (میر قاسم علی قادیانی)

❁ تذکرہ یعنی وحی مقدس (مجموعہ الہامات کا شفاف مرزا غلام احمد قادیانی)

❁ تفسیر آسمانی (تیماپوری عبداللہ قادیانی)

❁ خطوط امام بنام غلام (محمد حسین قریشی قادیانی)

❁ رسالہ تبدیلی عقائد مولوی محمد علی (محمد اسماعیل قادیانی)

❁ رسالہ احمدی نبوۃ فی الالہام (قاضی محمد یوسف قادیانی)

❁ عسل مصفی (مرزا خدا بخش قادیانی)

❁ رسالہ نمبر ہشتم (شیخ غلام محمد قادیانی)

- فتاوی احمدیہ (مولوی محمد فضل خان قادیانی)
- کتاب منظور الٰہی (محمد منظور الٰہی قادیانی)
- کشف الاختلافات (سید سرور شاہ قادیانی)
- لکل امتہ اجل (نور کابلی قادیانی)
- مکاشفات (محمد منظور الٰہی قادیانی)
- ملفوضات احمدیہ (منجانب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)
- مکتوبات احمدیہ (شیخ یعقوب علی عرفانی قادیانی
- منکرین خلافت کا انجام (مصنف جلال الدین شمس قادیانی

قادیانی شرارتیں بصورت رسائل وجرائد

- ہفت روزہ بدر قادیان، بھارت
- النور امریکہ
- مریم (واقفات نو کے لیے علمی وتربیتی رسالہ)
- ماہنامہ خدیجہ جرمنی
- ماہنامہ انصار اللہ ربوہ پاکستان
- سہ روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن، برطانیہ
- احمدیہ گزٹ کینیڈا
- انصار الدین مجلس انصار اللہ یو کے
- المنار ماہنامہ تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ کا ترجمان
- ماہنامہ الفرقان ربوہ 1952، 1977
- ماہنامہ موازنہ مذاہب
- اسماعیل (واقفین نو کا تعلیمی وتربیتی رسالہ)

❋ ماہنامہ اخبار احمدیہ جرمنی
❋ روزنامہ الفضل ربوہ پاکستان
❋ ماہنامہ مشکوۃ قادیان (مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا ترجمان)
❋ الفرقان اخبار
❋ پیغام صلح لاہور
❋ فاروق قادیان
❋ تشحیذ الاذہان
❋ ریویو اف ریلیجنز قادیان

قادیانی شرارتیں بصورت ویب سائٹس

اس ترقی یافتہ دور میں ابلاغ کے وسائل میں جدت اور تنوع پیدا ہوا اہل باطل نے اس جدت وتنوع کو اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل وتبلیغ کے لئے اختیار کیا قادیانیوں نے اپنے مسموم نظریات کو پھیلانے کے لئے جدید ذرائع ابلاغ کے جملہ طرق وسائل کو زیر استعمال لایا ہے جس کی اک جھلک ذیل میں دی جارہی ہے

https//:hawalajaat.ahmadimuslim.
https//:www.youtube.com/c/MindRoasterMir
http//:www.waqf-e-nau.org/
https//:www.persecutionofahmadis.org/
http//:paama.org.uk/
https//:muslimsunrise.com/
https//:www.mta.tv/
http//:www.jalsasalana.org/
https//:www.islamahmadiyya.net/index.asp?ver=2.1
https//:whyahmadi.org/
http//:www.fazleumarfoundation.org/

https//:free-islamic-course.org/

http//:www.islamicfaq.org/

http//:www.loveforallhatredfornone.org/

https//:www.reviewofreligions.org/

https//:www.muslimsforpeace.org/

http//:www.askislam.org/

https//:www.khalifatulmasih.org/about-his-holiness/

https//:www.ahmadiyya-islam.org/tahirfoundation/

https//:www.muwazna.org/

https//:www.ahoban.org/

http//:www.islam-ahmadiyya.tv/

http//:www.askahmadiyyat.org/

https//:www.proceedings1974.org/

https//:www.alislam.org

https//:www.ahmadimuslim.

چراغ مصطفوی

﴿وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيَاطِينَ الْإِنسِ وَالْجِنِّ يُوحِي بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُورًا ۚ وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوهُ ۖ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُونَ﴾ (الانعام 12)

''اسی طرح ہم نے شیطان سیرت انسانوں اور جنوں کو ہر نبی کا دشمن بنایا۔ جو دھوکہ دینے کی غرض سے کچھ خوش آئند باتیں ایک دوسرے کے کانوں میں پھونکتے رہتے ہیں۔ اور اگر تمہارا پروردگار چاہتا تو وہ ایسا نہ کر سکتے۔ سو انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیجئے اور ان باتوں کو بھی جو وہ افترا کرتے ہیں۔''

درج بالا کتب رسائل ویب سائٹ کی کثرت سے ہمیں دھوکہ نہیں کھانا چاہیے کہ کہیں قادیانیت عقائد درست ہی نا ہوں بلکہ۔ان کتب میں جو تلبیسات اور علمی خیانتیں مذکور ہیں اہل اسلام نے بلا تفریق مذہب و مسلک ہر دور میں ان مسکت کا جواب دیا ہے اور تا قیامت باطل کے نظریات پر مدلل و مزین تردید و تغلیط کرتے رہیں گے۔ ان شاء اللہ

ذیل میں ان اداروں اور تنظیموں کی فہرست دی جا رہی ہے جو کہ اس عظیم جہاد میں مصروف کار ہیں۔
حالات کا تقاضہ ہے کہ ہم ان اداروں تنظیموں اور شخصیات کے ساتھ ہر ممکن تعاون کریں اور ان کے ممدو معاون بنیں۔ تا کہ یہ شخصیات ادارے اور تنظیمیں مزید منظم شکل میں قادیانیت کی بیخ کنی کے لیے اپنا کردار بخوبی ادا کر سکیں۔

(1) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ ملتان

Pax:0614542277 , Ph-061-4583486/4514122

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، 5 حسین سٹریٹ، مسلم ٹاؤن لاہور (100 کے قریب پمفلٹ شائع کیے ہیں)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، ننکانہ۔ **056-2874812**

اس تنظیم کے تحت 50 سے زیادہ پمفلٹ ضروری کتاب شائع ہو چکے ہیں۔ خط لکھ کر مفت منگوائے جا سکتے ہیں۔

2) ورلڈ تحفظ ختم نبوت کونسل، جامع مسجد حنفیہ فاروقیہ گلستان کالونی مصطفیٰ آباد، لاہور۔

0322-4077511 0321-4880823

اس تنظیم کے تحت 150 سے زائد پمفلٹ شائع کیے گئے ہیں جو خط لکھ کر یا فون کر کے فری حاصل کیے جاسکتے ہیں

(3) پاسبانِ ختم نبوت، 74072 ہلبران (Heilbronn) جرمنی

(4) تحفظ ختم نبوت فاؤنڈیشن، جامعہ سعیدیہ مظہر اسلام ملک پورہ کاہنہ، لاہور

موبائل 0300-8097773

(5) انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ، فورسٹ گیٹ، لندن

(6) ادارہ مرکزیہ دعوت وارشاد، فیصل آباد روڈ، چنیوٹ

Fax:0476331330 Ph: 0476332820

(7) اسلامک اکیڈمی، مانچسٹر

(8) تحریک فدایان ختم نبوت لاہور۔

(9) عالمی مجلس احرار اسلام، ملتان

زیر نگرانی: سید عطاء المہیمن بخاری حفظہ اللہ

(10) شیران اسلام، محلہ نقشِ لاثانی نگر شکر گڑھ۔

موبائل 0333-8601792

(11) ورلڈ پاسبان ختم نبوت۔ 93 جی، 3 بلاک جوہر ٹاؤن لاہور۔

(12) ختم نبوت یوتھ، ونگ فیروز والہ 0300-8804855

(13) ادارہ تالیفات ختم نبوت، 38۔ غزنی سٹریٹ اردو بازار، لاہور

(14) مکتبہ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان 0514583486

(15) تحریک ختم نبوت العالمی اہلحدیث۔ چنیوٹ (پاکستان)

اس کے پہلے امیر شیخ الحدیث مولانا محمد گوندلوی رحمہ اللہ تھے۔ موجودہ قائم مقام امیر مولانا محمد ایوب چنیوٹی اور ناظم اعلیٰ مولانا عبدالحفیظ مظہر حفظہ اللہ ہیں۔

اس تحریک کے تحت ''جامعہ خاتم النبیین''میں سالانہ خاتم النبیین کانفرنس منعقد ہوتی ہے۔ اور اسی

مرکز میں رمضان المبارک میں ردّ قادیانیت کورس ہوتا ہے۔

مرکز خاتم النبیین ﷺ، لاہورروڈ، چنیوٹ۔ 0300-7716735

ختم نبوت خط کتابت کورس:

یہ کورس بھی تحریک ختم نبوت العالمی اہلحدیث کے تحت ہوتا ہے۔اس کورس کے انچارج مولانا ڈاکٹر عبدالحفیظ مظہر ہیں۔خط وکتابت کے کورس کا دورانیہ 6 ماہ ہوتا ہے۔جاری کورس میں 3000 افراد نے حصہ لیا۔وکلاءاورافسران بھی شریک ہوئے۔ڈاک خرچ بذمہ ادارہ ہوتا ہے۔

ایڈریس: ختم نبوت خط وکتابت کورس، چونگی نمبر 8 سٹی ٹاؤن، ڈسکہ (سیالکوٹ)

0300-6109870

ردّ قادیانیت کورس:

8 سے 10 دن پر مشتمل ردّ قادیانیت کورس بھی کرایا جاتا ہے۔مرکز ختم نبوت السّلفیہ نزد فیملی ہسپتال، ڈسکہ (سیالکوٹ)

نوٹ: ادارہ ہذا کے تربیت یافتہ متعدد افراد ردّ قادیانیت کے لیے تیار ہوتے ہیں۔ فالحمدللہ علی ذالک

مختلف کورسز کی شکل میں:

(1) مختصر کورس: 10 شعبان سے 25 تک ہر سال یہ کورس ادارہ مرکزیہ دعوت وارشاد فیصل آباد روڈ چنیوٹ میں ہوتا ہے۔

(2) طویل کورس: علاوہ ازیں اسی مرکز میں دوسالہ ردّ قادیانیت کورس بھی ہوتا ہے۔

جرائد ورسائل:

(1) ''ماہنامہ انوار ختم نبوت'' اردو

Main Office World:International Khatam e Nubuwwat Movement Street 11-13Georges Road

تَقَبَّلَ اللہ سعْیَھُم وکثّر امثالھم

(2) ماہنامہ ’’لا نبی بعدی‘‘ 105 راوی روڈ، لاہور۔

موبائل: 0321-4192539

(3) ماہنامہ ’’العاقب‘‘ جامعہ نظامیہ لاہور

(4) ماہنامہ ’’ختم نبوت‘‘ ترجمان انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ جامع مسجد نیاز سردار چپل چوک، بلال گنج لاہور۔ 0300-4241359

(5) الہلال مانچسٹر (یہ رسالہ مانچسٹر کی اسلامک اکیڈمی کے تحت نکلتا ہے)

(6) نقیب ختم نبوت، دار بنی ہاشم ملتان، کفیل بخاری 0300-6326621

(7) ہفت روزہ ختم نبوت، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

(اس کے مدیر اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری ہیں)

مرکزی دفتر حضوری باغ روڈ ملتان

Fax:0614542277/Ph 061-4583486/4514122

رابطہ آفس: جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ، پرانی نمائش، ایم اے جناح روڈ کراچی۔

Fax:2780340/Ph:2780337/4234476

لندن آفس:

Ph:02077378199

35,Stock Well Gareen London,Swq 9HZ U.K

(8) ماہنامہ لولاک، چیف ایڈیٹر مولانا اللہ وسایا

یہ ماہنامہ بھی عالمی تحفظ ختم نبوت ملتان کی زیر نگرانی شائع ہوتا ہے۔

ویب سائٹ:

(1)www.endofprophethood.com

(2)www.dawatoirshad.com

(3)www.khatam-e-nubuwat.com

(4)www.thelastprophet.org

تَقَبَّلَ اللّٰہ سعْیَہُم وکثّر امثالھم

قادیانی لٹریچر میں خوفناک تحریف

مولانا داؤد ارشد [1]

''تذکرۃ المہدی'' میں تحریف

مرزا غلام احمد قادیانی کا ایک مرید پیر سراج الحق نعمانی تھا جس نے مرزا غلام احمد قادیانی کی سوانح حیات پر 1913ء میں ''تذکرۃ المہدی'' کے نام سے ایک کتاب تحریر کی ۔جو مرزائی اخبار ''الحق'' دہلی میں ہفتہ وار شائع ہوئی ۔مولوی حکیم نور الدین جانشین اول مرزا قادیانی نے اس کتاب کا بغور مطالعہ کیا ۔مرزا محمود احمد (جانشین مرزا قادیانی) نے اسے بہت پسند کیا ۔مرزائیوں کے متواتر تقاضے پر پیر سراج الحق نعمانی نے 1915ء میں اس کی دوبارہ اشاعت کا پروگرام بنایا اور مرزائیوں کے معتمد خاص اور نامور اہل قلم میر قاسم علی ایڈیٹر ''الحق'' دہلی نے جون 1915ء میں اس کی دوبارہ اشاعت کی جو عام کتابی سائز کے 370 صفحات پر محیط ہے ۔اس کتاب میں مرزا کے ایک واقف کار اور پیر صاحب کا مکالمہ بھی درج تھا جس میں مرزا کی سیرت و کردار کے گہرے راز دان نے پیر صاحب موصوف کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ:

''مرزا رات کو ''لگائی'' سے بدکاری کرتا ہے اور صبح کو بے غسل ۔۔۔۔۔(یہاں اتنا غلیظ لفظ ہے کہ ہم اسے لکھنے سے قاصر ہیں (بھرا ہوا ہوتا ہے اور کہہ دیتا ہے کہ مجھے یہ الہام ہوا اور وہ الہام ہوا میں مہدی ہوں، مسیح ہوں ۔'' [2]

---

[1] معروف مصنف ومناظر

[2] تذکرۃ المهدي، ص158

مرزا کے اس واقف کار (جس کا نام مؤلف تذکرۃ المہدی نے درج نہیں کیا) کے الزام کا کوئی جواب پیر صاحب سے بن نہ سکا اور لاجواب ہو کر اسے زور سے تھپڑ دے مارا۔

اس واقعہ سے مرزا کی سیرت اور طہارت و پاکیزگی پر کیا روشنی پڑتی ہے یہ ایک الگ بحث ہے۔ہم نے جو بات عرض کرنی ہے وہ یہ ہے کہ احمد اکیڈمی حیات مارکیٹ گول بازار ربوہ نے حال ہی میں اس کا ایک تازہ ایڈیشن شائع کیا ہے جس کی طباعت عمدہ اور خوبصورت جلد بندی ہے اور نئے سرے سے کمپوزنگ کروا کر دونوں حصوں کو **314** صفحات میں شائع کیا گیا ہے مگر اس کے صفحہ **111** میں نہایت بددیانتی سے کام لے کر مذکورہ عبارت کو کاٹ کر اس کی جگہ پر نقاط لگا دیے گئے ہیں۔

ممکن ہے کہ قادیانی یہ کہہ دیں کہ یہ قول ایک مخالف اور مرزا کے منکر کا تھا جس کی اشاعت ہم پر لازم نہ تھی مگر ہم ان محرفین سے عرض کرتے ہیں کہ کسی بھی کتاب کو شائع کرتے وقت مصنف کے لیے تو عبارت میں واضافہ کرنا بددیانتی ہے۔مصنف کو خود تو یہ حق بہرحال حاصل ہے کہ وہ طبع ثانیہ پر اس میں نظر ثانی کر کے کانٹ چھانٹ کر دے مگر بعد کے کسی بھی شخص کو یہ حق دینا عدل وانصاف کے منافی اور بے ایمانی ہے ۔قرآن مجید میں متعدد ایسی مثالیں موجود ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے کفار کا سخت سے سخت قول نقل کیا ہے تو کیا ہمیں یہ حق حاصل ہے کہ (نعوذ باللہ) قرآن سے ایسی آیات باہر نکال دیں؟ کتب حدیث میں بھی ایسے واقعات موجود ہیں جن میں منکرین نبوت محمدیہ علیہ التحیۃ والسلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سخت سے سخت اعتراض کیے ہیں۔

علمائے امت نے ان اقوال کا جواب تو دیا ہے مگر کتب حدیث میں تحریف نہیں کی، اس لیے کہ انہیں تحریف جیسے فعل کی ضرورت ہی نہ تھی کیونکہ کفار کے اعتراض نہایت سطحی تھے جو غلط فہمی اور عدم علم اور کثرت جہل سے پیدا ہوئے تھے اور جب ان لوگوں کو معقول جواب مل گئے تو کفار نے بھی ان اعتراضات کو غیر معقول سمجھ کر ترک کر دیا ہے۔یہی وجہ ہے کہ کفار کے اعتراضات ہر دور میں مختلف تھے۔اس تمہید کے بعد سنیے کہ قادیانیوں کے پاس اس اعتراض کا جواب نہ تھا جس کی وجہ سے انہوں نے حاشیہ میں وضاحت کی بجائے تحریف کا راستہ اختیار کیا۔

غور کیجیے کہ قادیانیوں کی تحریف نے اس اعتراض کی معقولیت کو تسلیم کرلیا ہے کہ مرزا واقعی غسل جنابت جیسے اہم فرض کا تارک تھا۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ رحمت کے فرشتے جنبی (ناپاک) آدمی کے قریب نہیں آتے۔[1]

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مرزا کے پاس جو فرشتہ ''ٹیچی ٹیچی'' وحی لیکر آتا تھا۔[2] وہ فرشتہ نما ﴿ وَاِنَّ الشَّيٰطِيۡنَ لَيُوۡحُوۡنَ اِلٰٓى اَوۡلِيٰٓـئِهِمۡ ﴾ میں سے ہوا کرتا تھا۔

حیات ناصر میں تحریف

''26 مئی 2008ء کو مرزا قادیانی کو وفات پائے ایک صدی بیت چکی ہے، اس کی وفات کس مرض سے ہوئی اس کی تفصیل میں مرزا کے خسر اور مرزا محمود احمد (جانشین دوم مرزا قادیانی) کے نانا میر ناصر نواب کی زبانی مرزا کا یہ اعتراف روایت کیا گیا تھا کہ حضرت (مرزا) صاحب جس رات کو بیمار ہوئے اس رات کو میں اپنے مقام پر جا کر سو چکا تھا، جب آپ کو بہت تکلیف ہوئی تو مجھے جگایا گیا تھا۔ میں حضرت صاحب کے پاس پہنچا تو آپ نے مجھے خطاب کر کے فرمایا: ''میر صاحب! مجھے وبائی ہیضہ ہوگیا ہے۔ اس کے بعد آپ نے کوئی ایسی صاف بات میرے خیال میں نہیں فرمائی، یہاں تک کہ دوسرے دن دس بجے کے قریب آپ کا انتقال ہوگیا۔''[3]

علمائے امت، مرزائی مباحث میں ہمیشہ اس حوالے کو بیان کر کے مرزائیت کو مطعون کرتے رہے ہیں۔ لیکن مرزا نے 15، اپریل 1907ء کو شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری کی لاجواب علمی گرفت سے تنگ آ کر اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی تھی کہ صادق کی زندگی میں کاذب کی موت طاعون و ہیضہ وغیرہ جیسی مہلک

[1] سنن ابي داؤد، الترجل في الخلوق للرجال، الحديث: 4180 سند صحیح ہے)

[2] حقیقۃ الوحی ص: 332

[3] حیات ناصر، ص 14، مطبوعہ احمدیہ بک ڈپو قادیان 1927ء

امراض سے ہو جائے۔[1] اس دعا کی قبولیت کا الہام بھی مرزا جی کو ہو گیا تھا۔[2] علمائے امت کے اس جواب میں مرزائی مناظرین مختلف حیلوں بہانوں سے بات کو ٹالنے کی کوشش کرتے۔ مگر یہاں ان سے بات بنائے نہیں بنتی تھی۔ الغرض اس میدان حرب میں شکست قادیانی اکابرین کا مقدر رہی رہے۔ پون صدی تک یہ حوالہ قادیانی مناظرین کے حلق میں ہڈی کی طرح اٹکا رہا ہے، آخر سوچ و بچار کے بعد اپنی ہزیمت کو دھونے اور رسوائی کو مٹانے اور ذلت کو چھپانے اور اپنے ناخواندہ حواریوں کو مطمئن کرنے کے لیے حال میں ''حیات ناصر'' کا تازہ ایڈیشن شائع کیا ہے، اور اس حوالے میں تحریف کر دی ہے۔ اصلاح شدہ عبارت یہ ہے:

''حضرت (مرزا) صاحب جس رات کو بیمار ہوئے اس رات کو میں اپنے مقام پر جا کر سو چکا تھا، جب آپ کو بہت تکلیف ہوئی تو مجھے جگایا گیا، جب میں حضرت صاحب کے پاس پہنچا اور آپ کا حال دیکھا اور دوسرے روز دس بجے کے بعد آپ کا انتقال ہو گیا۔''[3]

پہلے ایڈیشن کی عبارت اور اس عبارت کا موازنہ کریں۔ ان کے درمیان زمین و آسمان کا فرق ہے، جو کھلی تحریف اور بددیانتی ہے۔ میر ناصر نواب کی وفات **19** ستمبر **1924**ء کے تین سال بعد دسمبر **1927**ء کو ہوئی ہے۔ مرزا جی کے مقرب حواری اور قادیانی گروپ کا پہلا مؤرخ یعقوب علی عرفانی ہے، اس نے میر صاحب کی سوانح حیات شائع کی ہے جس میں یہ روایت درج تھی۔

اب جبکہ یعقوب علی عرفانی (ولادت نومبر **1875**ء وفات دسمبر **1957**ء) کو فوت ہوئے نصف صدی سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے۔ تو بعد کے ناشرین نے کس دلیل سے اس حوالے کو خارج کیا ہے؟ مزید بددیانتی یہ کہ ٹائٹل پیج پر وہی ایڈریس اور سن اشاعت رہنے دیا ہے، حالانکہ طباعت اول **96** صفحات پر مشتمل تھی اور کتابت دستی تھی اور اب کا ایڈیشن کمپوز شدہ ہے اور **90** صفحات پر محیط ہے۔

بشکریہ ضیائے حدیث لاہور، اپریل-مئی 2009

---

[1] مجموعہ اشتہارات ص، 578، ج3

[2] دیکھئے۔ ملفوظات مرزا ص 204، ج5 طبع جدید، ص 270، ج9 طبع قدیم

[3] حیات ناصر، ص 13، 14

قادیانیوں کا طریقۂ واردات

پروفیسر سمیر ملک[1]

پہلا مرحلہ

معزز قارئین! قادیانی اپنے جعلی نبی کی جعلی نبوت کی تبلیغ کے لیے جو نت نئے طریقے اختیار کرتے ہیں اُن میں ایک یہ ہے کہ مسلمانوں کے کسی محلے میں کسی قادیانی گھرانہ کو ایک پلاننگ کے تحت آباد کیا جاتا ہے، اور اس کے ارد گرد بسنے والے مسلمان ایک طویل عرصہ تک اس سے لاعلم رہتے ہیں۔ اس دوران میں اس قادیانی گھر کے مرد و خواتین اپنے ہمسایوں سے تعلق استوار کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے۔ وقتاً فوقتاً اچھے اچھے کھانے پکا کر ہمسایوں میں تقسیم کرواتے ہیں اور ہمارے بھولے بھالے اور سادہ لوح مسلمان انہیں مسلمان سمجھ کر سماجی تعلقات کو جاری رکھتے ہیں۔

دوسرا مرحلہ

کچھ عرصہ گزرنے کے بعد قادیانی یہ پتہ چلا لیتے ہیں کہ اس گھر کا سب سے اہم مسئلہ کیا ہے۔ مثلاً کاروبار نقصان میں جا رہا ہے، یا کوئی بچہ بے روزگار ہے یا خاندان قرض کی مصیبت میں پھنسا ہوا ہے۔ وغیرہ وغیرہ اب قادیانی اس کا سب سے پہلے اہم مسئلہ حل کرنے میں کچھ نہ کچھ مدد کر دیتے ہیں۔ جس سے وہ مسلمان خاندان ان کے اس احسان کے زیرِ بار آ جاتا ہے۔ اور ان کو اپنے لیے خدائی نعمت تصور کرتا ہے۔

---

[1] معروف محقق و مناظر

تیسرا مرحلہ

اس خاندان کو پوری طرح شیشے میں اُتار لینے کے بعد اب قادیانی آہستہ آہستہ کھلتا ہے۔اور سب سے پہلے اپنی مظلومیت کا رونا روتا ہے۔اور مولویوں کو نشانہ بناتا ہے۔کہ مولویوں نے بہت فساد پیدا کر رکھا ہے۔ اور ہر مولوی اپنے مخالفین کو کافر کہتا ہے۔وغیرہ وغیرہ

پھر کہتا ہے کہ دیکھیں جی ہم احمدی لوگ بھی وہی کلمہ وہی نماز وہی روزہ، وغیرہ پر ایمان رکھتے ہیں۔بھلا ایک کلمہ پڑھنے والا کیسے کافر ہوسکتا ہے؟ مگر لوگ ہمیں کافر کہتے ہیں۔

ہمارا سادہ لوح مسلمان بھائی فوراً اس بات کا قائل ہوجاتا ہے کہ واقعی ایک کلمہ گو کیسے کافر ہوسکتا ہے۔ یہ مولویوں ہی کا فساد لگتا ہے۔اور کبھی کبھار مسلمان ان سے پوچھ لیتے ہیں کہ اگر آپ بھی وہی کلمہ پڑھتے ہیں اور دوسرے عقائد میں ہمارے ساتھ ہیں تو پھر آخر فرق کیا ہے، جو آپ اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں؟

چوتھا مرحلہ

قادیانی اس سوال کے لیے بالکل تیار ہوتے ہیں۔اور فوراً جواب دیتے ہیں کہ جی بس اتنا فرق ہے کہ آپ لوگ کہتے ہیں کہ امام مہدی نے آنا ہے اور ہم احمدی کہتے ہیں کہ وہ آچکے ہیں۔اور یہ مولوی لوگ جھوٹ بول کر کہتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے۔جبکہ ہم تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہیں بلکہ ہمارے بیعت فارم میں لکھا ہوا ہے کہ ہم اُن کو خاتم النبیین مانتے ہیں۔

اور ساتھ ہی ’’بیعت فارم‘‘ اٹھالاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ خود پڑھ لیں بھلا اس کی شرائط میں سے کونسی بات قابلِ اعتراض ہے؟

سادہ لوح مسلمان شرائط بیعت پڑھ کر سوچ میں پڑ جاتا ہے کہ مولویوں نے تو قادیانیوں کے متعلق کچھ اور ہی بتایا تھا۔اس میں تو کوئی خاص بات نہیں لکھی۔پھر قادیانی کہتا ہے کہ اگر آپ کو اس میں کوئی بات قابلِ اعتراض نہیں لگی۔تو اس پر اپنے دستخط کر دیں۔تاکہ آپ بھی ہماری (حق پرست) جماعت میں شامل ہوجائیں۔اور وہ سادہ لوح مسلمان قادیانی کے زیرِ احسان پہلے ہی ہوتا ہے پوچھتا ہے کیا صرف دستخط کر دینا کافی ہے؟ تو وہ کہتا ہے کہ ہاں صرف دستخط کر دینا کافی ہے اور اس طرح وہ اس بیعت فارم پر اس کے دستخط

حاصل کر کے اپنی جماعت کو روانہ کر دیتا ہے اور اس طرح ایک مسلمان قادیانیوں کو مسلمانوں کا کوئی فرقہ سمجھتے ہوئے، ان کے دامِ تزویر کا شکار ہو جاتا ہے۔

پانچواں مرحلہ

اس کے بعد اس کی تربیت یعنی برین واشنگ کا مرحلہ شروع ہوتا ہے جس کے لیے اسے قادیانیوں کے تربیتی پروگراموں میں شریک کروایا جاتا ہے۔ جہاں اسے مرحلہ وار مولویوں کے خلاف شدید نفرت پیدا کی جاتی ہے۔ اور آہستہ آہستہ یہ بھی بتا دیا جاتا ہے کہ وہ مرزا قادیانی کو نبی بھی مانتے ہیں۔ کیونکہ جسے اللہ امام مقرر کرے یعنی امام مہدی بتائے تو وہ لازماً نبی بھی ہوگا؟ اور مسلم کی حدیث میں امام مہدی کے لیے **4** دفعہ ''نبی اللہ'' کا لفظ آیا ہے۔ اور یہ مولوی جاہل ہیں جو آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ بند سمجھتے ہیں۔ اس طرح حیات و وفات مسیح کے بارے میں بے سرو پا باتیں اس کے دماغ میں پختہ طور پر ڈال دی جاتی ہیں۔ اور ساتھ ہی ایک اور انکشاف کر دیا جاتا ہے کہ جماعت کے ہر ممبر کو اپنی آمدنی کے ہر شعبے میں ایک حصہ چندوں کی شکل میں جماعت احمدیہ کو دینا ہوتا ہے۔ اور اس پر قائل کرنے لیے اپنی مختلف لوگوں کی مالی قربانیوں کا ذکر فخریہ انداز میں کیا جاتا ہے تاکہ اس پر چندے کا کوئی بار نہ ہو اور وہ بخوشی ایسا کرنے پر راضی ہو جائے۔

قادیانی غلامی

معزز قارئین! یہ ہے وہ سنہری جال جس میں پھنس کر ایک سادہ لوح مسلمان نہ صرف ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے بلکہ ابدی قادیانی غلامی میں پھنس جاتا ہے۔ جہاں سے واپسی کا راستہ ناممکن نہیں تو انتہائی دشوار ضرور ہوتا ہے کیونکہ جو قادیانی بھی اس غلامی کو توڑنے کی کوشش کرتا ہے۔ تو مختلف حیلوں حربوں سے اسے انتقام کا نشانہ بھی بنایا جاتا ہے (کیونکہ قادیانیوں نے اس پر بڑی محنت اور سرمایہ لگایا ہوا ہوتا ہے)

یہاں ایک اہم بات گوش گزار کرتا چلوں کہ قادیانی حضرات نئے قادیانی ہونے والوں کی خواتین اور بچوں پر خصوصی محنت کرتے ہیں اور اگر سربراہ قادیانیت سے بغاوت پر آمادہ ہو تو اس کے اپنے ہی گھر میں بغاوت برپا کر دی جاتی ہے۔ لہٰذا خاندان کا سربراہ اپنے خاندان کی طرح ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نہ صرف اپنا

ایمان گنوا بیٹھتا ہے بلکہ قادیانیت کی ازلی غلامی کا بھی شکار ہو جاتا ہے۔

ذہن میں ابھرنے والے چند سوالات

معزز قارئین! مندرجہ بالا تحریر پڑھ کر ایک عام مسلمان کے ذہن میں چند سوالات پیدا ہو سکتے ہیں۔ مثلاً

سوال: ایک کلمہ گو کیسے کافر ہو سکتا ہے؟

سوال: قادیانی بھی مسلمانوں کا کوئی فرقہ ہیں اور جس طرح بعض علماء اپنے مخالف فرقہ کے لوگوں کو کافر کہہ دیتے ہیں۔ اسی طرح قادیانیوں کو بھی علماء نے کافر قرار دے رکھا ہے؟

سوال: قادیانی تو مرزا قادیانی کو امام مہدی مانتے ہیں مرزا قادیانی کو امام مہدی ماننے یا نہ ماننے سے کفر و اسلام کا کیا تعلق ہے؟

سوال: جب قادیانی خود کہتے ہیں کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خاتم النبیین مانتے ہیں اور ان کے بیعت فارم میں بھی خاتم النبیین کا لفظ موجود ہے۔ تو وہ ختمِ نبوت کے منکر کیسے ہوئے؟

سوال: اور جسے اللہ امام بنائے تو کیا وہ نبی ہوگا یا نہیں؟

گذارش

میرے پیارے مسلمان بھائیو! میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ کسی قادیانی سے پوچھیے کہ کلمہ گو تو ہم بھی ہیں لیکن ہم مرزا قادیانی کو کذّاب اور دجّال مانتے ہیں تو آپ بتائیے کہ کیا ہم کلمہ گو ہونے کی وجہ سے آپ کے نزدیک مسلمان ہیں؟

گفتگو یوں کریں

1 یہاں مرزائی دجل سے کام لیتے ہوئے اکثر کہہ دیتے ہیں کہ ہاں آپ کلمہ گو ہونے کی وجہ سے مسلمان ہیں اگر وہ ایسا کہیں تو پھر آپ انہیں مرزا قادیانی کی یہ تحریر پیش کر دیں:

”خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ ہر وہ شخص جس کو تیری دعوت پہنچی اور اس نے تجھے قبول نہیں کیا۔ وہ مسلمان نہیں ہے۔“

اب دوبارہ پوچھیں کہ اب بتاؤ کہ ہم کلمہ گو جو مرزا قادیانی کو جھوٹا، کذاب اور دجال مانتے ہیں تو کیا ہم مسلمان ہیں؟ اور اگر مسلمان ہیں تو کیا مرزا قادیانی اپنی مندرجہ بالا تحریر کی روشنی میں جھوٹا ہے یا نہیں؟

قادیانیت مستقل ایک مذہب ہے

2 دوسری بات یہ ہے کہ قادیانیت مسلمانوں کا کوئی فرقہ نہیں ۔ بلکہ اسلام سے علیحدہ مذہب ہے۔ بالکل اسی طرح جس طرح ہندو، سکھ عیسائی، یہودی اسلام سے علیحدہ مذہب ہیں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ تمام مسلمان آنحضرت ﷺ کو آخری نبی مانتے ہیں۔جبکہ قادیانی حضرات مرزا قادیانی کو بھی مانتے ہیں۔اب اگر مرزا قادیانی بھی خدانخواستہ نبی ہے۔تو اس کو نہ ماننے والے کافر ہیں۔کیونکہ تمام انبیاء پر ایمان لانا ضروری ہے۔بالکل اسی طرح جس طرح کہ اگر کوئی کہے کہ میں تمام انبیاء پر تو ایمان لاتا ہوں لیکن نعوذ باللہ حضرت یوسف علیہ السلام کو نہیں مانتا۔تو وہ کافر ہو جائے گا۔

اور اگر مرزا قادیانی جھوٹا نبی ہے تو جھوٹے نبی کے پیروکار جیسا کہ مسیلمہ کذاب، اسود عنسی وغیرہ کے پیروکار کافر کہلائیں گے۔

لہٰذا یہ بالکل نہیں ہوسکتا، کہ مرزا قادیانی کے ماننے والے اور انکار کرنے والے دونوں مسلمان ہوں۔ لہٰذا قادیانیت اسلام کا کوئی فرقہ نہیں بلکہ اسلام سے علیحدہ مستقل ایک مذہب ہے۔

3 تیسری بات یہ ہے کہ قادیانی انتہائی دجل اور فریب سے کام لیتے ہوئے کبھی بھی ابتداء میں سادہ لوح مسلمانوں پر ظاہر نہیں کرتے کہ وہ مرزا قادیانی کو نبی مانتے ہیں۔ بلکہ یہ بتاتے ہیں کہ وہ مرزا قادیانی کو امام مہدی مانتے ہیں۔میں اپنے مسلمان بھائیوں سے گزارش کرتا ہوں کہ کبھی کسی قادیانی سے درج ذیل یہ سوال پوچھ کر دیکھیں:

قادیانی فریب

کیا آپ مرزا قادیانی کو نبی اور رسول مانتے ہیں؟

قادیانی کبھی آپ کو اس کا جواب ''ہاں'' یا ''ناں'' میں نہیں دیں گے۔ بلکہ یا تو الٹا آپ سے سوال کر دیں گے۔کہ آپ بتائیں کہ جب آپ کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے۔تو کیا وہ نبی ہوں گے یا

نہیں؟ یا پھر بات کو گھما پھرا کر کہیں گے کہ ہم مرزا صاحب کو ''امتی نبی'' مانتے ہیں:

اگر قادیانی آپ سے یہ کہے کہ ہم مرزا قادیانی کو ''امتی نبی'' مانتے ہیں تو آپ فوراً دوسرا سوال کر دیں کہ یہ جو ''امتی نبی'' ہوتا ہے یہ نبی ہوتا ہے یا کہ نہیں!

اب قادیانی مان جائے گا۔ کہ ''امتی نبی'' نبی ہوتا ہے۔ تو پھر آپ دوبارہ اپنا سوال دہرائیں کہ اب بتاؤ کہ:

کیا آپ مرزا قادیانی کو نبی اور رسول مانتے ہیں؟

تو وہ کہہ دے گا کہ ہاں مانتے ہیں۔

لہٰذا معزز قارئین! یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ قادیانی حضرات مرزا کو صرف امام مہدی ہی نہیں بلکہ نبی اللہ بھی مانتے ہیں۔ لہٰذا کسی کو نبی اللہ ماننا یا نہ ماننا کفر و اسلام کا مسئلہ ہے جیسا کہ میں نے پہلے وضاحت کر دی ہے۔

قادیانیوں کی مکّارانہ تحریف

4 چوتھی بات یہ ہے کہ قادیانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین تو مانتے ہیں لیکن آخری نبی نہیں مانتے۔ کیونکہ وہ لفظ خاتم کے معنی ''آخری'' نہیں بلکہ ''اعلیٰ'' کرتے ہیں۔ جو کہ قرآن مجید میں صریح تحریف ہے۔ اور چودہ صدیوں میں ایک بھی مفسرِ قرآن نے خاتم النبیین کے معنی ''نبیوں کے اعلیٰ'' کے نہیں کیے۔

ایک وضاحت

اور جہاں تک قادیانی بیعت فارم کا تعلق ہے تو عرض ہے کہ یہ بیعت فارم **1889** ء میں بنایا گیا تھا جب مرزا قادیانی کا دعویٰ صرف امام مہدی کا تھا۔ **1891** ء میں مرزا قادیانی نے مسیح موعود کا، اور **1901** ء میں نبی اللہ ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور خدائی کا دعویٰ بھی کیا۔ مگر بیعت فارم جو امام مہدی سے متعلق تھا اس میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی۔ کیونکہ اس وقت مرزا قادیانی خود ختم نبوت کے منکر کو کافر اور کاذب جانتا تھا۔ اور ویسے بھی بیعت فارم میں موجود لفظ خاتم النبیین سے قادیانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آخری نبی مراد نہیں لیتے۔ بلکہ آپ کے بعد نبوت جاری ہونے کے عقیدہ کے قائل ہیں۔ اس لیے ختم نبوت کے منکر ہیں۔

دو طرح کے امام

5 اور آخری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سورۃ القصص میں فرعون کے قصہ میں فرماتا ہے:

''ہم نے انہیں ایسے امام بنا دیا جو لوگوں کو جہنم کی طرف بلاتے ہیں۔''

اب یہاں بھی امام اللہ ہی نے بنایا ہے لیکن وہ نبی نہیں ہے۔ کیونکہ نبی تو لوگوں کو جنت کی طرف بلاتے ہیں۔ لہٰذا ثابت یہ ہوا کہ جسے اللہ امام بنائے، وہ امام مہدی یعنی ہدایت یافتہ بھی ہوسکتا ہے، اور مرزا قادیانی کی طرح گمراہی کا امام بھی ہوسکتا ہے دونوں صورتوں میں اس کا نبی ہونا ضروری نہیں ہے۔

معزز قارئین! میں نے مختصر طور پر قادیانیوں کے مختلف طریقہ ہائے واردات میں سے ایک طریقہ آپ کے گوش گزار کرنے کی کوشش کی ہے۔ امید ہے اس سے آپ کو قادیانیوں سے طریقہ تبلیغ سے آگاہی حاصل ہوئی ہوگی اور اس سے قادیانیوں کی سرگرمیوں پر نظر رکھنے میں مدد ملے گی۔

قادیانیوں کا دوسرا ٹارگٹ

قادیانی گوریلوں کا دوسرا بڑا ٹارگٹ تعلیمی ادارے، کالجز اور یونیورسٹیاں ہیں۔ مخلوط تعلیمی اداروں میں قادیانی لڑکیوں کو خصوصی طور پر قادیانیت کی تبلیغ کے لیے تیار کیا جاتا ہے۔

قادیانی ایک سازش

قادیانی تبلیغ کے لیے زمین ہموار کرنے کے لیے ایک سازش کے تحت مسلمانوں میں سب سے پہلے یہ بات پھیلائی جاتی ہے کہ قادیانیوں کا اخلاق بہت اچھا ہے کیونکہ انکی گفتگو بہت میٹھی اور نرم ہوتی ہے اور ہمارے سیدھے سادھے نوجوان قادیانیت کے اس سنہری جال کو ان کے اعلیٰ اخلاق تصور کرتے ہوئے ان کے دامِ تزویر کا شکار ہوجاتے ہیں۔ ویسے بھی عام لوگوں میں ایک غلط تصور پایا جاتا ہے۔ ایک وسیع تر تصور ہے۔ جس میں بہت سی صفات مثلاً جھوٹ نہ بولنا، دھوکہ نہ دینا، وعدہ خلافی نہ کرنا، حرام کمائی سے بچنا، اپنے گھر والوں سے حسنِ معاشرت رکھنا، ہمسایوں سے حسنِ سلوک کرنا، دوسروں کی بہو بیٹیوں کی عزت کرنا، بزدلی نہ دکھانا، گالیاں نہ دینا، خوشامد سے بچنا، شراب اور دوسری نشہ آور اشیاء سے دور رہنا زنا سے بچنا وغیرہ

شامل ہیں۔اور مرزا قادیانی صاحب میں یہ اعلیٰ اخلاق کس حد تک پائے جاتے تھے،اس کے لیے علیحدہ ایک مضمون درکار ہے۔اور ذراسی کوشش سے یہ معلومات آپ کو بآسانی حاصل ہوسکتی ہیں کہ مرزا قادیانی کس اخلاق کا مالک تھا۔

معزز قارئین!جس قوم کے نبی میں تمام اخلاقی اقدار مفقود ہوں،اس کی امت میں وہ اخلاقی اقدار ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔لہٰذا قادیانی اخلاق سوائے دجل اور مکر و فریب کے اور اپنا شکار پھانسنے کے آلہ کے اور کچھ بھی نہیں ہے۔

قادیانی ایک اور چال

''قادیانی تربیت کیمپوں''میں اس بات پر بڑی محنت کی جاتی ہے،کہ قادیانی طلبہ مسلمانوں کے ساتھ مرزا قادیانی کے بارے میں کوئی مباحثہ نہ کریں۔اور صرف ختم نبوت یا حیات و وفات مسیح پر بحث ہو۔اور وہ بھی صرف قرآن سے عام مسلمان طلبہ پر مزید رعب ڈالنے کے لیے قادیانی حضرات عربی زبان کے مباحث میں لاکر حیران اور پریشان کردیں گے۔اور پھر اس پریشان ذہن کو اپنے مرکز میں لیے جانا آسان ہوجاتا ہے۔چند ایک سوال جو عام طور پر مسلمانوں سے کیے جاتے ہیں کچھ اس طریق ہیں:

سوال: قرآن سے دکھادیں کہ نبی نہیں آسکتا؟

سوال: اگر آپ قرآن سے دکھا دیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ اوپر اٹھائے گئے تو ہم قادیانیت چھوڑ دیں گے؟

سوال: کیا امام مہدی کے ظہور کا وقت نہیں آیا؟

سوال: اور کبھی کہیں گے کہ عرب مفسرین عربی نہ جانتے تھے انہیں پتہ نہ چلا کہ''توفی'' کا فاعل خدا اور''مفعول ذی روح''ہو تو یہ موت کے معنی میں ہی آتا ہے۔عرب علماء اسے سمجھ نہیں سکے؟

نوجوانوں کو اس قسم کی باتوں میں پھنسا کر پزل کیا جاتا ہے کہ کہیں وہ مرزا قادیانی کی زندگی اور کردار پر کوئی بات نہ کرسکیں۔قادیانی گوریلوں کی سب واردات لوگوں کی توجہ مرزا قادیانی کی شخصیت سے ہٹا کر ان مسائل پر لگانے کے لیے ہوتی ہے۔

اپنی مظلومیت کا رونا

اس کے ساتھ ساتھ اپنی مظلومیت کا رونا بھی شروع کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھیں جی ہم بھی وہی کلمہ پڑھتے ہیں جو آپ پڑھتے ہیں تو ایک کلمہ گو کافر کیسے ہوسکتا ہے؟ وغیرہ وغیرہ

ہمارے بھولے بھالے نوجوان جنہیں نہ تو قرآن وحدیث کا کچھ زیادہ علم ہوتا ہے اور نہ ہی انہیں کبھی مرزا قادیانی کی تحریروں سے واسطہ پڑا ہوتا ہے۔ رفتہ رفتہ قادیانی جال میں پھنستے چلے جاتے ہیں اور جب اصل حقیقت ان پر کھلتی ہے اس وقت تک بہت دیر ہو چکی ہوتی ہے۔

استخارے کا داؤ

یہاں ایک اور نہایت اہم قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان اِدھر اُدھر سے معلومات حاصل کر کے قادیانیوں کو جواب دینے کی کوشش کرے۔ تو قادیانی فوراً پینتر بدلتے ہوئے، اور اس کی باتوں سے لاجواب ہو کر، اس سے کہتے ہیں۔ کہ آپ استخارہ کر لیں۔ مرزا قادیانی سچا ہے یا جھوٹا۔ آپ بحث چھوڑ دیں بس اللہ سے پوچھ لیں، کہ مرزا قادیانی سچا ہے یا جھوٹا۔

معزز قارئین! فقہاء کے مطابق اگر کوئی مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری نبی ہونے میں ذرا سا شک کرے تو وہ کافر ہو جاتا ہے اور مرزا قادیانی کی نبوت کے بارے میں استخارہ کرنا، اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری نبی ہونے میں شک ہے۔

دوسری بات یہ کہ ''استخارہ'' قادیانی دجل کا ایک بڑا اور مؤثر ہتھیار ہے۔ کیونکہ اس میں ان کا اپنا کچھ نقصان نہیں ہوتا۔ کیونکہ ان کے نزدیک کسی مسلمان کا استخارہ اس کے اپنے نزدیک تو حجت ہوسکتا ہے۔ لیکن کسی دوسرے کا استخارہ خود قایانیوں کے لیے حجت قرار نہیں پاتا۔ پھر دوسری بات یہ کہ اگر آپ ان سے کہیں کہ میں نے استخارہ میں مرزا قادیانی کو کتے کی شکل میں دیکھا ہے تو وہ یا تو یہ ثابت کرنے کی کوشش کریں گے کہ خواب میں کسی کو کتے کی شکل میں دیکھنا اس کی نبوت پر دلیل ہے یا پھر آپ سے کہیں گے یہ آپ استخارہ دوبارہ کریں۔ جب آپ بار بار انہیں بتائیں گے کہ مرزا قادیانی ہر دفعہ مجھے کتے یا سؤر کی شکل میں نظر آتا ہے۔ تو وہ

آپ سے یہ کہہ کر جان چھڑالیں گے کہ نبی کے بارے میں جو ایسے خواب دیکھتا ہے اس کا اپنا ہی نفس ایسا ہوتا ہے۔

معزز قارئین! قادیانی خود کبھی بھی کسی دوسرے کے استخارے کے نتیجہ میں قادیانیت سے توبہ کرنے پر آمادہ نہیں ہوتا۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا، تو اب تک تمام قادیانی، قادیانیت سے توبہ کر چکے ہوتے، کیونکہ ایسے ہی ایک استخارہ کا ذِکر خود مرزا قادیانی نے اپنے علم سے لکھا ہے، مرزا قادیانی لکھتا ہے:

''پس اس وجہ سے حضرت عبدالرحمٰن صاحب اوران کے رفیق بنت میاں عبدالحق غزنوی کے استخارہ پر وہ بئس القرین تُرت حاضر ہوگیا اوران کی زبان پر جاری کرادیا کہ وہ شخص یعنی یہ عاجز جہنمی ہے اور ملحد ہے اور ایسا کافر ہے کہ ہرگز ہدایت پذیر نہیں ہوگا۔''[1]

معزز قارئین! اب اگر استخارہ ہی حجت ہے تو قادیانیوں کو مندرجہ بالا استخارہ کے نتیجہ کی رو سے قادیانیت سے کنارہ کش ہوجانا چاہیے مگر ایسا نہیں ہے کیونکہ استخارہ کا ہتھیار صرف سادہ لوح مسلمانوں کے لیے استعمال کرتے ہیں۔

قادیانیوں کے چند اور حربے

معزز قارئین! قادیانیت کے دیگر حربوں میں قادیانی حوروں کا مسلمان نوجوانوں پر جادو چلا کر ان سے شادیاں کرلینا اور پھر ایک دو بچے ہوجانے کے بعد اس مسلمان کو قادیانی مذہب قبول کرنے کے لیے مجبور کرنا، اس قسم کی ایک دو نہیں بلکہ سینکڑوں مثالیں دی جاسکتی ہیں، اسی طرح یورپ اور کینیڈا کے ویزوں کے لالچ دینا یا ان ملکوں میں پہلے سے پہنچے ہوئے مسلمانوں کو جو سیاسی پناہ کے کیمپوں میں پناہ گزین ہوتے ہیں ان کے مستقل قیام کے حقوق کا لالچ دینا، اور اسی طرح پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد میں جو سکینڈل سامنے آیا ہے، جس میں مسلمان نوجوان کو **20** ہزار کے عوض قادیانی بیعت فارم پر دستخط کے لیے کہا جارہا ہے اوران کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ دستخط کرنے کے بعد علی الاعلان قادیانیت کا اعلان کریں، انہیں یہ آفر بھی دی جاتی تھی کہ وہ بے شک اپنے آپ کو مسلمان ہی کہتے رہیں پس **20** ہزار لے کر قادیانی بیعت فارم پر دستخط کردیں۔۔۔

---

[1] رخ، جلد 3، ص 228

7 ستمبر 1974ء کی ''فتح مبین'' کا ایک گمنام مجاہد

حافظ شاہد رفیق [1]

انیسویں صدی کے اواخر میں ہندوستان پر قابض غیر ملکی استعمار نے ارضِ قادیان میں جعلی نبوت کا جو پودا کاشت کیا اور اس کی آبیاری کرتا رہا، اس کے آغاز ہی میں علمائے ربانیین اس کی حقیقت آشکار کرنے میں مصروف اور سادہ لوح عوام کو اس کے دام ہم رنگ زمین میں آنے سے بچاتے رہے، جن میں سب سے نمایاں نام ناصر السنہ علامہ محمد حسین بٹالوی (وفات: 1920ء) کا ہے۔ اس عالم بے بدل نے پورے ملک میں اس فتنے کو آشکارہ کیا اور اکابر علما کی تائید سے 1891ء میں ایک فتوائے تکفیر مرتب کیا جس میں متنبی قادیان کو دجال اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا گیا۔ بعد ازاں اس فتنے کو شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری (وفات: 1948ء) نے منطقی انجام تک پہنچایا اور بالآخر مرزا قادیانی نے ان کے مقابلے میں عاجز آ کر دعا کی کہ جھوٹا سچے کی زندگی مر جائے۔ مرزا قادیانی کی یہ ''اکلوتی دعا'' تھی جو قبول ہوئی اور اس کے نتیجے میں وہ 26 مئی 1908ء کو جہنم واصل ہوا، جبکہ مولانا امرتسری مرحوم اس کے بعد چالیس سال زندہ رہے اور قادیانی جغادریوں کو ناکوں چنے چبواتے رہے۔ اسی بارے میں مولانا ظفر علی خان (وفات: 1956ء) نے کہا تھا:

خدا سمجھائے اس ''ظالم'' ثناء اللہ کو
نہ چھوڑا قبر میں بھی قادیانیت کے بانی کو

---

[1] مشہور محقق، فاضل مدینہ یونیورسٹی

زیرِ نظر مضمون میں ہم شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ ہی کے ایک شاگرد اور بلند مرتبت اہلِ حدیث عالم حافظ محمد ابراہیم کمیر پوری (وفات: 1989ء) کی ان خدمات کا تذکرہ کرنا چاہتے ہیں جو انھوں نے 1974ء کی تحریک ختم نبوت میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے سلسلے میں انجام دیں اور حکومتی ایوانوں میں ختم نبوت کے اس عظیم مجاہد نے قادیانی خلیفہ اور اس کے حواریوں کا پامردی سے مقابلہ کیا۔ اس حوالے سے مختلف سیاسی جماعتوں کے قائدین اور مذہبی راہنماؤں کی طرف سے جو کاوشیں بروئے کار آئیں، ان کا ذکر تو ہم سنتے رہتے ہیں، لیکن اس مردِ مجاہد کی مساعی چونکہ ہماری نظروں سے اوجھل ہیں اور کیا اپنے اور کیا بے گانے، سبھی ان کے تذکرے میں غفلت کا مظاہرہ کرتے ہیں، اس لیے ذیل کی سطور میں ہم تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء میں ان کی جہود پیش کرتے ہیں۔

ارضِ پاک میں آئینی طور پر اس گروہ کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی پہلی آواز مولانا محمد حنیف ندوی (وفات: 1987ء) نے 2 دسمبر 1949ء کو ہفت روزہ ''الاعتصام'' میں اٹھائی اور اس جماعت کے خلاف پہلی تحریک فروری 1953ء میں برپا ہوئی جس میں دس ہزار اسلامیانِ پاکستان شہید ہوئے۔ دوسری مرتبہ مئی 1974ء میں اس گروہ کو غیر مسلم قرار دینے کی تحریک کا آغاز ہوا جو تین ماہ بعد ثمر آور ہوئی اور اس فرقے کو کافر ڈکلیئر کر دیا گیا۔

29 مئی 1974ء کو ربوہ ریلوے اسٹیشن پر قادیانی غنڈوں کا نشتر کالج ملتان کے طلبا پر تشدد اس تحریک کا نقطہ آغاز بن گیا اور جلد ہی یہ آواز ملک گیر تحریک کی شکل اختیار کر گئی کہ اس حادثے کے مجرم گرفتار کیے جائیں۔ اس کام کے لیے صمدانی کمیشن کے نام سے ایک انکوائری کمیٹی بنی، لیکن عوام کے احتجاج کی بدولت حالات نے ایسا پلٹا کھایا کہ فیصلہ ہوا کہ قومی اسمبلی میں قادیانیوں کی دینی حیثیت کو زیرِ بحث لایا جائے اور خلیفہ قادیانی مرزا ناصر کو گفتگو کا موقع دے کر سوال جواب کیے جائیں، تاکہ اس قضیے کو آئینی طور پر نمٹایا جا سکے۔

حافظ محمد ابراہیم کمیر پوری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''فسانہ قادیان'' کے آغاز (ص: 62) میں لکھا ہے کہ قومی اسمبلی نے 3 جون 1974ء سے اس مسئلے کی تحقیق و تفتیش کا سلسلہ شروع کیا اور مکمل آزادی کے ساتھ قادیانیوں کو اپنا موقف اور اس کے دلائل پیش کرنے کی اجازت دی۔ اس سلسلے میں تمام اخراجات بھی

حکومت نے خود برداشت کیے۔ 40/30 دن کی تحقیق کے نتیجے میں جب سارا مواد اکٹھا ہو گیا تو اگست کے دوسرے ہفتے سے پارلیمنٹ نے اس مسئلے پر باقاعدہ بحث وتمحیص کا سلسلہ شروع کیا۔ یہ کارروائی خفیہ طریقے سے انجام پاتی رہی۔ 40/30

اگست ۷۴ء کے اوائل میں قادیانی خلیفہ مرزا ناصر نے اپنی صفائی میں 1200 صفحات کا طویل بیان قومی اسمبلی میں داخل کیا جس میں اس نے یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ قادیانی گروہ بھی دیگر اسلامی فرقوں کی طرح ایک مذہبی جماعت ہے۔ اس پر تحریک ختم نبوت کے زعما اور اسمبلی کے ممبران نے مرزا ناصر کے بیان پر جرح کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس جرح کا اصل مقصد مرزائی کتب کی روشنی میں قادیانیوں کے اصل عقائد کا اظہار اور اس امر کی نشان دہی کرنا تھا کہ مرزا ناصر نے اپنے بیان میں جو کچھ کہا ہے، وہ حقائق کے خلاف اور صداقت کے منافی ہے۔ لیکن اس سلسلے میں ایک قانونی پیچیدگی یہ تھی کہ اس مکالمے میں صرف ممبرانِ اسمبلی ہی حصہ لے سکتے تھے اور وہ بھی اس طرح کہ اراکینِ اسمبلی جو سوال کرنا چاہیں، سکریننگ کمیٹی میں پیش کریں اور اس کے ساتھ مرزائی لٹریچر سے وہ عبارت مع حوالہ درج کریں جس کی بنا پر وہ یہ سوال کر رہے ہیں، پھر کمیٹی کے مطالبے پر اصل کتاب اور دستاویز بھی مہیا کریں۔ یہ کمیٹی جن سوالات کو معقول اور مدلل خیال کرے گی، وہ اٹارنی جنرل کو فراہم کرے گی اور وہ متعلقہ رکن اسمبلی کے حوالے سے مرزا ناصر سے جواب طلب کریں گے۔ ظاہر ہے کہ جرح کا یہ طریقہ بڑا پیچیدہ، مشکل اور طویل العمل تھا۔ ایک طرف تو لاعلمی کی بدولت ارکانِ اسمبلی سوال کرنے سے قاصر تھے اور دوسری طرف اس کام کے اہل افراد کی وہاں تک رسائی خارج از امکان تھی۔ اس صورتِ حال سے عہدہ برآ ہونے کے لیے بعض ممبران نے ایسے علما اور لیکچراروں سے رابطہ کیا جن کی پرجوش اور جذباتی خطابت سے وہ متاثر تھے، لیکن جلد ہی انھیں معلوم ہو گیا کہ یہ حضرات اس کام کے اہل نہیں۔ کوئی صاحبِ قلم نہیں تو کسی کے پاس متعلقہ لٹریچر نہیں۔

حافظ ابراہیم کمیر پوری صاحب فرماتے ہیں کہ میں ان دنوں سرگودھا میں مقیم تھا اور علالت کے باعث زیادہ تگ ودو نہیں کر رہا تھا۔ لیکن انہی دنوں رکن قومی اسمبلی خواجہ محمد سلیمان تونسوی نے خواجہ قمر الدین سیالوی سے عرض کی کہ وہ ہماری راہنمائی کے لیے کسی ایسے صاحبِ علم کا انتظام کریں جو اِن اوصاف کا حامل ہو۔

حضرت خواجہ صاحب سیالوی نے مجھے اس کام کا اہل سمجھا اور میں ان کے ارشاد کے مطابق خواجہ صاحب تونسوی کے پاس اسلام آباد پہنچ گیا اور قادیانیوں کے خلاف قرارداد منظور ہونے تک وہیں رہا۔

پیر آف سیال کے ارشاد پر جب اسلام آباد جانے کا پروگرام طے پایا تو اسلام آباد میں قیام کے مصارف کا مسئلہ سامنے آیا۔ سرگودھا میں تحفظ ختم نبوت کی تنظیم سے کچھ لینا میری جماعت کو پسند نہ تھا اور مقامی جماعت سے اخراجات وصول کرنا مجھے گوارا نہ تھا۔ آخر اس مشکل کو محترم الحاج میاں عبدالستار صاحب آزاد نے حل کر دیا۔ انھوں نے یہ بوجھ اپنے ذمے لے لیا اور اسے پوری طرح نبھایا۔ وعند الله في ذاك الجزاء

راولپنڈی پہنچ کر میں نے سب سے پہلے مختلف ذرائع سے یہ معلوم کیا کہ مجھے جو کچھ کرنا ہے اس کے حدود کیا ہیں اور اس کا طریق کار کیا ہے۔ مجھے معلوم ہوا کہ مفتی محمود، شاہ احمد نورانی، مولانا عبدالحکیم، پروفیسر عبدالغفور اور کچھ دوسرے حضرات نے بھی اس مقصد کے لیے کچھ علما کی خدمات حاصل کی ہیں۔ میں ان سب سے ملا لیکن شرح صدر نہ ہوا۔ آخر براہِ راست سکریننگ کمیٹی کے چیئرمین سے ملاقات کی۔ وہ راسخ العقیدہ مسلمان، جدید تعلیم یافتہ اور قانون مروجہ کے طالب علم تھے۔ ان کی راہنمائی سے مجھے بڑا اعتماد حاصل ہوا۔ مزید برآں انھوں نے خود بھی مرزائی سیاسیات کے موضوع پر مجھ سے معلومات حاصل کیں۔

مرزا ناصر احمد نے اپنے بیان میں جن حقائق کو چھپایا تھا، وکیل استغاثہ کی طرح ہم ان کی زبان ہی سے وہ اگلوانا چاہتے تھے اور اراکین اسمبلی کو بتانا چاہتے تھے کہ انھوں نے اس معزز ایوان کو جو معلومات فراہم کی ہیں وہ غلط بیانی اور فریب دہی کے زمرے میں آتی ہیں۔ اٹارنی جنرل ممبرانِ اسمبلی کے حوالے سے جو سوال مرزا ناصر سے پوچھتے تھے، دراصل وہ ہمارے ہی تیار کردہ سوال تھے جو درمیانی کمیٹیوں سے پاس ہو کر وہاں تک پہنچتے تھے۔

بعدازاں حافظ کمیر پوری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''فسانہ قادیان'' (ص: 64-70) میں وہ مدلل چھبیس سوالات درج کیے ہیں جو انھوں نے لکھے اور ممبر نیشنل اسمبلی خواجہ غلام سلیمان تونسوی نے 25 جولائی 1974ء کو قومی اسمبلی میں پیش کیے تھے، علاوہ ازیں حافظ ابراہیم صاحب مرحوم نے مزید 18 متفرق سوالات بھی اپنی کتاب میں درج کیے ہیں جو ان کے تیار کردہ تھے اور قومی اسمبلی میں زیر بحث لائے گئے۔ طوالت کے

پیش نظر ہم یہ ساری تفصیلات تو درج نہیں کر سکتے، شائقین انھیں محولہ بالا کتاب میں ملاحظہ کریں، البتہ ہم وہ فیصلہ کن سوال اور اس کی روداد حافظ کمیر پوری ہی کے قلم سے پیش کرتے ہیں جس کے نتیجے میں مرزا ناصر کی مکاری اور دجل وفریب کھل کر سامنے آ گیا اور یوں قادیانی امت اپنے انجام کو پہنچی۔

حافظ کمیر پوری صاحب ''لاجواب اور فیصلہ کن سوال'' کے عنوان سے اپنی کتاب ''فسانہ قادیان'' میں لکھتے ہیں:

''ارکانِ اسمبلی کی طرف سے آخری سوال جس کا جواب مرزا ناصر نہ دے سکا، وہ میرا ہی تحریر کردہ تھا۔ ان سے پوچھا گیا کہ آپ لوگ مرزا کی نبوت کو ظلی، بُروزی اور لغوی وغیرہ کہہ کر اس کی شدت اور سنگینی کو کم کرنا چاہتے ہیں، جب کہ وہ خود اپنے آپ کو آنحضرت ﷺ کے ہم پلہ بلکہ ان سے اونچی شان کا حامل قرار دیتے ہیں، جیسا کہ ان کا ایک مریدان کی زندگی اور ان کی موجودگی میں ان کی مدح وتوصیف ان الفاظ میں کرتا ہے:

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

(اخبار البدر 22 اکتوبر 1902ء)

مرزا قادیانی نے اس گستاخ کو نہ ڈانٹا، نہ جھڑکا۔ بلکہ ''زبانِ مبارک'' سے جزاک اللہ کہا اور فریم شدہ قصیدہ گھر لے گئے۔ مرزا ناصر نہ صرف اس سوال کا جواب نہ دے سکا بلکہ بھری محفل میں اپنی ایک غیر اخلاقی حرکت کی پاداش میں اٹارنی جنرل کی سرزنش کا نشانہ بن گیا۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ سکریننگ کمیٹی میں جو چند سوالات ہماری طرف سے پیش کیے گئے، ان میں یہ سوال اپنے صحیح حوالے کے ساتھ شامل تھا۔ یہ سوال کسی اور معزز رکن کی طرف سے بھی آیا تھا، لیکن انھوں نے حوالے میں قادیانیوں کے اخبار ''بدر'' کی جگہ ''الفضل'' کا نام لکھ دیا تھا۔ بعض مخفی ذرائع مرزا ناصر کو ہمارے فراہم کردہ ان سوالات سے رات کو آگاہ کر دیتے تھے اور قادیانی علما کا بینچ انھیں جواب کے

لیے تیار کرتا تھا۔ سکریننگ کمیٹی نے ہماری اجازت سے طے کیا کہ یہ سوال اس معزز ممبر کی طرف سے پیش ہو، اس کارروائی کا منشا یہ تھا کہ زیادہ سے زیادہ ارکان کو جرح کے عمل میں شریک کیا جائے۔

خلیفہ جی اس سوال کا جواب دینے کے لیے ''الفضل'' کا پہلا شمارہ ساتھ لائے۔ اٹارنی جنرل نے جب ''الفضل'' کے حوالے یہ سوال کیا تو خلیفہ جی نے اس کا پہلا شمارہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ ''الفضل'' تو شروع ہی ۱۹۱۴ء میں ہوا تھا، لہٰذا یہ سوال قطعی بے بنیاد ہے جو ''الفضل'' کا آغاز 1902ء سے پہلے بتا رہا ہے۔

اٹارنی جنرل نے سوال واپس لے لیا اور ارکانِ اسمبلی کو صحیح حوالہ پیش کرنے کی ہدایت دی۔ میرے احباب نے فوراً اس صورتِ حال سے مجھے مطلع کیا۔ میں نے متعلقہ کمیٹی کی وساطت سے قومی اسمبلی کے سیکرٹری اور اٹارنی جنرل تک اصل حوالہ ''بدر۔ 26 اکتوبر 1902ء'' پہنچایا، پھر دوسرے دن خواجہ صاحب تونسوی کے حوالے سے دوبارہ سوال کرنے کی درخواست کی، جو منظور ہوئی۔

اگلے دن کارروائی کے آغاز ہی میں کمال عقل مندی سے کام لیتے ہوئے اٹارنی جنرل نے خلیفہ جی سے کہا کہ مرزا صاحب! وہ کل والی بات پوری طرح صاف نہیں ہوئی۔ مرزا ناصر نے پوری عیاری سے کام لیتے ہوئے پُراعتماد انداز میں کہا: جناب میں بتا چکا ہوں کہ 1902ء میں ''الفضل'' تھا ہی نہیں۔ اٹارنی جنرل نے کہا: ہوسکتا ہے کہ کسی اور اخبار، رسالے یا کتاب میں یہ عبارت ہو اور فاضل ممبر کو حوالہ لکھنے میں غلطی لگ گئی ہو۔ آپ اپنے پورے لٹریچر سے اس شعر کی نفی کریں۔ مرزا ناصر نے ایسے ہی کیا اور واشگاف الفاظ میں کہا کہ جناب یہ ہم پر کھلم کھلا اتہام ہے۔ میں اپنے مکمل لٹریچر میں اس کی نفی کا اظہار کرتا ہوں۔ اس پر اٹارنی جنرل نے ہمارا پیش کردہ 22 اکتوبر 1902ء کا ''بدر'' نکالا اور بلند آواز سے یہ شعر پڑھتے ہوئے قومی اسمبلی کو ورطہ حیرت اور خلیفہ ربوہ کو بحرِ ندامت میں ڈال دیا، پھر خلیفہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: ''مرزا صاحب! یہ بات قطعاً قرین قیاس نہیں کہ یہ حوالہ آپ اور آپ کے معاونین کو معلوم نہ ہو۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ آپ نے ایک مذہبی راہنما ہوتے ہوئے اس معزز ہاؤس میں حقائق پر پردہ ڈالنے کی ناروا جسارت کی ہے۔''

خلیفہ جی جو سات دن سے عدالت کے کٹہرے میں کھڑے ہو کر اپنی نوعیت میں اس مثالی جرح سے مجروح ہو چکا تھا، آج کی کارروائی سے اتنا بددل ہوا کہ اس نے مزید سوالات کا جواب دینے سے معذوری

ظاہر کردی۔ یوں ان کی اسی پسپائی اور رسوائی پر معاملہ اپنے منطقی انجام کو پہنچا۔ فللہ الحمد

اس طویل اور صبر آزما جدوجہد کے بعد 7 ستمبر 1974ء کو حکومتی ایوان میں مرزائیوں کی دونوں جماعتوں قادیانی اور لاہوری گروہ کو غیر مسلم قرار دیتے ہوئے یہ قرارداد پاس کی گئی:

''جو شخص محمد ﷺ کی نبوت مطلقہ پر ایمان نہ رکھے اور آپ کو آخری پیغمبر تسلیم نہ کرے۔ یا جو شخص کسی بھی معنی، کسی بھی شکل اور لفظِ نبوت کی کسی بھی تعبیر کے مطابق نبوت کا مدعی ہو۔ اسی طرح جو شخص کسی بھی ایسے مدعی نبوت پر ایمان لائے یا اسے مجددِ دین سمجھے وہ دستور و قانون کی نگاہ میں غیر مسلم ہے۔''

ہر چند کہ ختمی مرتبت علیہ الصلاۃ والسلام کے بعد نبوت کے منصب پر براجمان ہونے والے اور اس کے متبعین کی اصل سزا تو وہی ہے جو صدیق اکبر کی خلافت میں مسیلمہ کذاب اور ان کی قوم کو دی گئی تھی، لیکن ہمارے لیے یہ بات بھی غنیمت ہے کہ بین الاقوامی سطح کے سیکولر اور مذہب گریز عالمی اداروں کے طے کردہ نام نہاد بنیادی حقوق کے شور شرابے کے دور میں پاکستان کی قومی اسمبلی نے نہ صرف مرزا غلام احمد قادیانی پر حضرت نذیر حسین محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے فتوائے تکفیر کو صحیح باور کیا، بلکہ امتِ مسلمہ کی وحدت کو سبوتاژ کرنے والی مرزائی جماعت کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے والے علامہ اقبال کے مطالبہ کو بھی عملی جامہ پہنا دیا۔ فللہ الحمد''[1]

سطورِ بالا میں اختصار کے ساتھ ہم نے صرف 74ء کی تحریک ختم نبوت میں حافظ کمیر پوری رحمہ اللہ کی خدمات کا اجمالی تذکرہ ہے، ضرورت تو یہ بھی ہے کہ قادیانی فتنے کی سرکوبی کے علاوہ ان کی دیگر علمی، سیاسی، دعوتی، تعلیمی اور ملی خدمات کا ذکر بھی کیا جائے، لیکن سردست ہم اسی پہ اکتفا کرتے ہیں اور یہ کام کسی دوسری فرصت کے لیے اٹھا رکھتے ہیں۔

اللہ تعالی مرحوم حافظ صاحب اور اس کارِ عظیم کی ادائی میں شریک دیگر مذہبی و سیاسی قائدین کو اجر جزیل سے نوازے اور روزِ قیامت اسے شفاعت نبوی کا ذریعہ بنائے۔ آمین یارب العالمین

[1] فسانہ قادیان، ص: ۶۲۔ ۷۵

مولانا عبد اللہ شاہجہاں پوری
ردِ قادیانیت کے ایک گمنام مجاہد اور ان کی تالیف کا تذکرہ

محمد تنزیل الصدیقی الحسینی (1)

شاہجہاں پور

شاہجہاں پور، اتر پردیش میں روہیل کھنڈ اضلاع کا ایک معروف ضلع ہے۔ گزشتہ عہد میں یہاں متعدد علما و فضلا گزرے مگر افسوس مؤرخین و تذکرہ نگاروں کی توجہ اس خطے پر بہت کم رہی جس کی وجہ سے ان کے حالات محفوظ نہ رکھے جا سکے۔

اہل حدیث عقیدہ و منہج کے حامل پرانے بزرگوں میں مولانا مصر احمد خان شاہجہاں پوری بڑے عالم و فاضل اور مولوی صبیح الدین شاہجہاں پوری کی تصریح کے مطابق: ”سیّد احمد صاحب رائے بریلوی و مولوی اسمٰعیل صاحب شہید دہلوی کے ہم خیال تھے۔“ (2) شاہجہاں پور کے ایک بزرگ مولانا سید محمد عرف مولوی ولایتی صاحب (م 1300ھ) تھے جو سیّد احمد شہید کے ہمراہ شریکِ جہاد بھی رہے تھے۔ (3) مشہور اہل حدیث عالم مولانا ابو یحییٰ محمد شاہجہاں پوری کے نانا بزرگوار ملا محمد نظام شاہجہاں پوری بھی اہل حدیث عقیدہ و منہج کے حامل بزرگ تھے۔ انھوں نے جنگ آزادی 1857ء میں بھی حصہ لیا اور اس کی وجہ سے انھیں شدائد و مصائب سے دو چار ہونا پڑا۔ 1890ء میں ان کی وفات ہوئی۔ (4)

---

(1) مشہور مؤرخ، مدیر مجلہ ”الواقعۃ“ کراچی

(2) تاریخ شاہجہاں پور، حصہ دوم، ص: ۹۰

(3) تاریخ شاہجہاں پور، حصہ دوم، ص: ۱۷۹

(4) ملاحظہ ہو: تاریخ شاہجہاں پور، حصہ دوم، ص: ۱۸۲، اردو نثر کے ارتقاء میں علماء کا حصہ، ص: ۴۸۵ تا ۴۹۶

حضرت میاں نذیر حسین محدث دہلوی کے شاہجہاں پوری تلامذہ میں حسبِ ذیل علما کے ناموں سے آگاہی ہوسکی:

1. مولانا حکیم ابویحییٰ محمد مصنف ''الارشاد الیٰ سبیل الرشاد''
2. مولانا کفایت اللہ
3. مولانا عبداللہ
4. مولانا محمد حسن
5. مولانا محمد حسین[1]

مولانا کفایت اللہ شاہجہاں پوری

ان کا اصل وطن ارض بنگال تھا۔ نہایت شریف اور متدین بزرگ تھے۔ شاہجہاں پور کو اپنا مسکن بنایا اور یہیں پوری زندگی گزار دی۔ ملا محمد نظام شاہجہاں پوری کے داماد تھے۔

مولانا کفایت اللہ نے مختلف علما سے کسبِ علم کے بعد شیخ الکل سیّد میاں نذیر حسین محدث دہلوی سے حدیث کی تحصیل کی۔ تکمیل علم کے بعد مولانا نے شاہجہاں پور میں سلسلہ تدریس شروع کیا۔ مولانا کفایت اللہ کے صاحب زادے مولانا ابویحییٰ محمد جب فارغ التحصیل ہوکر آئے تو انھوں نے اس ابتدائی درس گاہ کو ''دارالحدیث'' میں تبدیل کر دیا۔ اساتذہ بھی مقرر کیے۔ جس کی وجہ سے طلاب علم کی بڑی تعداد متوجہ ہوئی۔ مولانا عبدالعزیز روانوی نے بھی چند برس ''دارالحدیث'' شاہجہاں پور میں تدریس کے فرائض انجام دیئے۔

اللہ نے مولانا کو تین فرزند اور بیٹیاں عطا کیں، بیٹیوں کی تعداد سے آگاہی نہ ہوسکی۔ بیٹوں کے نام یہ ہیں: مولانا حافظ حکیم ابویحییٰ، مولانا عبداللہ اور منشی فضل اللہ۔ بڑے فرزند حضرت میاں صاحب کے تلمیذ رشید تھے اور اپنے زمانے کے مشہور اہلِ حدیث عالم تھے۔ ردتقلید میں ان کی کتاب ''الارشاد الیٰ سبیل الرشاد'' عوام وخواص میں مشہور ہے۔ دوسرے فرزند مولانا عبداللہ ذی استعداد اور نہایت ذہین تھے، مگر

[1] الحیاۃ بعد المماۃ (ص:364) مولانا فضل حسین نے شاہجہاں پور کے ذیل میں مولانا حکیم ہدایت علی کا نام بھی لکھا ہے لیکن ان کا اصل تعلق مراد آباد سے تھا جہاں انھوں نے اپنی عملی زندگی بھی گزاری۔

صرف ۲۲ برس کی عمر میں وفات پا گئے۔ یہ مولانا کفایت اللہ کی زندگی کی بڑی آزمائش رہی کہ ان کے دو فرزندوں نے جواں سالگی کے عالم میں ان کے سامنے وفات پائی۔ مولوی صبیح الدین شاہجہاں پوری لکھتے ہیں:

"اگر یہ دونوں بھائی (مولانا ابویحییٰ اور مولانا عبداللہ) عمر طبعی کو پہنچتے تو اس صوبہ میں باعتبار علم وفضل نہایت ممتاز اور یگانہ عصر ہوتے یہ دونوں بھائی دنیا سے کیا گئے کہ علم ہی شاہجہاں پور سے رخصت ہو گیا۔"[1]

مولانا کفایت اللہ کے تیسرے فرزند منشی فضل اللہ اعلیٰ درجہ کے خوشنویس تھے اور دہلی میں کتابت کیا کرتے تھے۔ مولانا کفایت اللہ نے 1331ھ میں وفات پائی۔[2]

مولانا عبداللہ شاہجہاں پوری

مولانا عبداللہ بن کفایت اللہ شاہجہاں پوری بلدۂ شاہجہاں پور کے جواں سال اہلِ علم تھے جن کے فضائل وکمالات کے آثار ظاہر ہونا شروع ہی ہوئے تھے کہ پیام اجل نے انھیں آلیا۔ لیکن اللہ رب العزت نے مختصر سی اس زندگی میں انھیں عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ میں ایک اہم علمی خدمت انجام دینے کی توفیق عطا کی۔ ردّ قادیانیت کی علمی تاریخ میں مولانا کی علمی خدمت ہمیشہ یادرکھی جائے گی۔

حالات زندگی

مولانا عبداللہ نے ابتدائی تعلیم اور کتبِ درسیہ کی تحصیل اپنے والد بزرگوار مولانا کفایت اللہ اور برادر بزرگ مولانا ابویحییٰ محمد شاہجہاں پوری سے حاصل کی۔ اس کے بعد دہلی تشریف لے گئے جہاں شیخ الکل سیّد نذیر حسین محدث دہلوی سے کتب حدیث وتفسیر پڑھیں۔ ونیز بعض دیگر علماء سے بھی استفادہ کیا۔ اپنے عالی قدر استاد سیّد نذیر حسین دہلوی سے مولانا کو بڑی عقیدت تھی۔ اپنی کتاب "شفاء للناس" میں اپنے استاذِ حدیث کا ذکر اس عقیدت کے ساتھ کرتے ہیں:

---

[1] تاریخ شاہجہاں پور، حصہ دوم، ص 184

[2] مولانا کفایت اللہ شاہجہاں پوری کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو: الارشاد الی سبیل الرشاد، ص:227، تاریخ شاہجہاں پور، حصہ دوم، ص:182،183

''حضرت مولانا ومقتدانا شیخنا وشیخ الکل محی السنہ قامع البدعۃ امام الوقت استاذی حاجی الحرمین مولانا مولوی سیّد محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی مدظلہ العالی۔''[1]

مولوی صبیح الدین شاہجہاں پوری نے ''تاریخ شاہجہاں پور'' میں مولانا کا مختصر سا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

''مولوی عبداللہ نے 22 سال کی عمر میں انتقال کیا۔ اکتساب علم اپنے بھائی اور علماء دہلی سے کیا تھا۔ نہایت ذہین اور ذی استعداد تھے۔ اگر یہ دونوں بھائی (مولانا ابویحییٰ اور مولانا عبداللہ) عمر طبعی کو پہنچتے تو اس صوبہ میں باعتبار علم وفضل نہایت ممتاز اور یگانہ عصر ہوتے یہ دونوں بھائی دنیا سے کیا گئے کہ علم ہی شاہجہاں پور سے رخصت ہو گیا۔''[2]

شفاء للناس

مولانا عبداللہ کو تصنیف وتالیف کا ازحد شوق تھا انھوں نے ردّ قادیانیت میں ایک اہم کتاب تالیف فرمائی جس کا نام ''شفاء للناس'' تھا۔ اس تالیف کا پسِ منظر کچھ یوں ہے کہ اکتوبر1891ء/1309ھ میں دہلی میں دجالِ کاذب مرزا قادیانی کا علامہ بشیر سہسوانی سے مناظرہ ہوا جس میں مرزا دورانِ مناظرہ ہی اپنے خسر کی دہلی اسٹیشن پر آمد کا بہانہ کر کے ان کے استقبال کے حیلے سے باہر نکلا اور پھر لوٹ کر دہلی میں قدم نہ رکھا۔ مولانا سہسوانی نے خسر کی مناسبت سے ''خسر الدنیا و الآخر، ذٰلک ھو الخسران المبین'' آیت پڑھی اور بعد ازاں اس مناظرے کی روداد ''الحق الصریح فی اثبات حیات المسیح'' کے نام سے لکھی، کیونکہ مناظرہ حیات مسیح کے موضوع پر تھا۔ مرزا قادیانی کے ایک مرید محمد احسن امروہوی نے ''اعلام الناس'' کے نام سے کتاب لکھی جس میں اس مدعی کاذب کی حمایت کی اور کئی خلاف حقیقت باتیں لکھ ڈالیں۔ مولانا عبداللہ شاہجہاں پوری نے ''اعلام الناس'' کا جواب ''شفاء للناس'' کے نام سے لکھا، مولانا لکھتے ہیں:

---

[1] شفاء للناس بحوالہ احتساب قادیانیت، ج2،ص: 246

[2] تاریخ شاہجہاں پور، حصہ دوم، ص 184

"میری نظر سے ایک رسالہ ضالہ کا مقالہ مسمیٰ "باعلام الناس" گزرا کہ از سرتا پا پُراز تضلیل ہے اور اس میں کلام رب الجلیل کی خوب ہی باطل تاویل اور اقوال نبوی کی پوری پوری تحریف وتبدیل ہے۔ صاحب رسالہ نے اس رسالہ کو تائید میں ایک پنجابی (مدعی) کے لکھا ہے۔ جس نے کلام اللہ اور کلام رسول کو تاویل فاسد اور تحریف باطل کرتے کرتے درجہ اہمال اور تعطیل کو پہنچا دیا اور اپنے آپ کو مسیح کا مثیل بنالیا۔"[1]

"شفاء للناس" 1309ھ میں شایع ہوئی۔ مولانا اللہ وسایا ردّ قادیانیت میں اس تاریخی اہمیت کی حامل کتاب کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"مرزا قادیانی کا ایک مرید محمد احسن امروہوی تھا۔ اس کذاب مرید نے اکذب پیر کے حق میں کتاب لکھی۔ جس کا نام "اعلام الناس" تھا۔ اسے مرزا قادیانی نے پڑھا تو خوب تعریف کے پل باندھے۔ غرض "اعلام الناس" مرزا قادیانی کی تصدیق شدہ سمجھی گئی۔ قادیانی کتاب "اعلام الناس" کا حضرت مولانا محمد عبداللہ شاہجہاں پوری نے 1309ھ (مطابق 1891ء، 1892ء) میں جواب لکھا۔ اس کتاب کے شائع ہونے کے بعد مرزا قادیانی سولہ سال زندہ رہا لیکن اس کتاب کا رد لکھنے کی دجال قادیان کو جرأت نہ ہوئی۔ چنانچہ اس عجز و بے بسے نے مرزا قادیانی کو سولہ آنے جھوٹا ثابت کر دیا۔"[2]

وفات

1310ھ یا اس کے کچھ بعد مولانا کی وفات ہوئی۔ مولانا عبداللہ نے زیادہ عمر تو نہیں پائی اور نہ ہی دنیا ان کے علمی کمالات سے صحیح طور سے مستفید ہوسکی تاہم ردقادیانیت کی تاریخ میں مولانا کا نام اور ان کی کتاب ہمیشہ زندہ رہے گی۔[3]

---

[1] شفاء للناس بحوالہ احتساب قادیانیت، ج42،ص:241

[2] احتساب قادیانیت، ج 42،ص:5

[3] مولانا عبداللہ شاہجہاں پوری کے حالات کے لیے ملاحظہ ہو: تاریخ شاہجہاں پور، حصہ دوم،ص: ۱۸۴، احتساب قادیانیت، ج ۴۲،ص:۵